بسم اللہ الرحمن الرحیم

السیرۃ النبویۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
تحقیقی وتوقیتی مطالعہ: (حصہ جدلیات)

بیسویں قسط

پروفیسر ظفر احمد

Abstract

Al Seerah Al Nabaviyyah: An analytical & Chronological study:(The Argumentative section).It is the 20th part of a long chain of articles. The existing one is meant to further point out & accordingly refute the various remaining aspects of Qadyaniyyat i.e the false prophethood of Mirza Ghulam Ahmad Qadyani (1839-1908 A.D). The writer has successfully made a critical breakup of the bogus claims & the idealogical aberrations found scattered in the relevant Qadyani Literature.

فتنہ قادیانیت تشقیق جدلی کی زد میں

۳۔ جھوٹ کی فصل

ب: بہ حوالہ ''مرزا غلام احمد قادیانی کے دیگر کھلے اور مخفی جھوٹ''

سابقہ مباحث سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کی کذب بیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے مرزائی عقیدے، شیطانی الہامات پر مبنی پیش گوئیوں، جھوٹے اور فریب آمیز نشانات ومعجزات وغیرہ تک ہی محدود ہے یا اس کا دائرہ وسیع تر ہے؟ اگر اس دروغ گوئی کا دائرہ بہت وسیع ہے تو یہی بات

درست ہے۔ اگر اس سے انکار کیا جائے تو یہ انکار درج ذیل بعض توضیحات کی بنا پر یک سر مردود ہے:

۱۔ بہ حوالہ ابنائے رسول اللہ ﷺ: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ (رسول اللہ ﷺ) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔'' (۱۵۶/الف) مرزا صاحب نے اپنی جہالت کی بنا پر یا کسی مراقی دہسٹیریائی کیفیت میں یہ کھلا جھوٹ بولا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ کسی بھی سیرت نگار نے خواہ وہ متقدمین میں سے ہو یا متاخرین میں سے، یہ بات نہیں لکھی۔ مرزا صاحب کا یہ کھلا جھوٹ کسی تبصرے کا محتاج نہیں ہے۔

۲۔ بہ حوالہ قرآن کریم اور قادیان: مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں لکھا ہے ''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔'' (۱۵۶/ب) یہاں مرزا صاحب نے لفظ ''درج'' لکھا ہے۔ ''مذکور'' وغیرہ کوئی اور لفظ نہیں لکھا۔ یوں کسی طرح کی تاویل کی گنجائش بھی نہیں چھوڑی۔ بہ ہر حال قادیان کا نام کسی قادیانی قرآن میں ہو تو ہمیں اس سے غرض نہیں۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن میں قادیان کا نام کہیں موجود نہیں۔

مرزا صاحب کا قرآن کریم پر یہ کھلا بہتان ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔'' (۱۵۶/ج) اب سوچئے ایسا ظالم مسیح موعود اور نبی کیسے ہوسکتا ہے؟

۳۔ بہ حوالہ سورۂ تحریم: مرزا قادیانی نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں لکھا ہے ''سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت کا نام مریم رکھا گیا ہے۔ پھر اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اسی بنا پر خدا نے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا۔'' (۱۵۷/الف)۔ مذکورہ طرز کا کوئی مضمون سورۂ تحریم میں ہرگز موجود نہیں ہے۔ شیطانی اثرات کے تحت مرزا صاحب خود ہی بہ زعم خویش مریم بن گئے۔ پھر انہیں حمل ہوگیا پھر پیدا ہوکر عیسیٰ ابن مریم ہوگئے حال آں کہ مرزا صاحب کا نام عیسیٰ نہیں بل کہ غلام احمد ہے۔ غلام احمد کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ حمل ان کی ماں چراغ بی بی کو ان کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ سے ہوا تھا جس سے غلام احمد صاحب پیدا ہوئے۔ اس لئے وہ غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ ہیں۔ ماں کی طرف انہیں منسوب کیا جائے تو وہ غلام احمد ابن چراغ بی بی ہیں۔ مرزا صاحب کو شیطانی اثرات کے تحت خود حاملہ ہونے کا شوق تھا۔ قرآن کریم کی سورۂ تحریم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا نے ہرگز ان کا نام عیسیٰ

ابن مریم نہیں رکھا۔ خدا پر ان کا یہ کھلا بہتان ہے۔

۴۔ بہ حوالہ کرشن: ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے ضمیمہ چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) میں رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ سراپا جھوٹی حدیث منسوب کی کان فی الھند نبیًا اسود اللون اسمہ کاھنا۔ ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاہن تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔'' (۱۵۷/ب) ایسی کوئی روایت ان الفاظ سے ذخیرۂ احادیث میں موجود نہیں۔

۵۔ بہ حوالہ ''مسیح موعود کے سلسلے میں قرآن وحدیث پر بہتان: مرزا صاحب نے اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھا ہے ''لیکن یہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے، اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین ہوگی اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی ان ہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔'' (۱۵۷/ج) یہاں مرزا صاحب نے قرآن وحدیث دونوں پر جھوٹ باندھا ہے۔ ایسا کوئی مضمون کہیں بھی موجود نہیں۔

۶۔ بہ حوالہ مبارک احمد: مرزا صاحب نے اپنے لڑکے مبارک احمد کے متعلق تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں لکھا ''......اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن یعنی چہار شنبہ......'' (۱۵۸/الف) اگر ہفتے کے دنوں کو اتوار سے شمار کیا جائے تو چوتھا دن چہار شنبہ (بدھ) ہوگا۔ لیکن صفر کا مہینہ کسی بھی صورت میں ہجری سال کا چوتھا مہینہ نہیں بنتا۔ مرزا صاحب نے یہ مضحکہ خیز جھوٹ شاید مراق وہسٹیریا کے زیر اثر لکھا ہے۔

۷۔ صحیح بخاری کا غلط حوالہ: مرزا قادیانی نے شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں لکھا ''......مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانے میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی...... اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبے کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔'' (۱۵۸/ب) مرزا صاحب نے یہاں جھوٹ لکھا ہے۔ صحیح بخاری میں ہرگز کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس میں ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی کے کلمات ہوں۔ البتہ کنز العمال میں ایسی ایک روایت موجود ہے لیکن کنز العمال کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ نہیں کہا جاتا، لہٰذا مرزا صاحب کی مذکورہ بالا غلطی سے کاتب کی غلطی کہہ کر پیچھا نہیں چھڑایا جاسکتا۔ نیز شہادۃ القرآن مرزا صاحب کی ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے۔ ان کا انتقال

۱۹۰۸ء میں ہوا۔ پندرہ سال کے اس طویل عرصے میں کتابت کی مبینہ غلطی کی اصلاح نہ ہو پانا ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تاویل کارگر نہیں ہوسکتی۔ خطا اور نسیان کا عذر بھی نہیں قبول کیا جاسکتا۔ مرزا صاحب اپنا معصوم عن الخطاء ہونا متعدد کتب میں بیان کر چکے ہیں، مثلاً وہ آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے ...... اور انوار دائمی اور استعانت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (۱۵۸/ج) مرزا صاحب نے اگر یہ جھوٹ لکھا ہے تو جھوٹا شخص مسیح موعود اور نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر صحیح لکھا ہے تو سچے ملہم (الہام یافتہ) سے یہ غلطی نہیں ہوسکتی کہ وہ صحیح بخاری پر جھوٹ باندھے پس وہ جھوٹے ملہم ہوئے۔ ان کے الہامات شیطانی تھے۔

۸۔ بہ حوالہ تعلیم دین: اللہ کا سچا نبی اللہ کا دین لوگوں کو سکھاتا ہے نہ کہ ان سے سیکھتا ہے۔ خود مرزا قادیانی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) میں اُنہوں نے لکھا ہے ''......اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر (اللہ تعالیٰ نے) اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا'' (۱۰۹/الف)۔ یہی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں جب چھ سال کا تھا تو مجھے فضل الٰہی نامی ایک فارسی خواں معلم نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھائیں۔ جب میری عمر دس سال کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی فضل احمد نے میری تربیت کی جو ایک دین دار بزرگ وار آدمی تھے اور بہت توجہ اور محنت سے مجھے پڑھاتے رہے۔ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں مولوی گل علی شاہ سے نحو، منطق، حکمت وغیرہ علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔ طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد سے پڑھیں۔ (۱۵۹/ج)۔ لوگوں سے علم حاصل کرنے کا مرزا صاحب کا یہ کھلا اعتراف ہے۔ سر سید خاں کے ساتھیوں میں مولوی چراغ علی حیدر آباد دکن کی معروف علمی شخصیت تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے کاغذات سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بھی کچھ خطوط برآمد ہوئے جنھیں مولوی محمد یحییٰ تنہا نے اپنی کتاب ''سیر المصنفین'' میں اور بابائے اردو مولوی عبدالحق سیکرٹری انجمن ترقی اردو نے اپنی کتاب ''چند ہم عصر'' مین درج کیا ہے۔ مرزا صاحب کے ایک خط کا متن یوں ہے'' ...... جب آپ سا اولو العزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین متین میں دلی سرگرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ وریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے۔ ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں''۔ (۱۵۹/ج) گوجر خاں کے جناب فضل محمد صاحب کی ایک کتاب

''اسرار شریعت'' سے کئی مضامین مرزا صاحب نے لئے اور اُنہیں اپنی مختلف کتابوں میں لکھا۔ کسی مدعی نبوت کا لوگوں کے علوم و معارف سے یوں فائدہ اُٹھانا اور متعلقہ علمی نکات کو اپنا الہام ظاہر کرنا بہت بڑا فریب ہے۔ مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا اس سے بھی بہ خوبی واضح ہو رہا ہے۔(۱۶۰/ الف)

۹۔ بہ حوالہ براہین احمدیہ: مرزا قادیانی نے اپنی اوّلین تصنیف براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) کے لئے لوگوں سے چندہ طلب کیا۔ چندے کی رقم بہ تدریج وہ بڑھاتے چلے گئے۔ لوگوں سے اُنہوں نے وعدہ کیا کہ اس کتاب کی پچاس جلدیں لکھی جائیں گی تاکہ مذاہب باطلہ کے مقابلے میں اسلام کی حقانیت واضح ہو۔ لوگوں سے خوب چندہ بٹورنے کے بعد مرزا صاحب نے اپنے وعدے سے گریز کا یوں بہانہ تراشا ''اب یہ سلسلہ تالیف کتاب (براہین احمدیہ) بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جز تک ضرور پہنچے بل کہ جس طور سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہیں۔'' (۱۶۰/ ب) عہد شکنی کا عذر پیش کرتے ہوئے مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ''ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔'' (۱۶۰/ ج) یوں مرزا صاحب نے نہایت عیاری اور مکاری سے اپنی عہد شکنی کا ذمہ دار (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو ٹھہرا دیا کہ میں نے تو بے شک وعدہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے کام کی صورت اور ترتیب ہی بدل ڈالی تو میں کیا کرسکتا ہوں؟ اس شاطرانہ عہد شکنی پر لوگوں کو سخت اعتراضات پیدا ہوئے تو مرزا صاحب نے تیخ پا کر ان کو یوں صلواتیں سنائیں ''ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا، اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا، مال حرام خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغاباز نام رکھا اور اپنے پانچ یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھران کا لوٹا گیا۔'' (۱۶۱/ الف) یہاں یہ یاد رہے کہ مرزا صاحب کے زمانے میں پانچ اور دس روپے کی رقم کوئی معمولی رقم نہ تھی۔ چندہ دینے والے سادہ لوح عوام کا سیاپا بے جا نہیں تھا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''ایام الصلح'' (۱۸۹۹ء) کے شروع میں لکھا کہ براہین احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن مجید بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تئیس برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ نے مصالح کی غرض سے براہین (احمدیہ) کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا۔ براہین احمدیہ کے ابتدائی چار حصے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مکمل ہوئے۔ پانچواں حصہ کہیں ۱۹۰۵ء میں جا کر پورا ہوا۔ اس میں مرزا صاحب نے لکھا ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر

پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا۔ چوں کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہو گیا۔'' (۱۶۱/ ب) مذکورہ بالا واقعات پر غور فرمائیے، کیا چندہ دینے والے سادہ لوح عوام نے بعد میں مرزا صاحب پر حرام خوری اور عہد شکنی کے الزامات صحیح نہیں لگائے تھے؟ کیا لوگوں سے کتاب کی قیمت وصول کر کے وعدے کے مطابق پچاس حصے نہ لکھنے کے مذکورہ بہانے قابل قبول ہو سکتے ہیں؟ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی تبلیغ پر لوگوں سے رقمیں وصول فرمائی تھیں اور کیا لوگوں نے اس سلسلے میں ان پر چوری، خیانت اور حرام خوری کے الزامات بھی عائد کیے تھے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جو تئیس برس میں اُتارا تو اس پر لوگوں سے پیشگی چندہ وصول کر کے کوئی وعدہ فرمایا تھا؟ کیا پچاس اور پانچ برابر ہوتے ہیں؟ کیا مرزا صاحب اور ان کے عقیدت مندوں نے اگر کسی شخص سے پچاس روپے لینے ہوں تو وہ صرف پانچ روپے لیا کرتے تھے یا لیا کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کا اجر پچاس نمازوں کے برابر ٹھہرایا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پانچ اور پچاس برابر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے رقمیں وصول کر کے پچاس نمازوں کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ نماز ہماری عبادت ہے اور اللہ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں تخفیف فرما کر اور اس کے باوجود پورا اجر عطا فرما کر لوگوں پر انعام و اکرام فرمایا ہے لیکن کسی شخص کا اور وہ بھی مدعی نبوت کا لوگوں سے رقوم وصول کرنا اور اُنہیں پچاس کتابیں مہیا کرنے کی اُمید دلانا اور پھر پانچ پر ٹرخا دینا حقوق العباد میں سراسر کوتاہی ہے۔ یہ لوگوں پر ہرگز کوئی انعام و اکرام نہیں ہے کہ اسے پچاس سے پانچ نمازوں تک کی تخفیف سے تشبیہہ دی جائے۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچاس نمازوں کے فرض ہونے کا کوئی مطالبہ یا انتظار نہیں کر رہے تھے۔ ادھر لوگ مرزا صاحب کو چندہ دے کر پچاس کتابوں کا مطالبہ اور انتظار کرتے چلے آ رہے تھے، لہٰذا کسی طرح کی جھوٹی اور مضحکہ خیز تاویل یہاں نہیں چل سکتی، یہاں تلخ حقیقت یہی ہے کہ مرزا صاحب نے لوگوں کو دھوکہ دیا اور عہد شکنی کے بہانے تراشے جو ان کے متنبّی ہونے پر زبردست دلیل ہے۔

۱۰۔ بہ حوالہ ''دشمنوں کی ہلاکت'': مرزا قادیانی نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے ''اور ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں اب آخری دشمن ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔'' (۱۶۱/ ج) مرزا صاحب نے یہاں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ ان کے سب مخالفین کا نام و نشان نہیں رہا۔ مثلاً مرزا صاحب کا کامیاب رقیب محمدی بیگم کا شوہر مرزا سلطان محمد، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا عبدالحق غزنویؒ وغیرہ ان دنوں زندہ موجود تھے اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کو

جھوٹا نبی قرار دینے والے سب ہی مسلمان ان کے دشمن تھے اور کروڑوں کی تعداد میں موجود تھے۔ مرزا صاحب کے بہت سے کھلے دشمن ان کی موت کے بعد بھی سال ہا سال تک زندہ رہے۔ بل کہ بالفرض ان کا ایک دشمن بھی زندہ رہا ہوا اور مرزا صاحب اس کے سامنے مرض ہیضے میں مبتلا ہو کر رخصت ہو گئے تو بھی ان کا یہ دعویٰ جھوٹا ہوا کہ ان کے دشمنوں کا کوئی نام ونشان نہ رہا تھا۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی پیشین گوئیوں کو جھوٹا کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالحکیم سے کوئی گیارہ سال پہلے قبر میں اُتر گئے۔

۱۱۔ بہ حوالہ انگریزی الہامات: حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی اپنی مزعومہ صداقت پر نشان نمبر ۱۳۳ کے تحت لکھتے ہیں ''میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیش گوئیوں کو بہ طور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے۔'' (۱۶۲/ الف) مرزا صاحب نے انگریزی زبان سے بالکل بے بہرہ ہونے کی جو بات کی ہے قطعاً جھوٹی ہے چناں چہ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''اسی زمانے میں (جب مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے، ناقل) مولوی الٰہی بخش کی سعی سے جو چیف محرر مدراس تھے، کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔'' (۱۶۲/ ب) مرزا صاحب نے جو تھوڑی بہت انگریزی سیکھی تھی اسی کے مطابق ان پر ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں الہامات ہوتے رہے۔ یہ کہنا تو درست ہے کہ وہ انگریزی میں بہت کم زور تھے لیکن یہ کہنا جھوٹ ہے کہ وہ اس سے بالکل بے بہرہ تھے۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے وہ اس جھوٹ کو اپنی مزعومہ نبوت پر صداقت کی دلیل قرار دے رہے ہیں۔

۱۲۔ بہ حوالہ زلزلہ ۴/ اپریل ۱۹۰۵ء: مرزا غلام احمد قادیانی نے مورخہ ۲۷/ فروری ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار شائع کرایا جس میں اُنہوں نے لکھا ''دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے آج سے تقریباً نو ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخبار یں نکلتی ہیں، خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ۔ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی اور سخت پڑے گی۔ (دیکھو اخبار الحکم پرچہ مورخہ ۳۱/ مئی ۱۹۰۴ء...... اور اخبار البدر مورخہ ۲۴/ مئی وکیم جون ۱۹۰۴ء ص ۱۵ کالم ۲)'' (۱۶۲/ ج) بعد میں جب ۴/ اپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب کے بعض علاقوں میں شدید زلزلہ آیا تو مرزا صاحب نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے

لئے اپنے مزعومہ الہام **"عفت الدیار محلھا و مقامھا"** کو اس زلزلے پر چسپاں کر دیا۔ چناں چہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں نشان نمبر ۴۹ کے تحت اُنہوں نے اس الہام کو زلزلے پر چسپاں کرتے ہوئے اسے اپنی صداقت کا ایک نشان قرار دیا ہے، حال آں کہ ان کا یہ مزعومہ الہام خود ان کے اپنے بیان کے مطابق طاعون کے متعلق تھا۔

۱۳۔ بہ حوالہ موت مولوی عبدالکریم قادیانی: مولوی عبدالکریم قادیانی کا شمار قادیانی اکابر میں ہوتا ہے۔ وہ کاربنکل کے مرض میں مبتلا ہو کر اذیت ناک اور نہایت عبرت ناک موت سے ہم کنار ہوئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ان کی شفایابی کی لگاتار پیش گوئیاں کرتے رہے۔ مگر سب جھوٹی ثابت ہوئیں۔ قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۳۱ ؍اگست ۱۹۰۵ء کا متعلقہ مضمون یہ ہے۔ ''۳۰ ؍اگست ۱۹۰۵ء، مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے جس کو چیر دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا، میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ رؤیا (خواب) میں دیکھا کہ مولوی نورالدین ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔ فرمایا، ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔'' (۱۶۳/ الف) ۱۰ ؍ستمبر ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم کا متعلقہ مضمون یہ ہے ''حضرت مولوی عبدالکریم کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹ ؍ستمبر کو (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوحش تھے۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہیں۔ چناں چہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات ''اذا جاء افواج وھم من السماء'' اور کفن میں لپیٹا گیا۔ اور'' **ان المنایا لاتطیش سھامھا**'' یہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔ (یعنی مولوی عبدالکریم اب نہیں مرے گا)۔'' (۱۶۳/ ب) اسی اخبار الحکم مورخہ ۲۴ ؍ستمبر ۱۹۰۵ء کا متعلقہ مضمون یہ ہے'' ۲۱ ؍ستمبر کو اعلیٰ حضرت (مرزا صاحب) حضرت مولوی (عبدالکریم) صاحب کے لئے بہت دعا کرتے رہے۔ اس پر اظہار ہوا **طلع البدر علینا من ثنیات الوداع** ہم پر بدر چڑھا، جس کا صاف مطلب ہے کہ مولوی عبدالکریم صحت یاب ہوگا۔'' (۱۶۳/ ج) مرزا صاحب ضمیمہ تریاق القلوب (۱۹۰۲ء) میں لکھ چکے تھے۔ ''مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔'' (۱۶۴/ الف) اب کوئی اور نہیں یہی مرزا غلام احمد قادیانی حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں'' ۱۱ ؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت

ہو گئے تھے۔ان کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ کفن میں لپیٹا گیا، ۴۷ برس کی عمر، انا لله وانا الیه راجعون. ان المنایا لاتطیش سهامها یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔''(۱۶۴/ب) غور کیجیے مرزا قادیانی کا کذاب اور دھوکے باز ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے۔وہ اس خیال سے جی بھر کر جھوٹ بولتے تھے کہ کون میرے جھوٹ کی تحقیق کرتا پھرے گا، سادہ لوح مرید اور عقیدت مند ہر جھوٹ کو سچ ہی سمجھیں گے۔

۱۴۔ بہ حوالہ مرزا سلطان محمد: مرزا سلطان محمد، محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ کا شوہر تھا۔ متنبی قادیان مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ خدا نے محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ آسمان پر پڑھ دیا ہے۔اگرچہ مرزا سلطان محمد نے اس سے نکاح کر لیا ہے لیکن یہ بہر حال بیوہ ہو کر میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔اس کا میرے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے۔اللہ کے فیصلوں اور باتوں کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں اپنے مزعومہ الہام ''شاتان تذبحان'' (دو بکریاں ذبح ہوں گی) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ''دو بکریاں ذبح کی جائیں گی، پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (مرزا سلطان محمد) ہے۔'' (۱۶۴/ج) مرزا صاحب کی مرزا سلطان محمد اور محمدی بیگم کے متعلق تمام پیشین گوئیاں قطعاً جھوٹی ثابت ہوئیں۔مرزا سلطان محمد ان کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کو اپنے ساتھ لئے پھرتا رہا۔وہ مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کا کامیاب رقیب ۱۹۴۸ء تک زندہ رہا۔مرزا صاحب نے دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشین گوئی کو بھی کسی طرف لگانا ہی تھا۔چناں چہ کابل میں جب عبداللطیف قادیانی اور اس کے ایک ساتھی کو ارتداد کے جرم میں قتل کیا گیا تو مرزا صاحب نے فوراً مذکورہ بالا مزعومہ الہام ان پر چسپاں کر دیا اور حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں اسے اپنی صداقت کی نشانی قرار دیا۔(۱۶۵/الف) یوں مرزا صاحب نے لوگوں کو بہ زعم خویش بے وقوف بنانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔

۱۵۔ بہ حوالہ پیش گوئی زلزلہ شدیدہ: ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب میں شدید زلزلہ آیا تو پیشین گوئیوں کے عادی مرزا قادیانی نے صرف پانچ روز بعد ۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ خوف ناک پیشین گوئی داغ دی ''۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدائے تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلے کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا۔'' (۱۶۵/ب) اس کے بیس دن بعد پھر ایک اشتہار شائع کیا۔''آج ۲۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدائے تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی...... درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اسی ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل

میں گزرا۔'' (۱۶۵/ ج) مرزا صاحب کی اہم پیشین گوئیاں اکثر و بیشتر جھوٹی ثابت ہو کر ان کی شدید ذلت و رسوائی کا سامان پیدا کر دیا کرتی تھیں۔ اس کے باوجود ان کی عقل پر ایسا پردہ پڑا تھا کہ وہ اپنے اس شوق سے باز نہیں آتے تھے۔ تاہم حفظ ماتقدم کے طور پر ہیر پھیر اور ابہام واشتباہ سے خوب کام لیتے تھے کہ پیشین گوئی جھوٹی نکلنے پر بھاگ نکلنے کا چور دروازہ کھلا رہے اور شیطانی تاویلات کا لامتناہی سلسلہ اور مخالفین پر سب وشتم اور لعن طعن کا محبوب مشغلہ بھی برقرار رہے۔ چناں چہ زلزلہ شدیدہ کے بارے میں بھی ہیر پھیر کے اسی آزمودہ نسخے پر عمل کرتے ہوئے اُنہوں نے ۱۱/مئی ۱۹۰۵ء کے اشتہار میں لکھا ''مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا...... مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلے سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلے کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے...... مجھے بعد میں زلزلے کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی...... ظاہر الفاظ وحی کے یہ معنی چاہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی...... اور ممکن ہے اس وحی کے معنی کچھ اور ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔'' (۱۶۶/ الف) اس پر مخالفین کی طرف سے اعتراض ہوا کہ مرزا صاحب خوف ناک زلزلے کی پیشین گوئی میں ابہام واشتباہ اور ہیر پھیر سے کام لے رہے ہیں۔ اس پر اُنہوں نے اپنے مخالفین کو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں یوں آڑے ہاتھوں لیا۔ ''اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلے کی نسبت جو میری پیشین گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی حد بھی مقرر نہیں کی گئی، یہ خیال سراسر غلط ہے جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے، کیوں کہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔'' اسی کتاب میں اس زلزلے کے متعلق وہ کچھ اشعار بھی لکھ چکے تھے، جن میں سے دو شعر یوں ہیں:

یک بہ یک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا شہر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

ان اشعار میں بھی زلزلے اور اس کی شدت کا ہی ذکر ہے۔ (۱۶۶/ ب) اسی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ میں اُنہوں نے یہ بھی لکھا ''آپ خود سوچ لیں کہ یہ پیش گوئی گول مول کیسے ہوئی جب کہ صریح اس میں زلزلے کا نام بھی موجود۔ یہ بھی موجود ہے کہ وہ میری زندگی میں آئے گا اور اگر یہ گول مول ہے تو

پھر کھلی کھلی پیش گوئی کس کو کہتے ہیں؟'' (۱۶۶/ ج) غور کیجیے یہاں مرزا صاحب نے کھلا جھوٹ بولا ہے کہ میری پیش گوئی میں کوئی ابہام نہیں تھا۔ اُنہوں نے ۱۱رمئی ۱۹۰۵ء کے اشتہار میں جو کچھ لکھا تھا اس کے کچھ متعلقہ حصے اوپر دیئے جا چکے ہیں۔ جس سے ان کا جھوٹ واضح ہو رہا ہے اور وہ لوگوں کو ناحق قلت تدبر، کثرت تعصب اور جلد بازی کا طعنہ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مرزا صاحب کی مزید رسوائی مقصود تھی۔ ایسا شدید زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہو، جو پہلے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہو، کسی کان نے نہ سنا ہو اور جس کا خیال کسی کے دل میں نہ گزرا ہو، مرزا صاحب کی جھوٹی اور منحوس پیش گوئی کے بعد ان کی زندگی میں ہرگز (پھر دہرایئے) ہرگز نہیں آیا۔ بل کہ ۲۸رفروری ۱۹۰۶ء کو ایک معمولی زلزلہ آیا جس سے ممکن ہے کچھ لوگ نیند سے بیدار ہو گئے ہوں۔ یہ اتنا معمولی زلزلہ تھا کہ یقیناً لوگوں نے اسے بہت جلد فراموش کر دیا ہوگا۔ لیکن مرزا صاحب نے اسی معمولی زلزلے کو اپنی پیش گوئی کا مصداق ٹھہراتے ہوئے ۲رمارچ ۱۹۰۶ء کے ایک اشتہار میں لکھا ''اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلے کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸رفروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے وحی میں فرمایا تھا، پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ...... اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا'' (۱۶۷/ الف) اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ قیامت کے نمونے والے کسی خوف ناک اور نیست و نابود کر دینے والے زلزلے کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں ہی آنا تھا اور جب ۲۸رفروری ۱۹۰۶ء والے نہایت معمولی زلزلے کو خود مرزا صاحب اپنی پیشین گوئی کا مصداق قرار دے چکے تھے تو ان کی موت کے بعد قادیانیوں کی طرف سے اسے زار روس کی تخت سے معزولی پر یا پہلی جنگ عظیم یا کسی اور واقعے پر چسپاں کرنا شرم ناک کارروائی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ قادیانیوں کو مرزا صاحب کی پیشین گوئی نے جھوٹی نکلنے کا بھرپور احساس تھا۔ البتہ خفت اور شرمندگی کو مٹانے کے لئے مرزا قادیانی آں جہانی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اُنہوں نے تاویلات فاسدہ کا انبار لگا دیا۔ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ تحریر فرماتے ہیں ''موعودہ قیامت خیز زلزلے کا مرزا صاحب کو آخر عمر تک انتظار رہا۔ مگر شاید بھول میں پڑ گیا۔ نہ آیا اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں جب یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو من مانا موقع مل گیا اور شد و مد سے اعلان ہوا کہ ''اس پیش گوئی میں زلزلے کا لفظ ہے لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی ...... جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیش گوئی کو شائع کیا تو اس وقت یہ نوٹ بھی لکھ دیا کہ گو ظاہر الفاظ زلزلے ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بل کہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے۔'' (۱۶۷/ ب) پروفیسر

برقؔی صاحب مزید لکھتے ہیں ”قادیانی صاحبان کی توجیہات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔گزشتہ دفعہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا تو وہ اسی پیشین گوئی کا مصداق قرار پایا اور اب ۳۱رمئی ۱۹۳۵ء کے کوئٹہ کے زلزلے پر بھی خوشی منائی جارہی ہے کہ ”یہ ایک تازہ نشان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا۔“ (۱۶۷/ج) ناظرین غور فرمائیں یہ موعودہ زلزلہ خود مرزا صاحب کے بیان کے مطابق ان کی زندگی میں ان کے اپنے ملک میں موسم بہار میں آنا تھا تو اس کا یورپ کی جنگ عظیم سے کیا تعلق ہوا؟ بہار اور کوئٹہ کے زلزلے مرزا صاحب کی زندگی میں نہیں بل کہ ان کی موت کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔جنوری کا مہینہ شدید موسم سرما کا اور مئی کا مہینہ شدید موسم گرما کا ہے،موعودہ زلزلہ تو موسم بہار میں آنا تھا۔متعصب قادیانیوں کے حیا سوز جھوٹ پر تو یہی کہا جاسکتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔البتہ حقیقت پسند قادیانی حضرات کے لئے غور وفکر کا مقام ہے۔

۱۶۔ بہ حوالہ تقسیم بنگال: لارڈن کرزن وائسرائے ہند نے بنگال کو دو حصوں مغربی بنگال اور مشرقی بنگال میں تقسیم کردیا۔اس پر بنگالی سخت مشتعل تھے اور تقسیم کی منسوخی کے لئے مسلسل جدوجہد پر مجبور ہوئے۔اس قسم کی کشیدہ صورتحال میں حکومت کو اکثر وبیشتر امن وامان کی برقراری کے لئے انتظامی نقطہ نگاہ سے عوامی مطالبوں کو بالاخر کلی یا جزوی طور پر تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔اسی بنا پر پیشین گوئیوں کے عادی مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک الہامی پیش گوئی داغ دی ”پہلے بنگال کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دل جوئی ہوگی۔“ (۱۶۸/الف) حفظ ماتقدم کے طور پر مرزا صاحب نے حسب معمول اپنی پیشین گوئی کو مبہم رکھا۔البتہ ان کے ایک عقیدت مند مولوی محمد علی نے (جو بعد میں مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے امیر بنے تھے) قادیانی رسالے ریویو آف ریلیجنز میں اس کی وضاحت یوں کی ”......پیش گوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجے تک پہنچی ہوئی تھی اور ادھر سر فلر (لیفٹیننٹ گورنر بنگال) کی گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبادیا جائے۔ایسے وقت میں دو قسم کی اُمیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں۔یعنی بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ شاید گورنمنٹ بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دب کر تقسیم بنگال کو منسوخ کردے گی چناں چہ بعض نجومیوں نے ایسی پیش گوئیاں جنتریوں میں شائع بھی کردی تھیں۔دوسری طرف سے جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے ان کا خیال یہ تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی۔ ان ہی حالات کے نیچے ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو ہوچکا ہے،اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار

کرے گی جس سے بنگالیوں کی دل جوئی ہو۔ جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے بل کہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جائے گا جس سے تقسیم بھی منسوخ نہ ہو اور اہل بنگال کی دل جوئی بھی ہو جائے...... چناں چہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہیں تھا سر فلر نے استعفیٰ پیش کیا اور اسے گورنمنٹ نے منظور کیا...... بنگالیوں نے گورنمنٹ کی اس دل جوئی کو خوب محسوس کیا ہے۔'' (۱۶۸/ب) قادیانی رسالے کے مذکورہ مضمون سے بالکل واضح ہے کہ بنگال کی تقسیم کی منسوخی ہرگز ہرگز نہیں ہوگی اور لیفٹیننٹ گورنر کے استعفیٰ سے مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ مرزا صاحب کی پیشین گوئی کی جو وضاحت مولوی محمد علی نے کی تھی، مرزا صاحب کو بھی اس سے سو فیصد اتفاق تھا ورنہ وہ اس کا حوالہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں ہرگز نہ دیتے اور سر فلر کے استعفیٰ کو اپنی صداقت کا نشان نہ ٹھہراتے۔ (۱۶۸/ج) بہ الفاظ دیگر مرزا صاحب کو بھی یقین تھا کہ تقسیم بنگال منسوخ نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو مرزا قادیانی اور ان کی پیشین گوئی کے شارح مولوی محمد علی کو جھوٹا کرنا مقصود تھا اس لئے ان کا یہ خیال قطعاً غلط ثابت ہوا کہ بنگال کی تقسیم منسوخ نہیں ہوگی۔ جن نجومیوں کا مولوی محمد علی مذاق اُڑا رہے تھے کہ اُنھوں نے ایسی پیشین گوئیاں جنتریوں میں بھی شائع کر دی تھیں، وہی سچے نکلے۔ مولوی محمد علی اور متنبی قادیان مرزا غلام احمد دونوں جھوٹے ثابت ہوئے۔ جارج پنجم شاہ انگلستان نے خود ہندوستان میں آ کر تقسیم بنگال کی منسوخی کا اعلان کیا۔ روزنامہ پیسہ کے مضمون کا متعلقہ حصہ یہ ہے ''دہلی میں جب بنگالیوں نے منسوخی تقسیم کا اعلان سنا تو ان کو اس قدر خوشی ہوئی کہ جب حضور شہنشاہ معظم (جلسہ سے) تشریف لے گئے تو اُنھوں نے نہایت ادب سے تخت کو جھک جھک کر سلام کئے اور بوسے دیئے۔ (۱۶۹/الف) مرزا قادیانی تو ان ایام سے پہلے ہی آں جہانی ہو چکے تھے مگر مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین جیسے ان کے عقیدت منداپنے (جھوٹے) نبی کی سنت پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کو یوں بے وقوف بنانے میں لگے رہے کہ تقسیم بنگال کی منسوخی مرزا صاحب کا نشانِ صداقت ہے۔

۱۷۔ بہ حوالہ مدعی نبوت ڈوئی: متنبی قادیان غلام احمد قادیانی کے زمانے میں امریکا میں ایک شخص ڈوئی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا۔ مرزا صاحب نے اسے لکھا ''ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیش گوئی نہ سنا دیں بل کہ ان میں سے صرف مجھے (مرزا صاحب کو) اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے...... چاہئے کہ وہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب میں بھی بہ جواب اس کے دعا کر دوں گا اور ان شاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دوں گا اور میں یقین

رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلے سے تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئے گی''۔(۱۶۹/ب) ڈوئی نے مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ کو پرکاہ کی بھی وقعت نہ دی اور اسے ہوا میں اُڑا دیا۔اس پر مرزا صاحب نے اسے پھر یوں دعوتِ مباہلہ دی ''مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً یا اشارتاً میرے مقابلے پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور بڑے دکھ کے ساتھ اس دارِ فانی کو چھوڑ دے گا۔یاد رہے کہ اب تک ڈوئی نے میری درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے۔اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳راگست ۱۹۰۳ء ہے اس کو پورے سات ماہ کی مہلت دیتا ہوں۔اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلے پر آگیا اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جس کو میں شائع کر چکا ہوں، اگر تجویز کو پورے پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دے دیا تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلے کا کیا انجام ہوا۔'' (۱۶۹/ج) ڈوئی نے مرزا صاحب کو پھر بھی منہ نہ لگایا تو مرزا صاحب نے تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھا''......اس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچے میں اور نیز ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے: ہندوستان میں ایک بے وقوف مہدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔مگر تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔'' (۱۷۰/الف) ڈوئی نے تادم آخر مرزا صاحب کو گھاس نہ ڈالی اس کے باوجود جب وہ مارچ ۱۹۰۷ء میں مر گیا تو مرزا صاحب نے اس کی موت کو اپنی مزعومہ صداقت کا تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں نمبر ۱۹۶ کے تحت نشان ٹھہرایا۔(۱۷۰/ب) اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ کو ڈوئی نے نہایت ہی تکبر اور استہزا سے ٹھکرا دیا تھا لہٰذا مرزا صاحب کا اس کے خلاف مباہلہ سراسر یک طرفہ تھا۔بعینہٖ اسی طرح مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے خلاف یک طرفہ دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے فیصلے کی درخواست کی تھی۔اب اگر اس دعا کو ناحق مباہلہ بھی قرار دیا جائے اور اس جھوٹ کو بھی تسلیم کر لیا جائے کہ مولانا امرتسریؒ نے مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ کو قبول نہیں کیا تھا تو بھی مرزا صاحب کے مولانا امرتسریؒ کے خلاف یک طرفہ مباہلے اور یک طرفہ دعا کو ایسے ہی مؤثر ہونا چاہئے تھا جیسا کہ ڈوئی کے خلاف مرزا صاحب کا یک طرفہ مباہلہ اور یک طرفہ دعا بہ قبول ان کے مؤثر ہو کر ان کی مزعومہ صداقت کا نشان بن گئی تھی۔لیکن مرزا صاحب مولانا امرتسریؒ کے سلسلے میں یک طرفہ دعا سے مولانا کی زندگی میں مئی ۱۹۰۸ء میں

ہلاک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ہی درخواست فیصلہ کی رو سے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ثابت ہو گئے۔ اس سے یہ بہ خوبی واضح ہوگیا کہ ڈوئی کی موت بہ قضائے الٰہی طبعی موت تھی اور مرزا صاحب کے یک طرفہ مباہلے کا نتیجہ نہیں تھی۔ البتہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مقابلے میں مرزا صاحب کی موت ان کی اپنی یک طرفہ دعا کا نتیجہ ضرور تھی جس میں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے فیصلے کی درخواست کی تھی جس کے مطابق جھوٹے کو ہیضہ اور طاعون جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہوکر مرنا تھا۔ چناں چہ یہ دعا قبول ہوئی اور مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ء میں ہیضے میں مبتلا ہوکر اپنی منہ مانگی مراد پا گئے تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مرزا جی نے ڈوئی کو سات ماہ کی مہلت ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو دی تھی لہٰذا اسے مارچ ۱۹۰۴ء کے اواخر تک رہنا چاہیئے تھا لیکن وہ مارچ ۱۹۰۷ء میں جاکر فوت ہوا۔ ڈوئی بھی اگر چہ جھوٹا تھا لیکن اس کے متعلق قطعاً اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس نے بھی مرزا صاحب کے متعلق اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کا کوئی فیصلہ چاہا ہو جو مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق چاہا تھا بل کہ مرزا صاحب کو خود اس کا بھرپور اعتراف ہے کہ ڈوئی نے ان کی دعوت مباہلہ کو بہ نظر حقارت ٹھکرا دیا تھا۔ یاد رہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فاتح قادیان کے خلاف مرزا قادیانی نے جو بددعا کی تھی وہ یک طرفہ تھی اور اس میں مباہلے کا دور دور تک کوئی نشان اور مطالبہ نہیں تھا۔ چناں چہ قادیان اخبار البدر کا (مؤرخہ ۲۲ راگست ۱۹۰۷ء ص ۸) کا متعلقہ مضمون یوں ہے" حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور پر فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مباہلے کیا ہے"۔ مرزا قادیانی اپنی اس یک طرفہ بددعا کے نتیجے میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں ہی ۱۹۰۸ء میں قبر میں اتر گئے اور مولانا امرتسریؒ ان کے بعد سال ہا سال تک زندہ رہے اور قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ قادیانیوں کا یہ شرم ناک جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب کی دعا کا مقصد مباہلہ کرنا تھا جس سے مولانا امرتسریؒ نے انکار کر دیا تھا۔ ان کا یہ شرم ناک جھوٹ قادیانی اخبار البدر کے متعلقہ مضمون سے بھی بالکل واضح ہو رہا ہے۔

۱۸۔ **بہ حوالہ پادری عبداللہ آتھم**: مرزا قادیانی نے ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو پادری عبداللہ آتھم کے متعلق پیشین گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ کے اندر بہ سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔" (۱۷۰/ج) اس لحاظ سے ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء تک اسے مر جانا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کی موت ۲۷ رجولائی ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔ (۱۷۱/الف) یعنی مقررہ میعاد کے بعد وہ دو برس کے اندر فوت ہوا لیکن مرزا صاحب تریاق القلوب (۱۸۹۹ـ۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں "اس (آتھم) کے رجوع کی وجہ سے دو برس سے بھی کچھ زیادہ اور مہلت اس کو دے دی۔" (۱۷۱/ب) اگر واقعی پادری آتھم نے ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے رجوع کر لیا تھا تو مرزا

صاحب اس کی ہلاکت کے لئے آخری دن تک اپنے مریدوں سے دعائیں کیوں کراتے رہے، وظیفے کیوں پڑھاتے رہے؟ (۱۷۱/ ج) اگر اس نے ۵ر ستمبر یا اس کے بعد رجوع کیا تھا تو ۲۷ر جولائی ۱۸۹۶ء تک مدت دو سال سے زائد کس طرح ہوئی؟ مرزا صاحب کا یہاں جھوٹا ہونا بالکل واضح ہے۔ ان کا دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں اُنہوں نے لکھا ''اس (آتھم) کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی قریب ۶۴ سال کے۔'' (۱۷۲/ الف) جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق آتھم کی موت ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء تک واقع نہ ہوئی تو اس نے اخبار ''وفادار لاہور'' میں اپنا خط شائع کرایا کہ میں راضی خوشی ہوں اور اس نے اپنی عمر ۶۸ سال سے زیادہ بتائی۔ (۱۷۲/ ب) پس جب وہ اواخر جولائی ۱۸۹۶ء میں فوت ہوا تو اس کی عمر اس کے اپنے بیان کے مطابق ستر برس ہوئی۔ ادھر مرزا صاحب اسے اپنا ہم عمر ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پادری آتھم اور مرزا قادیانی دونوں کا سال ولادت (۱۸۹۶-۷۰) = ۱۸۲۶ء تھا۔ حال آں کہ یہی مرزا صاحب کتاب البریۃ (۱۸۹۸ء) میں اپنا سال ولادت ۱۸۳۹-۱۸۴۰ء بتاتے ہیں۔ (۱۷۲/ ج) یہاں مرزا صاحب نے جھوٹ بولتے ہوئے اپنی عمر کوئی چودہ سال زیادہ بیان کی اور عبداللہ آتھم کی عمر کوئی چھ سال کم ظاہر کی۔ قوی قرائن سے اس جھوٹ کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ایک مرتبہ اپنے ایک عقیدت مند سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کے نام اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا ''......حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہوجاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار......'' (۱۷۳/ الف) پادری آتھم تو ستر برس کی عمر میں فوت ہوا اور چوں کہ ساٹھ پینسٹھ سال کی عمر ہی بہ قول مرزا صاحب مرنے کے لئے بہانہ چاہتی ہے لہٰذا وہ بہ قضائے الٰہی اپنی طبعی موت سے ہم کنار ہوا۔ اس میں مرزا کی کسی پیشین گوئی کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اس زبردست اور ''خطرناک'' اشکال سے بچنے کے لئے مرزا صاحب کو اپنی عمر چودہ سال زیادہ اور آتھم کی عمر چھ سال کم ظاہر کرنا پڑی کہ دیکھو میں بھی ۶۴ سال کا بوڑھا ہوں۔ بے شک یہ عمر میری تحریر کے مطابق مرنے کو بہانہ چاہتی ہے لیکن آتھم میری پیشین گوئی سے مرا ہے۔ اگر وہ اپنی طبعی موت مرا ہوتا تو میں بھی تو ۶۴ برس کا ہوں میں کیوں نہیں مر گیا؟ حال آں کہ مرزا صاحب کی عمر ۱۸۹۶ء میں (۱۸۹۶-۱۸۴۰) = ۵۶ برس تھی نہ کہ وہ ستر برس یا چونسٹھ سال کے تھے۔ مرزا صاحب نے تیسرا جھوٹ یہ بولا کہ وہ کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں ''پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ (آتھم) مجھ سے پہلے مر گیا۔'' (۱۷۳/ ب) حال آں کہ مرزا صاحب کی ۵ر جون ۱۸۹۳ء کی پیشین گوئی میں اس طرح کے کوئی کلمات یا اس طرح کا کوئی مفہوم نہیں تھا بل کہ یہی تھا کہ آتھم اگر رجوع نہ کرے تو

پندرہ ماہ کے اندر بہ سزائے موت ہادیہ میں گرایا جائے گا۔ یہ مرزا صاحب کی بعد کی شاطرانہ سوچ (Cunning after-thought) ہے۔ مرزا صاحب نے چوتھا جھوٹ یہ بولا کہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر اس لئے ہلاک نہیں ہوا کہ اس نے دل سے رجوع کرلیا تھا۔ اگر ایسی بات تھی تو مرزا صاحب نے ۵رستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے ہی اس کا اعلان کیوں نہ کیا اور کیوں آخری دن تک وہ اور ان کے عقیدت مند چیخ چیخ کر اور زار وقطار رو رو کر آتھم کی ہلاکت کی ناکام دعائیں مانگتے رہے تھے اور کیوں اس کی ہلاکت کے وظیفے پڑھے گئے تھے؟ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اگر کہو کہ (آتھم) اب پیش گوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوئے تو یہ صاف حماقت ہے کیوں کہ پیش گوئی نے یہ قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا کہ ضرور اس کی میعاد کے اندر ہی فوت ہوں گے بل کہ پیش گوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے اقوال یا افعال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیش گوئی کے اندر فوت ہوں گے ورنہ ان کی موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔'' (۱۷۳/ج) یہاں لازماً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آتھم نے واقعی عیسائیت پر اپنی استقامت چھوڑ کر اور اسلام قبول کر کے رجوع الی الحق کا ثبوت دیا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں اور اگر وہ اور اس کے ساتھی عیسائیت پر رہتے ہوئے اپنے کفریہ عقائد تثلیث اور کفارے وغیرہ پر بہ دستور قائم رہے تو یہ کہنا کہ وہ اندر سے ڈر گیا تھا، اسے عیسائیت سے خارج اور اسلام میں داخل نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے اس کا رجوع الی الحق ثابت ہوتا ہے۔ اگر وہ بالفرض رسول اللہ ﷺ اور اسلامی شعائر کی توہین سے باز بھی آ گیا ہو تو بھی اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے عیسائی عقائد کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا تھا۔ مرزا صاحب کی ساری تاویلات نہایت کم زور اور جھوٹی ہیں۔ پیشین گوئیوں کے بارے میں مرزا صاحب نے سراج منیر (۱۸۹۷ء) میں لکھا ہے ''اگر پیش گوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔'' (۱۷۴/الف) ادھر آتھم نہ مرا تو کیا ہوا، خود مرزا صاحب اسی سراج منیر میں لکھتے ہیں ''اُنہوں نے پشاور سے لے کر الٰہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دراز کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔'' (۱۷۴/ب) مرزا صاحب نے پانچواں جھوٹ یہ بولا کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص فرد یا قوم کو عذاب کی وعید سنا کر پھر اس پر عمل نہیں کرتا۔ حال آں کہ اللہ تعالیٰ کی وعید بغیر کسی تخصیص کے عام کفار کے لئے ہو تو اگر وہ اسلام لے آئیں اور کفر وعناد پر ڈٹے نہ رہیں تو وہ عذاب کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ دیگر اقوام کے برعکس حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے

عذاب کی وعید اور اس کے بعض آثار دیکھ کر بروقت توبہ کرلی اور نہایت ہی عقیدت ومحبت سے حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اگر پادری عبداللہ آتھم اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہوتا اور وہ مرزا صاحب پر ایمان لاکر ان سے محبت وعقیدت کا مظاہرہ کرتے تو مرزا صاحب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی مثال دینے میں حق بہ جانب سمجھے جاسکتے تھے۔ اُنہوں نے مرزا صاحب کے پتلے کو مصنوعی پھانسی دے کر اسے نذر آتش کر دیا۔ دنیا میں کفار کو جس عذاب سے واسطہ پڑتا ہے اس سے ان کا اُخروی عذاب ٹل نہیں جاتا لہٰذا کفار پر دنیوی عذاب ہمیشہ مجموعی عذاب کا بعض یعنی اس کا کچھ حصہ ہی ہوا کرتا ہے۔ آل فرعون کے ایک مومن کا اپنی قوم کو یہ سمجھانا اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جس عذاب سے تمہیں ڈراتے ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ (یعنی دنیوی عذاب) تم پر آکر رہے۔ (۱۷۴/ج) یہ مراد لینا قطعاً باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص فرد یا قوم کو مخاطب کر کے اپنے پیغمبر کے ذریعے وعید سنا دے تو وہ موعودہ عذاب کلی یا جزوی طور پر نہ بھیج کر پیغمبر کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جھوٹا اور رسوا کر دیتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی طرف یہ قول جو منسوب کیا گیا ہے کہ میں ہرگز کذاب بن کر اپنی قوم کے پاس نہیں جاؤں گا بالکل جھوٹا اور بے سند ہے۔ بعض مفسرین اور محدثین نے اپنے دور کے رواج کے مطابق اپنی تالیفات میں رطب ویابس سب کچھ جمع کر دیا ہے۔ اس سے کسی متنبی یا فتنہ جُو کو کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق اس طرح کی کسی غیر مستند روایت کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح بھی سمجھ لیا جائے تو اگر قوم کو کسی خاص عذاب کی وعید حضرت یونس علیہ السلام نے وحی کے بغیر محض اپنے اجتہاد اور قیاس سے دی تھی تو پیغمبر سے شاذ ونادر صورتوں میں خطائے اجتہادی کا صدور ممکن ہے، گو اسے اس پر ہرگز قائم نہیں رہنے دیا جاتا۔ اگر حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی خاص وعید اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر سنائی تھی تو اس صورت میں حضرت یونس علیہ السلام کو نہیں بل کہ اللہ تعالیٰ کو ہی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کذاب ٹھہرانا ہوگا۔ محرف بائبل کی کتاب یرمیاہ میں ہے کہ یرمیاہ نبی کو جب خدا نے یروشلم کے مستقبل قریب میں تباہ وبرباد ہونے کی اطلاع دی تو اُنہوں نے خدا سے (معاذ اللہ) یوں شکایت کی ''افسوس اے خداوند خدا! یقیناً تو نے لوگوں اور یروشلم کو یہ کہہ کر دغا دی کہ تم سلامت رہو گے حال آں کہ تلوار جان تک پہنچ گئی ہے۔'' (۱۷۴/د) مرزا قادیانی اپنی مزعومہ صداقت کو ثابت کرنے کے لئے محرف بائبل کے مضامین کے حوالوں، جھوٹی اور بے سند روایات اور شیطانی تاویلات سے کام لیتے ہوئے پورا زور اس بات پر لگا دیتے ہیں کہ ان کے جھوٹ پر پردہ پڑا رہے اور لوگ اُنہیں بہ ہر حال سچا سمجھ لیں۔ اس سعی نامشکور میں اگر اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جھوٹا ہوتا ہو تو مرزا صاحب کو ہرگز اس کی پرواہ نہیں بل کہ جھوٹا ہوتا

ہے تو ہوتا رہے میں تو ہر حال میں سچا رہوں۔ یہ بھی ان کے مفتری اور کذاب ہونے پر زبردست دلیل ہے۔قرآن کریم میں ہے فَلاَ تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۱۷۵/ الف) ''تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کے خلاف کرے گا، بے شک اللہ بڑا زبردست پورا بدلہ لینے والا ہے۔'' آیت کے آخر میں اپنے دو جلالی اسماء ''عزیز ذوانتقام'' لاکر اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے کسی مخالف ایک فرد یا بہت سے افراد کو متعین کر کے عذاب کی وعید سنادے تو وہ ہرگز ٹل نہیں سکتی ورنہ وعید سنانا عبث ٹھہرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔

۱۹۔ بہ حوالہ اشاعت اسلام: قادیانی اخبار الحکم میں مرزا قادیانی نے اپنی مزعومہ بعثت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ''میرے آنے کے دو مقصد ہیں، مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہو جائیں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (مسیح) نظر نہ آئے دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔'' (۱۷۵/ب) براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (۱۷۵/ج) چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) میں مرزا صاحب نے لکھا ہے ''چوں کہ آں حضرت ﷺ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آں حضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے، کیوں کہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمے پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح ہو جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ مہدی کے آخری حصے میں ڈال دی ہے جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے......اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالم گیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔'' (۱۷۶/الف) ہم نے مرزا صاحب کی ۱۸۸۰ء سے لے کر ان کے سال وفات ۱۹۰۸ء تک کی عبارتیں پیش کردی ہیں جن کی رو سے مسیح موعود کے وقت تمام اقوام عالم کا دین ایک ہی ہو جائے گا اور اسلام کا عالم گیر غلبہ ہوگا۔ چشمۂ معرفت (۱۹۰۸ء) کی عبارت میں کلمات ''مسیح موعود کے وقت'' سے یہ بھی بہ خوبی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے بعد کے کسی وقت پر نہیں چھوڑا گیا بل کہ مسیح موعود کی زندگی میں ہی ہو جائے گا۔ عام قارئین کرام عموماً اور قادیانی حضرات خصوصاً غور فرمائیں کہ کیا واقعی تمام

اقوام عالم ایک ہی دین پر مرزا صاحب کے زمانے میں جمع ہوگئی تھیں یا بعد میں جمع ہوئی ہیں؟ کیا واقعی وحدت اقوامی مرزا صاحب کی مزعومہ بعثت کے بعد قائم ہوئی ہے؟ تمام مسلمانوں کو اصل تقوے اور طہارت پر تو مرزا صاحب اپنے دعوے کے مطابق کیا لاتے، ان کی آمد سے تو وہ کروڑوں مسلمان بھی قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہوگئے جو ان پر ایمان نہیں لائے۔ کیا یہی وہ غلبہ اسلام ہے جس کا مرزا صاحب نے مژدہ سنایا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دل لگتی کہیے کہ مرزا صاحب کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا نبی ہونا بالکل واضح نہیں ہوگیا؟ ان کے مفتری اور کذاب ہونے پر اس سے زیادہ آسان ثبوت قادیانی حضرات کو اور کون سا چاہیے؟ اسی عالم گیر غلبے کی نوید کے جھوٹے نشے میں میاں بشیر الدین محمود (پسر غلام احمد قادیانی) خلیفہ قادیان نے مارچ ۱۹۲۲ء میں ارشاد فرمایا ’’پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔‘‘ (۱۷۶/ب) دیکھئے مرزا صاحب کے بلند و بانگ دعوؤں کے مطابق یہ غلبہ تو مسیح موعود کے وقت میں ہی ہو جانا چاہیے تھا۔ صاحب زادہ بشیر الدین محمود نے اسے خواہ مخواہ مستقبل قریب پر ڈال دیا جیسا کہ ان کے بیان سے واضح ہے۔ قادیانی حضرات دل لگتی کہیں کیا باپ کی طرح بیٹے کی بات بھی جھوٹی ثابت نہ ہوئی؟ کیا قادیانیوں کو دنیا کا چارج مل گیا ہے اور تمام لوگ ایک ہی دین پر جمع ہوگئے ہیں؟ مرزا قادیانی نے تو مسلمانوں کو اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم کرنا تھا لیکن اپریل ۱۹۳۴ء میں قادیانی اخبار الفضل نے یہ نقشہ پیش کیا ہے ’’اپنے نفس کو ٹٹولو۔ کیا آج کے مسلمان وہی ہیں جو رسول کریم ﷺ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحث اور ہار جیت کے خیال کو دل سے نکال کر ہر شخص اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھے اور مخلی بالطبع ہو کر غور کرے کیا میں وہی مسلمان ہوں جو محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ سو میں سے سو کو یہی جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں...... غیر مسلموں کے پاس جا کر تبلیغ کرو ان میں سے ہر ایک یہی جواب دے گا کہ اگر یہی مسلمان ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا تو ہم ان سے دور ہی اچھے ہیں۔‘‘ (۱۷۶/ج) آج کے مصروف دور میں دروازے بند کر کے خلوت میں بیٹھنے کے لئے وقت نکالنا شاید اکثر حضرات کے لئے مشکل ہو۔ قادیانی خواتین و حضرات کو راقم الحروف (پروفیسر ظفر احمد) کا نہایت مخلصانہ مشورہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے صرف دو تین منٹ کے لئے سوچیں کہ کیا اقوام عالم کو ایک ہی وحدت میں پرونے اور ایک ہی مرکز پر لانے کا کام مرزا صاحب نے پورا کیا ہے اور کیا عیسائیت اپنی موت آپ مرگئی ہے اور عیسائیوں کا مصنوعی خدا ذہنوں سے فراموش ہو چکا ہے اور کیا دنیا

میں صرف خدائے واحد کی عبادت ہونے لگی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی یقیناً (پھر دہرائیے یقیناً) جھوٹے مسیح تھے۔ اصل مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد ثانی پر یقیناً وہ تمام باتیں پوری ہوں گی جن کا ذکر مرزا صاحب نے اپنے سال وفات ۱۹۰۸ء کی کتاب چشمہ معرفت میں بھی کیا ہے۔ اگر بدقسمتی سے اس مشورے کو قادیانی خواتین وحضرات قبول نہیں کرتے تو سنئے **فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ** (۱۷۷/الف) ''سو تم (کسی وقت) میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ (اپنے) بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

۲۰۔ بہ حوالہ تزوج خاص: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب جب آسمان سے زمین پر نزول ہوگا تو احادیث صحیحہ میں ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے "یتزوج ویولدلہ" یعنی وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا اس لئے حدیث نبوی ﷺ کے مذکورہ جزو کو انہوں نے اپنے اوپر چسپاں کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مسیح کے جھوٹ کو خوب نمایاں کردیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مرزا قادیانی کو محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری سے نکاح کا زبردست شوق پیدا ہوا تو وہ ۱۸۹۶ء میں انجام آتھم میں یہ لکھ بیٹھے ''اس پیش گوئی (یعنی محمدی بیگم سے نکاح کی الہامی پیشین گوئی) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی بہت پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے "یتزوج ویولد لہ" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بل کہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بہ طور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔'' (۱۷۷/ب) مرزا صاحب کی اس پیشین گوئی سے بارہ سال پہلے ۱۸۸۴ء میں اپنی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم سے شادی ہو چکی تھی اور اس سے ان کی اولاد بھی موجود تھی لیکن ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ انجام آتھم کی مذکورہ بالا عبارت کی رو سے نصرت جہاں بیگم سے ان کا نکاح عام نکاح تھا اور اس سے ہونے والی ان کی اولاد بھی عام اولاد تھی کیوں کہ بہ قول ان کے ''عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں۔'' پس مذکورہ بالا عبارت کو نصرت جہاں بیگم اور اس سے ہونے والی ان کی اولاد پر ہرگز چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔ اب دیکھئے کہ محمدی بیگم یا کسی اور خاتون سے ان کے خاص تزوج اور اس سے پیدا ہونے والی خاص اولاد کی تادم آخر کوئی نوبت ہی نہیں آئی چوں کہ ان کے اپنے بھرپور اعتراف کے مطابق یہ خاص تزوج ان کے لئے بہ طور نشان ہونا تھا اور ان کے مسیح موعود ہونا اس پر موقوف تھا لہٰذا وہ کھلے عام جھوٹے

مسیح ثابت ہوئے لیکن بہ جائے اس کے کہ وہ کوئی عبرت پکڑتے اور توبہ کرکے صراط مستقیم پر گام زن ہوتے اُنہوں نے اپنے آپ کو یا بہ زعم خویش لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے اپنی کتاب اربعین میں جو ان کی ۱۹۰۰ء عیسوی کی تصنیف ہے۔ یہ لکھا ''مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیش گوئی حدیث ''یتزوج ویولدله'' پوری ہوجائے اور یہ حدیث اشارہ کررہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا۔ کیوں کہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ ''یولدلہ'' کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو، اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہئے۔''(۱۷۷/ج)

ناظرین یہاں خوب غور فرمائیں چار سال پہلے ۱۸۹۶ء میں محمدی بیگم سے اپنے متوقع نکاح کو مرزا صاحب وہ خاص تزوج قرار دے رہے تھے اور اس سے پیدا ہونے والی اپنی متوقع اولاد کو وہ خاص اولاد قرار دے رہے جو حدیث نبوی کے کلمات ''یتزوج ویولدلہ'' کا مصداق قرار پانا تھی۔ محمدی بیگم کا تعلق مرزا صاحب کے خاندان سے ہی تھا یعنی مرزا صاحب کی طرح وہ بھی مغل قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ چوں کہ مرزا صاحب کا اس سے متوقع نکاح اور اس نکاح سے پیدا ہونے والی متوقع اولاد ہی حدیث ''یتزوج ویولدلہ'' کا مصداق تھی لہٰذا محمدی بیگم کا مغل خاندان مرزا صاحب کے نزدیک اس لئے افضل ترین خاندان تھا کہ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) کی عبارت کی رو سے وہ خاندان سادات سے تعلق رکھنے والی اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کو عام بیوی قرار دے چکے تھے جس سے ان کا عام نکاح ۱۸۸۴ء میں پہلے ہی ہوچکا تھا اور اس کی اولاد کو بھی عام اولاد ٹھہرا چکے تھے، کیوں کہ بہ قول ان کے ''عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بل کہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بہ طور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز (مرزا صاحب) کی پیش گوئی ہے۔'' جب مرزا صاحب اس متوقع نکاح میں بری طرح ناکام ہوئے تو جب ان کا خاص تزوج ہی نہ ہوا تو خاص اولاد کہاں سے ہوتی؟ مگر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم والی عبارت کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے چار سال بعد ۱۹۰۰ء میں اربعین میں نصرت جہاں بیگم کے خاندان سادات کو اعلیٰ خاندان اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو اعلیٰ اور طیب قرار دیتے ہوئے حدیث ''تیزوج ویولدلہ'' کا مصداق ٹھہرا دیا۔ مرزا صاحب خوب جھوٹے ثابت ہوگئے۔ اپنی پیشین گوئیوں کے بارے میں وہ جس فریب اور ہیر پھیر سے کام لیتے رہے وہ اس کے متعلق یہ بالکل بھول گئے **ولایحیق المکر السّیّءِ الاباهله** (۱۷۸/الف) ''بری تدبیر کا وبال تدبیر کرنے والوں کو ہی آگھیرتا ہے۔'' اگر کہا جائے کہ نصرت جہاں بیگم سے اپنے نکاح کو وہ بہت پہلے بھی خاص نکاح قرار دے چکے تھے تو بہ جا طور پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ اُنہوں نے

۱۸۹۶ء میں اسے عام نکاح اور محمدی بیگم یا کسی اور خاتون سے اپنے متوقع نکاح کو خاص نکاح کیوں قرار دیا؟ الغرض مرزا قادیانی کے کذاب ہونے پر کسی طرح بھی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

۲۱۔ بہ حوالہ پیش گوئی ابن عربیؒ: صوفیاء کے جو اقوال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہوں، ان کے صحیح ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ جو اقوال کتاب و سنت کے خلاف ہوں وہ قبول نہیں کیے جا سکتے اور جو نہ موافق ہوں اور نہ ہی خلاف ہوں بل کہ کتاب و سنت اس بارے میں خاموش ہوں تو ایسے اقوال کی نہ تو سو فیصد تصدیق کی جا سکتی ہے اور نہ ہی تکذیب مناسب ہے بل کہ سکوت اختیار کرنا ہوگا۔ علامہ ابن عربیؒ کی ایک پیشین گوئی خود ان کے اپنے الفاظ میں عربی زبان میں یوں ہے **وعلی قدم شیث یکون آخر مولود یولد من هذا النوع الانسانی وهو حامل اسراره ولیس بعده ولا فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد وتولد معه اخت له فتخرج قبله ویخرج بعد مایکون رأسه عند رجلیها ویکون مولده بالصین ولغته لغة بلده ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادة ویدعوهم الی الله فلا یجاب۔** اس عبارت کا اردو میں اصل ترجمہ یوں ہے ''اور حضرت شیث علیہ السلام کے طریق پر آخری بچہ نوع انسانی سے پیدا ہوگا اور وہ اس کے اسرار کا حامل ہوگا اور اس کے بعد اس نوع انسانی میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا پس وہ (نوع انسانی کیلئے) خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے ساتھ اس کی بہن پیدا ہوگی جو اس سے پہلے (ماں کے پیٹ سے) نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس لڑکے کا سر اپنی بہن کی دونوں ٹانگوں میں ہوگا اور اس کی ولادت چین میں ہوگی اور اس کی زبان اس کے اپنے شہر کی ہوگی۔ اس بچے کے بعد مردوں اور عورتوں میں بے اولادی سرایت کر جائے گی۔ نکاح تو بہت ہوں گے مگر اولاد نہیں ہوگی وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا مگر اس کی سنی نہ جائے گی۔''

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیشین گوئی کو ناحق اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے اس عربی عبارت کے ترجمے اور مفہوم میں یوں بدترین تحریف سے کام لیا ہے ''یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا اور اس فقرہ کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوگا یعنی دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اس کے پیروں کے بعد بلا

توقف اس پسر کا سر نکلے گا جیسا کہ میری ولادت اور میری توأم ہمشیرہ کی ظہور میں آئی اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اس زمانے میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ کا عارضہ سرایت کرے گا۔ نکاح بہت ہوگا یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے مگر کوئی صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا اور وہ زمانے کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔ اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے: پہلا مولود جو آدم علیہ السلام کو بخشا گیا وہ شیث علیہ السلام ہے اور ایک لڑکی بھی تھی جو شیث کے ساتھ اس کے بعد پیدا ہوئی پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اوّل اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسانی میں متحقق کرے اس لئے اس نے ابتدا سے مقرر کر رکھا تھا کہ فرزند ولادت پسر آخری پسر اوّل سے مشابہت رکھے۔ پس آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور بہ موجب اس پیش گوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقائے مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے۔ اور وہ حضرت شیث علیہ السلام کے علوم کا حامل تھا اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسانی میں عقم سرایت کرے گی یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی والے صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔'' (۱۷۸/ب) مرزا صاحب نے شیخ ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانے پر بڑی مغز کھپائی فرمائی ہے مگر ساری بے کار محنت ہے۔ اوّلاً ابن عربیؒ نے کہا ہے مولدہ بالصین کہ اس بچے کی جائے پیدائش چین ہوگی جب کہ مرزا صاحب ہندوستان میں قادیان ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے۔ اس اشکال سے بچنے کے لئے مرزا صاحب نے ترجمہ یہ کیا ہے ''اصل مولد اس کا چین ہوگا۔'' یہاں لفظ ''اصل'' کا اضافہ معنوی تحریف ہے۔ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا صاحب نے اس تحریف کو مزید پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ جھوٹی بات لکھ دی ''شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔'' (۱۷۸/ج) مرزا صاحب یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ گو میں خود تو چین میں پیدا نہیں ہوا لیکن میرے آباء واجداد کا تعلق چین سے ہے اور یہی مطلب یہ قول ان کے ابن عربیؒ کے کلام کا ہے، حال آں کہ ابن عربیؒ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ بچہ صینی الاصل ہوگا بل کہ یہ صاف صاف بتایا تھا کہ وہ ملک چین میں پیدا ہوگا۔ ثانیاً ابن عربیؒ نے یہ لکھا تھا **ولغتہ لغۃ بلدہ** کہ اس لڑکے کی زبان وہی ہوگی جو اس کے شہر اور علاقے کی زبان ہوگی۔ ادھر مرزا قادیانی کی زبان پنجابی تھی جس کا چینی زبان سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے مرزا صاحب نے تحریف سے کام لیتے ہوئے اسے یوں کر دیا کہ یہ بچہ عجم میں سے ہوگا عرب سے نہیں ہوگا۔ ثالثاً ابن عربیؒ نے صاف لکھا ہے کہ اس بچے کے بعد مردوں اور عورتوں

میں بانجھ پن سرایت کر جائے گا اور اسی معنیٰ میں وہ نوع انسانی میں خاتم الاولاد (آخری لڑکا) ہوگا لیکن مرزا صاحب کی پیدائش کے بعد بھی پوری دنیا میں دھڑا دھڑ بچے پیدا ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں، لہٰذا مرزا صاحب نے معنوی تحریف کرتے ہوئے یہ لکھ دیا ''یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔'' پھر اپنے اس قول کی وضاحت یوں کی ''یعنی اس (بچے کے بعد) پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے...... وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔'' مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں فوت ہو گئے تھے ہم تو اُنہیں کذاب سمجھتے ہیں لیکن قادیانی حضرات کو ہمارے کہنے سے نہیں بل کہ خود مرزا جی کے ''مقدس اور الہامی'' قلم کی رو سے لازماً یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی موت کے بعد جتنے بھی قادیانی پیدا ہوئے ہیں یا جتنوں نے بھی قادیانی مذہب قبول کیا ہے وہ بلا امتیاز سب کے سب حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھتے ہیں وہ نہ حلال کو حلال سمجھتے ہیں اور نہ حرام کو حرام۔ اگر قادیانی حضرات میں غیرت کی کوئی معمولی رمق بھی باقی ہے تو اُنہیں ایسے مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لینا چاہئے اور مرزا صاحب کو کذاب ٹھہرانا چاہئے۔ رابعاً مرزا صاحب کی اپنی عبارت کی رو سے ان کے بیٹے اور بیٹیوں سے جو اولادان کی موت کے بعد پیدا ہوئی ہے اُنہیں بھی لازماً حیوان اور وحشی قرار دینا ہوگا جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے۔ خامساً مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کے مطابق ''وہ (لڑکا) زمانے کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔'' مرزا صاحب تو اپنی زندگی میں اپنے عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں بتایا کرتے تھے اور حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں بھی اُنہوں نے جابہ جا اسے اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا ہے تو وہ ابن عربیؒ کی پیشین گوئی والے اس چینی بچے کا مصداق کیسے ہو سکتے ہیں جو ''لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔'' سادساً مثل مشہور ہے دروغ گورا حافظہ نباشد یعنی جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوا کرتا۔ مرزا صاحب مسیح موعود کی یہ علامت بھی تو بتایا کرتے تھے کہ اس کے وقت میں ایک ہی دین اطراف واکناف عالم میں پھیل جائے گا اور تمام اقوام اسی سچے دین کو قبول کر کے وحدت اقوامی اختیار کر لیں گی۔ ہم اسے ان ہی مباحث میں اوپر نمبر شمار ۱۹ کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ ادھر ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کے مطابق اس چینی بچے کی دعوت حق کو لوگ قبول ہی نہیں کریں گے تو مرزا صاحب اس کا مصداق کہاں سے ہو گئے؟ سابعاً مرزا صاحب اور ان کی ہمشیرہ اگر توأم (جڑواں) پیدا ہوئے ہوں تو یہ ہرگز کوئی خارق عادت چیز نہیں ہے ایسے جڑواں بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جب ابن عربی کی پیشین گوئی کے باقی حصے مرزا صاحب پر ہرگز ہرگز صادق نہیں آتے تو ان کی اس طرح کی پیدائش اُنہیں ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا مصداق نہیں ٹھہرا سکتی۔

پس حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) وغیرہ کتب میں مرزا صاحب کا ابن عربیؒ کی متعلقہ پیشین گوئی کو اپنے اوپر لاگو کرنا محض فریب اور جھوٹ ہے جسے وہ ناحق اپنے لئے نشان صداقت قرار دیتے ہیں۔ ثامناً قادیانی حضرات بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی درمیانی مدت میں کوئی نبی نہیں آیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے بعد اور مرزا قادیانی سے پہلے کسی نبی کے آنے کی شق بالاتفاق باطل ہے۔ جہاں تک مرزا صاحب کا تعلق ہے تو قادیانیت پر اپنے ان مباحث میں ہم ابتدا ہی سے ناقابل تردید انداز میں یہ ثابت کرتے چلے آرہے ہیں کہ مرزا صاحب خود اپنے قلم کی رو سے کذاب اور مفتری قرار پاتے ہیں۔ مثلاً ان مباحث کے بالکل شروع ہی میں بتایا جاچکا ہے کہ وہ اپنی ہی تحریروں کی رو سے مشرک عظیم اور شیاطین کا کھلونا ٹھہرتے ہیں اور مثلاً ابھی ہم اوپر نمبر شمار ۱۹ کے تحت لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب کے اپنے اعتراف کے مطابق مسیح موعود کے وقت میں تمام مذاہب باطلہ مٹ جائیں گے اور سچا دین اسلام تمام اقوام عالم کا دین ہوگا اور تمام اقوام دینی وحدت اختیار کریں گی اور یہ کہ عیسائیت نیست و نابود ہو جائے گی اور پوری دنیا میں صرف خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔ یہ دونوں مقاصد مرزا صاحب کے زمانے میں ہرگز پورے نہیں ہوئے لہٰذا وہ اپنے ہی قلم کی زد میں آکر جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ثابت ہو گئے۔ پس مرزا صاحب کو نبی قرار دینے کی شق بھی باطل ہوگئی۔ اب رہی تیسری شق کہ مرزا قادیانی کے بعد شاید کوئی نبی آئے تو اس کا دروازہ بھی مرزا صاحب نے خود ہی یوں بند کر دیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرا کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اس صینی الاصل کی موت کے بعد کوئی صالح بند پیدا ہی نہیں ہوگا بل کہ وہ حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھتے ہوئے حلال کو حلال اور حرام کو حرام ہی نہیں سمجھیں گے تو ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی موت کے بعد مذکورہ اوصاف کے حامل نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟ الغرض مرزا صاحب کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی شق خود ان کی اپنی تحریر کی رو سے باطل ہوگئی۔ جب مذکورہ بالا تینوں شقوں کا غلط ہونا واضح ہو چکا تو ختم نبوت کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا اجرا نہیں ہوگا۔ کیا ختم نبوت کے صحیح مفہوم کا انکار خود مرزا قادیانی کی عبارتوں سے قادیانیوں کے گلے کا طوق نہیں بن گیا؟ تاسعاً صاحبزادہ بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان اپنی کتاب ''انوار خلافت'' میں لکھتے ہیں: ''اُنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے...... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر ہی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (۱۷۹/ الف) ابھی ہم اوپر واضح کر چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس ابن عربیؒ کی پیشین گوئی والا صینی الاصل ہو کر اپنی موت کے بعد پیدا ہونے والوں کو غیر کامل، غیر صالح، حیوانوں اور وحشیوں سے

مشابہت رکھنے والے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھنے والے قرار دے دیا ہے۔ بھلا ان اوصاف کے حامل لوگوں میں ہزاروں نبی کہاں سے آٹپکیں گے؟ پس باپ کی طرح بیٹے کا کذاب ہونا ابھی خوب نمایاں ہو رہا ہے۔ عاشراً یہ جو بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان نے لکھ مارا ہے کہ آئندہ بھی ایک تو کیا ہزاروں نبی ہوں گے تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے بروز ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ اگر کہا جائے کہ نہیں ہوں گے تو اس کی نفی خود مرزا قادیانی کی تعلیمات سے یوں ہوتی ہے کہ جب اُنہوں نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا باقاعدہ دعویٰ کر دیا تو اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ تو خاتم الانبیاء ہیں اور نئے نبی کی تو گنجائش ہی نہیں، اُنہوں نے جواب دیا ''ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا بل کہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔'' (۱۷۹/ب) ''نیز خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے، بل کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔'' (۱۷۹/ج) مرزا صاحب کے بعد آنے والے متوقع نبیوں کے متعلق قادیانی اخبار الفضل میں مرقوم ہے ''خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خادموں میں پیدا ہوں گے۔'' (۱۸۰/الف) ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مستقبل کے ان متوقع نبیوں کو اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا بروز قرار نہ دیا جائے تو ''خاتم النبیین'' کی اصطلاح سے جو اشکال پیدا ہو رہا تھا اور جس کو دور کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا کامل بروز قرار دیا تھا، وہ اسی طرح باقی رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی اخبار الفضل نے ان متوقع نبیوں کو مرزا قادیانی کے خادموں میں شمار کیا ہے۔ پس یہ متوقع نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے کامل بروز ہوں گے تا کہ خاتم النبیین کی اصطلاح پر اشکال وارد نہ ہو۔ اب جب کہ خود مرزا قادیانی نے ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا مصداق بن کر اور اپنے آپ کو صینی الاصل قرار دے کر یہ بھی لکھ ڈالا ہے کہ اس صینی الاصل (یعنی مرزا قادیانی) کی موت کے بعد پیدا ہونے والے غیر کامل، غیر صالح، حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھنے والے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھنے والے ہوں گے تو ان اوصاف کے حامل متوقع انبیاء جب مرزا صاحب کے کامل بروز ہوں گے تو ان کے تمام مذکورہ اوصاف لازماً اور یقیناً مرزا صاحب میں بھی تسلیم کرنے ہوں گے، کیوں کہ بروز اور ظل ہمیشہ اپنے اصل کے تابع ہوتا ہے۔ چوں کہ ان اوصاف کا حامل کوئی بھی شخص سچا نبی نہیں ہو سکتا پس مرزا صاحب اور ان کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فداہ امی وابی تو

سچے رسول ہیں۔ کوئی جھوٹا مدعی نبوت سچے رسول کا ہرگز بروز نہیں ہوسکتا۔ پس بروزی فلسفہ بھی فریب ثابت ہوا۔ قادیانی حضرات خوب غور فرمائیں کہ ابن عربیؒ کی پیشین گوئی مرزا صاحب کے حق میں مفید ہے یا ان کے لئے سم قاتل ثابت ہوتی ہے **تلك عشرة كاملة ولله الحجة البالغة**۔

۲۲۔ بہ حوالہ مولوی غلام دستگیر قصوریؒ: مرزا قادیانی نے اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھا ہے:

''مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی محمد اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ (مرزا قادیانی) کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا، کیوں کہ وہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔'' (۱۸۰/ب) یہاں اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی غلام دستگیر قصوریؒ نے اپنے ایک رسالے میں یہ لکھا تھا ''یا مالک الملک! جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت مولانا محمد طاہر مؤلف مجمع انوار البحار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غرق کیا تھا ویسی ہی دعا اور التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہ سے ہے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا **فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين انك على كل شيء قدير وبالاجابة جدير آمين**۔'' (۱۸۰/ج) دیکھئے مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے متعلق ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا تھا کہ مرزا قادیانی اگر جھوٹا ہے تو ہم سے پہلے مر جائے گا۔ مرزا صاحب نے ان پر کھلا بہتان لگایا ہے۔ مولوی صاحب اپنی مذکورہ تحریر کے بعد مرزا قادیانی کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے اس میں ان کی مذکورہ دعا کا کوئی دخل نہیں۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ سبق کہاں سے پڑھ لیا تھا کہ جھوٹا ہمیشہ سچے کی زندگی میں ہی مرجایا کرتا ہے۔ اگر ان کی اس لغو بات کو تسلیم کر لیا جائے تو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مسلیمہ کذاب کو سچا رسول ماننا ہوگا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال پہلے ہوا اور مسلیمہ بعد میں ہلاک ہوا۔ مرزا صاحب نے بہ زعم خویش صداقت کا جو میعاد مقرر کیا ہے تو جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا صاحب کو مسرف، کذاب اور دجال قرار دیتے ہوئے ان کی ہلاکت کی میعاد مقرر کر دی کہ وہ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائیں گے اور جب مرزا صاحب نے جواب میں اپنی یہ مزعومہ وحی سنائی کہ خدا میری عمر کو بڑھا دے گا اور ڈاکٹر عبدالحکیم ہی ہلاک ہوگا تو چاہئے تھا کہ مرزا صاحب بعد میں فوت ہوتے اور ڈاکٹر عبدالحکیم ان کی زندگی میں ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے لیکن ہوا یہ کہ مرزا صاحب اگست ۱۹۰۸ء سے بھی پہلے مئی ۱۹۰۸ء میں قبر میں اُتر گئے اور ڈاکٹر صاحب ان کے بعد کوئی گیارہ برس تک زندہ رہے،

مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر قصوریؒ کے بارے میں جس دروغ گوئی سے کام لیا ہے اسے اُنہوں نے حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں نشان نمبر ۷۳، اور نشان نمبر ۱۴۵ کے تحت اپنی مزعومہ صداقت پر نشان قرار دیا ہے۔(۱۸۱/ الف) مخالفین کے متعلق مرزا صاحب کے مزعومہ نشانات اکثر وبیشتر اسی نوعیت کے ہیں۔

۲۳۔ بہ حوالہ مولوی محمد اسماعیل علی گڑھیؒ: مولوی محمد اسماعیل علی گڑھیؒ نے مرزا قادیانی کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا **اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح** اس کی اشاعت کے دو سال بعد آپ بہ قضائے الٰہی رحلت فرما گئے۔ مرزا قادیانی نے فوراً ایک جھوٹا اشتہار جاری کر دیا کہ مولوی اسماعیل نے لکھا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور مولوی محمد اسماعیل) میں سے جو جھوٹا ہے وہ مر جائے۔ چناں چہ وہ میری زندگی میں مر کر میری سچائی پر مہر ثبت کر گئے۔(۱۸۱/ ب) حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں بھی مرزا صاحب نے مولوی صاحب کے انتقال کو اپنی مزعومہ صداقت پر نمبر ۱۴۴ کے تحت نشان ٹھہرایا ہے۔ (۱۸۱/ ج) فاتح قادیان مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں ”حال آں کہ ایسا نہیں ہوا۔ مرحوم کی کتاب اعلاء الحق ہمارے پاس موجود ہے۔ کوئی صاحب اس کتاب میں یا مرحوم کی کسی تحریر میں یہ مضمون دکھا دیں تو انعام ہم سے مباحثہ لدھیانہ کے تین سو میں سے یک صد روپیہ حاصل کر کے اپنے مسیح کی عزت بحال کریں۔“ (۱۸۲/ الف) مرزا صاحب اس طرح کی چالاکیاں اور فریب اس لئے کرتے تھے کہ کون تحقیق کرتا پھرے گا۔ اور نہیں تو میرے عقیدت مند تو ضرور آنکھیں بند کر کے تسلیم کرتے چلے جائیں گے۔

۲۴۔ بہ حوالہ ظہور قیامت: مرزا غلام احمد قادیانی نے ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں لکھا ہے:

”ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو سال کے اندر تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی۔“ (۱۸۲/ ب) ایسی کوئی حدیث مذکورہ کلمات کے ساتھ ذخیرہ احادیث میں موجود نہیں۔ مرزا صاحب نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے۔

۲۵۔ بہ حوالہ حج: قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر نزول ہوگا تو بہ موجب احادیث صحیحہ وہ حج بھی کریں گے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے **والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمرا اویشنیھما** (۱۸۲/ ج) ”اور اس (اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابن مریم ضرور بالضرور فج الروحاء (جو مکے اور مدینے کے درمیان ایک مقام ہے) پر حج یا عمرے یا دونوں کا ارادہ کر کے (احرام باندھ کر) تلبیہ کہیں گے۔“ مرزا قادیانی پر جب یہ اعتراض ہوا کہ اگر تم مسیح موعود ہو تو حج کیوں نہیں کیا، تو انہوں نے یہ جواب دیا ”ہمارا حج تو اس

وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا......اور آخر دجال کا ایک گروہ ایمان لاکر حج کرے گا''۔(۱۸۳/الف)۔مرزا قادیانی نے یہاں ایک جھوٹ یہ بولا ہے کہ قیامت کے قریب ظاہر ہونے والا دجال اکبر کفر اور دجل سے باز آجائے گا بلکہ یہ دجال تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مقتول ہوگا۔ دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے کہ میں بھی بالآخر حج کروں گا۔مرزا قادیانی کوتادم آخر حج وعمرہ نصیب نہ ہوا۔ یہاں حج سے اشاعت دین مراد لینا مضحکہ خیز تاویل ہے۔مرزا صاحب پادریوں کو دجال کہا کرتے تھے یہی بات انہوں نے حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں بھی لکھی ہے۔(۱۸۳/ب) اور ان کا دعویٰ تھا کہ میرے وقتوں میں عیسائیت نیست و نابود ہوجائے گی۔ان کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ثابت ہوا جب پادریوں کا فتنہ جسے مرزا صاحب دجالی فتنہ قرار دیتے تھے ختم نہ ہوا تو دین کی اشاعت کا کیا مطلب ہوا؟ پادریوں کو دجال اکبر قرار دینا بھی جھوٹ ہے یہ پادری تو خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھے تو قیامت کے قریب ظاہر ہونے والے یہ ''دجال اکبر'' تو شروع ہی سے چلے آرہے ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے زمانے میں دجال اکبر کے ظہور کی کیا تخصیص رہی؟ حج سے اشاعت دین مراد لینا اس لئے بھی غلط ہے کہ حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج اور عمرے کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے حلفاً فرمایا ہے۔قسم کے متعلق خود مرزا صاحب حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں **و القسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدة کانت فی ذکر اقسم؟** (۱۸۳/ج) یعنی قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے اس میں نہ کوئی تاویل ہوسکتی ہے اور نہ ہی استثناء ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہے؟'' یہاں یہ جھوٹا عذر بھی دلچسپ ہے کہ مرزا صاحب پر کمزوری صحت اور زادراہ نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض نہ تھا۔ جب مسیح موعود کی علامات میں حج بھی شامل ہے تو حج کے اسباب مرزا صاحب کے لئے مہیا نہ ہو پانا ان کے جھوٹا مسیح ہونے پر ناقابل انکار اور زبردست دلیل ہے۔

۲۶۔ بہ حوالہ'' طاعون کے پھیلنے کی خبر: پنجاب میں طاعون پھیلنے کے متعلق مرزا قادیانی نے ۶ رفروری ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جاری کیا جس میں لکھا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عن قریب ملک میں پھیلنے والی ہے میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا اس کے بعد کے

جاڑے میں پھیلے گا''۔ (۱۸۴/ الف)۔ مرزا صاحب کے مذکورہ خواب کی رو سے طاعون کو ۱۸۹۹ء کی سردیوں میں نہیں تو اسے ۱۹۰۰ء کے موسم سرما میں تو ضرور نمودار ہو جانا چاہئے تھا لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا بل کہ ۱۹۰۲ء میں پنجاب کے بعض شہروں اور قصبوں میں طاعون ہوا اور وہ بھی اس قدر شدید ہرگز نہیں تھا جیسا کہ مرزا صاحب نے خواب میں معلوم کیا تھا کہ یہ مرض بہت پھیلے گا۔ ان کے اس طرح کے خواب اور الہام شیطانی تھے۔ سورہ شعراء میں ہے هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُO تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ O يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ O (۱۸۴/ ب) ''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟۔ وہ ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں۔ (اچٹتی ہوئی) سنی سنائی (اپنے ساتھیوں کو) پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔'' دیکھئے یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ وہ سب کے سب ہمیشہ جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔ شیاطین کی کچھ خبریں جزوی یا کلی طور پر درست بھی ہوتی ہیں جو وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچاتے ہیں۔ سورہ الصافات میں ہے لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ Oدُحُوراً وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ Oإِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌO (۱۸۴/ ج)۔ ''وہ (شیاطین) عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سن نہیں پاتے بل کہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے تو اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے''۔ جو تھوڑی بہت باتیں شیاطین اچک لیتے ہیں اور اپنے شیطان ساتھیوں کو بتا دیتے ہیں تو یہ شیاطین اپنے انسان ساتھیوں کے دلوں میں بھی یہ باتیں ڈال دیتے ہیں اس لئے نجومیوں اور کاہنوں کی طرح جھوٹے نبوت کا جھوٹا دعوئ کرنے والوں کی کئی کی گئی باتیں بھی جزوی یا کلی طور پر درست نکل آتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹے ہونے کی اور علامات کو بالکل نمایاں کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں ''اور یہ عجیب جرأت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں اور بعض پلید اور فاسق اور حرام خور اور کنجروں سے بدتر اور بددین اور ملحد جو اباحیتوں کے رنگ میں زندگی بسر کرتے ہیں اپنی خوابیں بیان کیا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہا کرتے ہیں کہ بھائی میری طبیعت تو کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ میری خواب کبھی خطا ہی نہیں جاتی اور اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں'' (۱۸۵/ الف) مرزا صاحب کی مذکورہ عبارت پر بار بار غور کیجئے۔ مرزا صاحب کی بہت سی پیشین گوئیاں اور بہت سی باتیں قطعی اور یقینی طور پر جھوٹی ثابت ہو چکی ہیں تو اگر ان کے کچھ خواب،

پیشین گوئیاں اور مزعومہ الہامات وغیرہ بالفرض صحیح بھی ہوں تو بہ قول مرزا صاحب اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ میرا یہ مشاہدہ ہے بل کہ ان کے کلام میں الفاظ ''اکثر'' اور ''اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے'' قابل غور ہیں۔ کنجروں، ناپاک اور گندے لوگوں کا تجربہ خود مرزا صاحب کا تجربہ کیسے ہوگیا؟ کیا اس سے خود مرزا صاحب کے اپنے ہی قلم سے یہ بات ثابت نہیں ہوگئی کہ وہ بھی ان ہی لوگوں میں شامل ہیں جن کا وہ ذکر فرما رہے ہیں۔

۲۷۔ **بہ حوالہ ''حضرت انبیاء علیہم السلام پر بہتان''**: مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتب مثلاً تذکرہ الشہادتین (۱۹۰۳ء) میں اس طرح کا مضمون لکھا ہے ''اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہوسکتے'' (۱۸۵/ب) اور مثلاً اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں ''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی اس لئے اب ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو'' (۱۸۵/ج)۔ یہ صحیح ہے کہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو دجال اکبر کے فتنے کے متعلق خبردار کرتے چلے آئے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ خاتم النبین حضرت محمد ﷺ نے امت مسلمہ کو بتایا ہے کہ دجال اکبر کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام قتل کریں گے جن کا قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر آسمان سے نزول ہوگا۔ نزول سے پہلے اور نزول کے بعد کی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی کوئی بھی علامت غلام احمد ابن چراغ بی بی پر ہرگز (پھر دہرایئے) ہرگز چسپاں نہیں ہوتی۔ مثلاً ہم ابھی اوپر نمبر شمار ۲۵ میں بتا چکے ہیں کہ زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج الروحاء سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو عمر بھر حرمین کی زیارت ہی نصیب نہ ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں باہر سے آنے والے لوگ جن مقامات سے حج وعمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں انہیں میقات کہا جاتا ہے۔ میقات اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں رہنے والے لوگ جہاں سے چاہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر جب فج الروحاء سے ہوگا تو وہیں سے وہ احرام باندھیں گے۔ اور مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے پر تمام مذاہب باطلہ مٹ جائیں گے اور صرف سچا دین اسلام ہی باقی رہے گا۔ تمام اقوام عالم اسی دین پر قائم ہوجائیں گی جس کا خود مرزا قادیانی کو بھی بھرپور اعتراف ہے جیسا کہ ہم اوپر نمبر شمار ۱۹ کے تحت واضح کرچکے ہیں۔ یہاں اسلام کا صرف نظری اور فکری غلبہ ہی مراد نہیں ہے، چناں چہ مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت وحدت اقوامی لازماً قائم ہوجائے

گی اور یہ وحدت اقوامی بہ قول ان کے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس لئے قائم نہ ہوئی کہ اس صورت میں لوگوں کو شبہ گزرتا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔مرزا صاحب کی متعلقہ عبارت ہم نمبر شمار ۱۹ کے تحت پیش کر چکے ہیں۔اب دیکھئے کہ اسلام کا نظری وفکری غلبہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی سے قائم ہو چکا تھا اور فکری اعتبار سے حق کبھی مغلوب ہوا ہی نہیں کرتا لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد وحدت اقوامی کا یقینی مطلب یہی ہے کہ تمام اقوام عالم ایک دین یعنی اسلام پر جمع ہو جائیں گی۔ادھر مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں ساری اقوام عالم تو کیا اسلام قبول کرتیں بل کہ وہ کروڑوں مسلمان جو مرزا قادیانی کو اس وقت سے لے کر آج تک کذاب اور مفتری سمجھتے چلے آرہے ہیں وہ بھی قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہو گئے اور مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دوسرے مذاہب باطلہ کی طرح عیسائیت بھی نیست و نابود ہو جائے گی اور اس کا بھی مرزا قادیانی کو بھرپور اعتراف ہے جیسا کہ نمبر شمار ۱۹ کے تحت مذکور ہو چکا ہے لیکن مرزا قادیانی کے آنے پر ایسا کچھ بھی نہ ہوا اور وہ اپنے ہی قلم سے جھوٹے مسیح ثابت ہو گئے۔اور مثلاً آسمان سے نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔اس امر کا بھی مرزا صاحب کو بھرپور اعتراف ہے، چناں چہ انہوں نے اپنے مسیح موعود ہونے کی علامت ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ انجام آتھم میں یہ بتائی کہ ان کا یہ خاص تزوج محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے ہوگا اور اسی سے ان کی خاص اولاد ہوگی۔نصرت جہاں بیگم سے تو ان کا نکاح بارہ برس قبل ۱۸۸۴ء میں ہی ہو چکا تھا اور اس سے ان کی اولاد بھی موجود تھی اور ۱۸۹۶ء میں انہوں نے ضمیمہ انجام آتھم میں یہ بھی لکھا تھا کہ عام طور پر ہر ایک شخص شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے لیکن اس میں کچھ خوبی نہیں۔پس نصرت جہاں بیگم سے نکاح اور اس سے مرزا صاحب کی اولاد حدیث ''یتزوج و یولدلہ'' (یعنی مسیح شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی) کا مصداق ہرگز نہیں ہو سکتی۔مرزا صاحب میں سچے مسیح کی یہ علامت بھی نہیں پائی گئی۔تادم آخر ان کا نکاح محمدی بیگم سے نہیں ہو سکا، جس کو وہ تقدیر مبرم قرار دیا کرتے تھے جس سے متوقع نکاح اور اس سے پیدا ہونے والی متوقع اولاد کو اپنی صداقت پر نشان اور دلیل سمجھتے تھے۔پس وہ جھوٹے مسیح ثابت ہوئے جیسا کہ ہم اوپر نمبر شمار ۲۰ کے تحت باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور مثلاً مرزا صاحب کو بھی اس کا اعتراف تھا کہ مسیح موعود اپنے دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہیں گے اور بعض احادیث میں جو مدت پینتالیس برس آئی ہے اس کا بھی انہیں اقرار و اعتراف تھا۔چناں چہ وہ تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰ـ۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں ''دانیال نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزماں کے ظہور سے جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودہویں

صدی سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔'' (۱۸۶/ الف) حقیقت الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں ''اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ء ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پا چکا تھا۔ سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں...... میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے......'' (۱۸۶/ ب) مرزا صاحب نے اپنے طور پر دانیال نبی کی کتاب سے جو (غلط) استنباط کیا ہے اس کی رو سے ان کا بہ طور مسیح موعود ظہور ٹھیک ۔۱۲۹۰ء ہجری میں ہوا تھا اور انہوں نے ٹھیک تیرہ سو پینتیس ہجری تک برابر اپنے کام کو چلانا تھا مگر وہ تو بالاتفاق ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری میں ہی قبر میں اتر گئے پس وہ اپنے ہی قلم سے جھوٹے مسیح ثابت ہوئے اور مثلاً، جب مرزا صاحب کے اپنے اعتراف کے مطابق مسیح موعود کے زمانے میں تمام اقوام عالم اسلام قبول کرلیں گی تو ظاہر ہے حضرت مسیح ان تمام اقوام پر حاکم بھی ہوں گے۔ چناں چہ احادیث صحیحہ کی رو سے سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے زمین پر نزول کے بعد لوگوں پر عادل حکمران ہوں گے۔ ادھر مرزا قادیانی مدت العمر غلام ابن غلام رہے وہ انگریز حکومت کے ماتحت تھے اور ان کی عدالتوں میں حاضری دیا کرتے تھے اور معافی نامے بھی لکھ کر دیا کرتے تھے کہ آئندہ میں کسی کو موت کی دھمکی وغیرہ نہیں دیا کروں گا اور اس طرح کے دھمکی آمیز مباہلوں سے گریز کیا کروں گا۔ (۱۸۶/ ج) پس مرزا صاحب اس لحاظ سے بھی جھوٹے مسیح ثابت ہوئے۔ اور مثلاً قادیانیت پر مباحث کے ابتدا ہی میں ہم نہایت تفصیل سے واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے اور اپنے بیٹے بشیر الدین محمود کے بیانات کی رو سے ساری عمر مشرک عظیم اور شیاطین کا کھلونا بنے رہے۔ اور مثلاً ''شیطانی وحی کی بارش'' کے عنوان کے تحت ہم ناقابل تردید دلائل سے واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب پر ربانی وحی کا نہیں بل کہ شیطانی وحی کا نزول ہوا کرتا تھا اور یہ کہ ان کی تمام اہم پیشین گوئیاں جھوٹی ہیں اور مثلاً ہم ''جھوٹ کی فصل'' کے عنوان کے تحت زیر نظر مباحث میں یہ واضح کرتے چلے آرہے ہیں کہ مرزا صاحب جھوٹ بھی بہت بولتے تھے۔ ان کے جھوٹوں کا انبار ہم ناظرین کے سامنے پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔ ایسے کسی شخص کو دیکھنے اور اس کے زمانے کو پانے کا ایک عام شخص بھی ہرگز شوق نہیں رکھ سکتا وہ تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی ہزار مرتبہ پناہ طلب کرے گا چہ جائے کہ کوئی نبی بل کہ سارے انبیاء اس کی ''زیارت'' کے لئے بے تاب ہوں۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق بھی ہرگز ایسی کوئی روایت ذخیرۂ احادیث میں پیش نہیں ہے کہ وہ اپنے اس زمانے کو پانے کا بڑا شوق رکھتے تھے

جب ان کا قیامت کے قریب آسمان سے نزول ہوگا۔ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی اس زمانے کو پانے کی ہرگز ہرگز کوئی خواہش نہیں فرمائی۔ پس مرزا صاحب اس بات میں قطعاً جھوٹے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی و غلام مرتضیٰ کو دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا یا ان کی خبر دی تھی۔ البتہ جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق لوگوں کو دیگر انبیاء علیہم السلام نے عموماً اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے خصوصاً ضرور خبردار کیا ہے۔

۲۸۔ بہ حوالہ ظہور جلالی و جمالی: مرزا غلام احمد قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کرتے ہوئے یہ خبیث دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ اپنی پہلی بعثت میں وہ محمد ﷺ تھے اور یہ بعث محمدی جلالی رنگ میں ہے۔ آپ اپنی دوسری بعثت میں احمد ہیں اور یہ بعث احمدی جمالی رنگ میں ہے اور آپ کی یہ دوسری بعثت بہ قول مرزا قادیانی مجھ غلام احمد قادیانی کی شکل وصورت میں ہوئی ہے، چناں چہ تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے...... دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے...... (۱۸۷/الف) اربعین (۱۹۰۰ء) میں مرزا قادیانی نے یہ خبیث مضمون لکھا ہے ''خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب اس جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں رہی کیوں کہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے''۔ (۱۸۷/ب) مرزا قادیانی نے اگر رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا غلیظ جھوٹ نہ بولا ہوتا اور وہ صرف یہی دعویٰ کرتے کہ میں جمالی رنگ میں نبی بن کر آیا ہوں تو بھی وہ سراپا جھوٹے ہی قرار پاتے۔ مرزا قادیانی ساری عمر لوگوں کو زلزلوں، طاعون، وباؤں اور طوفانوں وغیرہ کی نہایت ہی دہشت پسندانہ انداز میں مزے لے لے کر خبریں سناتے رہے اور بہ زعم خویش ان کا خون خشک کرتے رہے انہوں نے ایسے قیامت خیز زلزلے کی خبریں سنائیں جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہو، کسی کان نے سنا نہ ہو اور کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا نہ ہو۔ انہوں نے ایسے طاعون کی پیشین گوئیاں کیں جو متعلقہ علاقے کا صفایا کردے اور سب کو نیست و نابود کردے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کی یہ منحوس پیشین گوئیاں جس طرح وہ چاہتے تھے ہرگز پوری نہ ہوئیں جیسا کہ ہم زیر نظر مباحث میں اوپر نمبر شمار ۱۵، اور نمبر ۲۶ کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ وہ ساری عمر اپنے مخالفین کو موت کی اور طرح طرح کے مصائب و حوادث کی وعیدیں سناتے رہے۔ وقت اور میعاد مقرر کر کے اپنے

مخالفین کی موت کی پیشین گوئیاں کرتے رہے۔ محمدی بیگم دختر احمد بیگ سے جب مرزا سلطان محمد کا نکاح ہوا تو مرزا قادیانی نے احمد بیگ اور سلطان محمد دونوں کو تین سال کے اندر مرجانے کی وعید سنادی۔ ان دونوں کا قصور یہ تھا کہ محمدی بیگم تو مرزا صاحب کے مزعومہ الہامات کے تحت ان کی آسمانی منکوحہ تھی جسے سلطان محمد نے ہتھیا لیا تھا، حال آں کہ یہ لوگ کبھی بھی مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں لائے تھے اور قادیانی شریعت کی رو سے پکے کافر تھے معلوم نہیں مرزا صاحب کو ایک کافر خاتون سے نکاح کی اس قدر بےچینی کیوں تھی اور کیوں خدا نے ایک کافر خاتون کا نکاح ان کے ساتھ آسمان پر پڑھ دیا تھا؟ تاہم مرزا قادیانی کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی سلطان محمد مرزا صاحب کی بمرض ہیضہ ۱۹۰۸ء میں موت کے بعد بھی چالیس سال تک زندہ رہا۔ مرزا صاحب کی اپنے مخالفین مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم، مرزا احمد بیگ، مرزا سلطان محمد، پادری عبداللہ آتھم، پنڈت لیکھ رام وغیرہ وغیرہ کو موت کی وعیدیں اور پیشین گوئیاں اس لحاظ سے ان کے لئے پریشان کن ہوا کرتی تھیں کہ کہیں کوئی قادیانی اپنے نبی مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کے لئے ہمیں قتل نہ کر ڈالے اور انہیں ایک حد تک محتاط ہونا پڑتا تھا۔ مرزا صاحب کے مخالفین میں سے جو بھی بہ قضائے الٰہی فوت ہوجاتا تو مرزا صاحب کی باچھیں کھل جاتیں اور وہ خوشی میں پھولے نہ سماتے فوراً دعویٰ داغ دیا کرتے کہ یہ میری وجہ سے مرا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر نمبر شمار ۲۲، اور نمبر شمار ۲۳ میں مولوی غلام دستگیر قصوریؒ اور مولوی محمد اسماعیل علی گڑھیؒ کی مثالیں پیش کی ہیں۔ مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) اس طرح کے مضامین سے بھری پڑی ہے کہ فلاں فلاں نے میرے خلاف لکھ کر اپنے آپ کو مباہلے میں ڈال لیا تو فلاں ہیضے سے مرگیا، فلاں طاعون سے رخصت ہوا، فلاں بےاولاد رہا، فلاں کو بھوک اور افلاس نے آگھیرا وغیرہ وغیرہ من الخرافات جنہیں وہ اپنی صداقت پر معجزات ونشانات قرار دیتے ہیں۔ دنیا کے کسی کونے میں کوئی زلزلہ یا قدرتی آفت آئے تو مرزا صاحب جھٹ بول اٹھتے کہ یہ اس وجہ سے ہوا کہ لوگوں نے خدا کے ایک نبی (مرزا قادیانی) کو نہیں پہچانا۔ مرزا صاحب کی آمد پر وہ کروڑوں مسلمان قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہوکر جہنم کے مستحق ہوگئے جنہوں نے مرزا صاحب کو کذاب اور مفتری قرار دیا۔ مرزا صاحب تشریف نہ لاتے تو یہ کروڑوں مسلمان زود یا بدیر ضرور اخروی نجات کے مستحق ہوتے لیکن مرزا قادیانی کے آنے سے بہ قول ان کے سب (معاذ اللہ) جہنم کے سزاوار ٹھہرے۔ اگر یہی چاند کی ٹھنڈی کرنیں ہیں اور اگر یہی مرزا صاحب کا جمالی رنگ ہے تو اس سے اللہ سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ تو ہوا مرزا صاحب کا جمالی رنگ، اگر وہ خدانخواستہ جلالی رنگ میں آٹپکتے تو ان کی سبز قدمی سے قیامت کبریٰ ہی آجاتی اور خدا کو نئی زمین اور نئے آسمان دوبارہ بنانے پڑتے۔ ہم

بار ہا لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے اور اپنے صاحب زادے بشیر الدین محمود کے اقوال و بیانات اور تحریر و تقریر کی رو سے مدت العمر مشرک عظیم اور شیاطین کا کھلونا بنے رہے۔ ایسے شخص کا کسی ادنیٰ سے ادنی شریف انسان سے بھی تقابل سخت نامناسب ہے چہ جائے کہ اس کا تقابل کسی نبی اور وہ بھی سید المرسلین حضرت محمد ﷺ سے کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ مدنی ریاست کے سربراہ اور حاکم تھے۔ مرزا صاحب انگریز کے غلام ابن غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اہل باطل سخت مرعوب تھے۔ اس دور کی نہایت طاقت ور عالمی قوت روم کا حکم ران ہرقل جو دیگر رومی بادشاہوں کی طرح قیصر روم کے لقب سے ملقب تھا، رسول اللہ ﷺ سے اس قدر مرعوب اور خوف زدہ ہوا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر مقابلے کے لئے باہر نکلنے کی ہمت ہی نہ کر سکا۔ ادھر مرزا غلام احمد قادیانی انگریز حکومت کی عدالتوں میں حاضر ہونے پر مجبور ہوا کرتے تھے اور ''مرزا غلام احمد حاضر ہے؟'' کی آوازیں انہیں سننا پڑتیں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نہایت بہادر اور تجربہ کار سپہ سالار تھے۔ غزوات میں اسلامی فوج کی کمان آپ کے ہاتھ میں ہوتی تھی ادھر مرزا صاحب نے انگریز حکومت کو دوام و استحکام بخشنے کے لئے جہاد کو حرام قرار دے رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قربانی کے بہت سے اونٹ ذبح فرمائے۔ ادھر مرزا صاحب مرغی کا چوزہ ذبح کرنے بیٹھے تو چوزہ تو ان سے ذبح نہ ہوا البتہ اپنی ہی انگلی زخمی کر بیٹھے اور توبہ توبہ کا ورد کرتے ہوئے وہاں سے اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ صحیح البدن وجیہہ اور خوب صورت تھے۔ ادھر مرزا صاحب مجمع الامراض، ہاتھ سے لنجے اور چشم نیم باز تھے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی شہادت اور اپنے ظاہری اقوال وافعال کی روشنی میں مجنون نہیں تھے۔ ادھر مرزا صاحب باعتراف خود مراق وہسٹیر یا جیسے خطرناک دماغی امراض کا شکار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم حکم رانوں قیصر روم، کسرائے ایران، مقوقس شاہ مصر، نجاشی شاہ حبشہ وغیرہ کو تبلیغی اور دعوتی خطوط بھیجے ان نبوی مکتوبات کا ایک ایک لفظ اپنے اندر عظمت و وقار کو سموئے ہوئے ہے۔ ادھر مرزا قادیانی ملکہ وکٹوریہ اور انگریز حکام کو نہایت ہی ذلت آمیز اور نہایت ہی خوشامدانہ لہجے میں ایک انتہائی مطیع اور دست بستہ غلام کی حیثیت سے خطوط لکھا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کا نام لے کر کبھی گالی نہیں دی، کبھی اس پر لعنت نہیں کی۔ مکہ مکرمہ میں ابوجہل آپ کا بدترین دشمن تھا جسے اس امت کا فرعون کہا جاتا ہے لیکن آپ نے اس کا نام لے کر اسے کبھی گالی نہیں دی اور کبھی اس پر لعنت کے ڈونگرے نہیں برسائے۔ ادھر مرزا قادیانی انتہائی دریدہ دہن اور بدزبان تھے۔ فحش گالیوں سے بھی انہیں کوئی پرہیز نہیں تھا مثلاً ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں انہوں نے لکھا'' .....

خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ **علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ**''

(۱۸۷/ ج) ''یعنی ان پر اللہ کی لعنت کے جوتے دس لاکھ مرتبہ پڑیں۔''

رسول اللہ ﷺ نہایت باحیا تھے آپ نے کبھی بھی کسی غیر محرم خاتون کے جسم کو نہیں چھوا۔ ادھر مرزا قادیانی صاحب نوجوان، نوعمر کنواری لڑکیوں سے اپنی ٹانگیں دبوایا کرتے تھے اس سلسلے میں پندرہ سالہ لڑکی عائشہ اور زینب دختر عبدالستار شاہ وغیرہ کے نام لئے جاسکتے ہیں ایک اور خاتون مسماۃ بھانو بھی مرزا صاحب کی ٹانگیں دبایا کرتی تھی۔ (۱۸۸/ الف) رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی کافر خاتون سے نکاح کی خواہش نہیں فرمائی ادھر مرزا قادیانی ساری عمر محمدی بیگم دختر احمد بیگ کے پیچھے پڑے رہے، حال آں کہ محمدی بیگم اور اس کے والدین مرزا کو دجال اور کذاب سمجھتے تھے۔ محمدی بیگم بالکل ایک نوعمر خاتون تھی اور مرزا صاحب پچاس سال سے متجاوز تھے اور وہ محمدی بیگم کی نوعمری سے عالم تصورات میں لطف اندوز ہوتے رہتے تھے چناں چہ وہ آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں **ھذہ المخطوبۃ جاریۃ حدیثۃ السن عذراء و کنت حینئذ جاوزت خمسین** (۱۸۸/ب) ''یہ جس کے نکاح کا میں نے پیغام بھیج رکھا ہے ایک کنواری اور کم عمر چھوکری ہے اور میں اس وقت پچاس سال سے اوپر ہو چکا ہوں۔'' محمدی بیگم قادیانی شریعت کی رو سے ایک کافر چھوکری تھی جس کے خواب مرزا صاحب یوں دیکھا کرتے تھے ''چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے...... وہ عورت یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے...... میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے۔ اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی اس نے کہا میں آگئی ہوں۔'' (۱۸۸/ ج) رسول اللہ ﷺ نے کسی محرم یا غیر محرم خاتون کے نام کا چرچا نہیں کیا جس سے اس کے اقارب کی توہین اور دل شکنی ہو۔ ادھر مرزا قادیانی ساری عمر محمدی بیگم کے متعلق اشتہار بازی کرتے رہے اور یہ سلسلہ انہوں نے اس وقت بھی بند نہ کیا جب کہ اس کی شادی مرزا اسلطان محمد سے ہو چکی تھی اور وہ اپنے گھر میں آباد ہو گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نہایت امین تھے اور ہرگز ہرگز کسی خیانت کے مرتکب نہ تو آپ ظہور رسالت سے پہلے ہوئے اور نہ ہی بعد میں۔ ادھر مرزا قادیانی اپنے باپ کی پنشن لینے گئے تو ساری رقم اللوں تللوں میں اڑا دی پھر شرم کے مارے گھر نہیں گئے۔ لوگوں سے اپنی کتاب براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) کے لئے اشتہار بازی کے ذریعے خوب خوب چندہ بٹورا اور ان سے یہ وعدہ کیا کہ میں اس کی کتاب کی پچاس جلدیں لکھوں گا۔ چار جلدیں انہوں نے ۱۸۸۴ء تک پوری کیں اور پانچویں جلد ۱۹۰۵ء میں جا کر لکھی اور پھر یہ اعلان فرما دیا کہ چوں کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے لہٰذا وعدہ پورا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ ہرگز عہد شکن

نہیں تھے۔ادھر مرزا قادیانی شیطانی تاویلات کا سہارا لیتے ہوئے خوب عہد شکنی کرتے۔ براہین احمدیہ کی پچاس لکھنے کے وعدے کو پورا نہ کرنا اوپر مذکور ہو چکا۔مرزا صاحب نے اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھا تھا ''اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں'' (۱۸۹/ الف) اب مثلاً محمدی بیگم سے نکاح کی ان کی مسلسل پیشین گوئیاں صاف جھوٹی نکلیں۔مرزا سلطان محمد کے مرزا قادیانی کی زندگی میں مرنے اور محمدی بیگم کے بیوہ ہو کر مرزا صاحب کی زوجیت میں آنے کی پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔مرزا صاحب نے مبارک احمد سمیت اپنے چاروں لڑکوں کے عمر پانے کی پیشین گوئی کی اور مبارک احمد کو پسر موعود قرار دیا لیکن وہ بچپن میں ہی فوت ہو کر مرزا صاحب کو جھوٹا کر گیا۔ پیر منظور احمد لدھیانوی کے گھر اس کی بیوی محمدی بیگم سے لڑکا پیدا ہونے کی پیشین گوئی کی تو جھوٹی نکلی وغیرہ وغیرہ۔لیکن مرزا صاحب نے کبھی اپنا یہ وعدہ پورا نہ کیا کہ ایک بھی پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو میں اپنے کاذب ہونے کا اقرار کروں گا۔رسول اللہ ﷺ ہرگز ہرگز فحش گو نہیں تھے۔ادھر مرزا قادیانی فحش گوئی میں اپنی مثال آپ تھے مثلاً اپنے سال وفات ۱۹۰۸ء کی اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں لکھا '' آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)'' (۱۸۹/ ب) رسول اللہ ﷺ اور دیگر تمام انبیائے سابقین اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقرب بندے تھے چناں چہ قرآن کریم میں ہے وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۝ (۱۸۹/ ج) (اللہ کے) رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے''۔ادھر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے متوقع نکاح کی پیشین گوئی کے متعلق لکھا تھا ''اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد،ملعون،مردود، ذلیل اور دجال ہوں''۔ (۱۹۰/ الف) سب جانتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی علی الاعلان جھوٹی نکلی اگر یہ خدا کی طرف سے ہوتی تو یقیناً پوری ہوتی۔ پس مرزا صاحب نے ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہونے کے تمام اوصاف اپنے ہی قلم سے اپنے اوپر بہ خوبی چسپاں کر لئے۔رسول اللہ ﷺ بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر کے مصداق کامل ہیں۔ادھر مرزا قادیانی نے مرزا سلطان محمد کے بارے میں اپنی پیشین گوئی کا حوالہ دیتے ہوئے انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا تھا ''میں (مرزا قادیانی) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (مرزا سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے۔اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔'' (۱۹۰/ ب) اور اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں لکھا ہے ''یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی مرزا سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوی محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر

مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔'' (۱۹۰/ ج) مرزا صاحب کی یہ پیشین گوئی قطعاً جھوٹی نکلی اور وہ اپنے ہی قلم سے جھوٹے بھی ہو گئے اور ہر ایک بد سے بدتر بھی۔ ہر پیغمبر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے فرمان بردار (مسلم) ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنا اوّلیں مسلم (فرماں بردار) ہونا ظاہر کریں۔ (۱۹۱/ الف) ادھر مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو اپنے ہی قلم سے کافروں کی جماعت میں شامل کر لیا۔ انہوں نے ۱۸۹۳ء میں حمامۃ البشریٰ میں لکھا تھا ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔'' (۱۹۱/ ب) اس کے بعد ۱۹۰۱ء عیسوی میں اپنے اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں انہوں نے لکھا ''محمد رسول اللہ والذین معہ۔ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔ (۱۹۱/ ب)۔ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے لکھا ''اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے''۔ (۱۹۱/ ج) یوں مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کر کے خود اپنے ہی قلم سے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت سے جا ملے۔

رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کفر کو مٹایا اور اسلام کو غالب کیا۔ اس دار فانی سے جب آپ رحلت فرما گئے تو آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے تھوڑے ہی عرصے میں تقریباً آدھی دنیا کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا دیا۔ ادھر مرزا قادیانی کی جب ''تشریف آوری اور سبز قدمی'' ہوئی تو کروڑوں افراد جو پہلے مسلمان تھے اب متنبی قادیان کا انکار کر کے قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہو گئے، دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح رسول اللہ ﷺ کے مال میں وراثت نہیں چلی۔ ادھر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے نکاح کی ناکامی میں تلخی محسوس کرتے ہوئے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو طلاق دی اور اس سے پیدا ہونے والے اپنے بیٹے مرزا سلطان محمد کو اپنی جائداد سے عاق کر دیا۔ عاق کرنے کی بات وہیں چلے گی جہاں مال وراثت کی تقسیم مقصود ہو اور مرزا قادیانی کی موت کے بعد ان کی اولاد ان کے مال کی وارث ہوئی پس وہ جھوٹے نبی ہوئے۔ الغرض ہم کہاں تک یہ تقابل کرتے چلے جائیں۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی ہرگز اس لائق نہیں کہ ان کا تقابل کسی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے شریف آدمی سے ہی کیا جا سکے۔ ہم نے ان کا سید المرسلین سے مذکورہ تقابل سخت مجبوری کی بنا پر کیا ہے تا کہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے اور اہل باطل پر ہر طرح سے حجت پوری ہو سکے۔ مرزا قادیانی کے بہت سے منہ تھے اور جتنے منہ اتنی ہی باتیں وہ کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر اترنے والی وحی میں قطعاً کوئی حقیقی تضاد اور لانیحل اختلاف

نہیں ملے گا۔ سورہ نساء میں ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا O (۱۹۲/ الف) ''اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس (کے مضامین) میں بہت اختلاف پاتے''۔ مرزا صاحب نے اپنی ہی تحریر کی رو سے جب اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت میں شمولیت اختیار کر لی تو ختم نبوت کے صحیح مفہوم کو چھوڑ کر جس پر ہمیشہ سے امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے، طرح طرح کی شیطانی تاویلات شروع کر دیں۔ کبھی انہوں نے یہ کہا کہ خاتم النبین یعنی نبیوں کی مہر کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس پر نبوت کی مہر لگائیں وہ نبی بن جاتا ہے، میں بھی اسی طرح نبی بنا ہوں (۱۹۲/ ب) کبھی یہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز ہوں۔ ظل اور بروز چوں کہ اپنے اصل کے تابع اور بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے لہٰذا میں بروزی نبی ہوں۔ چوں کہ بروز اور اصل میں فرق نہیں ہوتا لہٰذا میں بروزی اور ظلی نبی ہوں۔ بروز اپنے اصل سے الگ نہیں ہوا کرتا لہٰذا محمد ﷺ ہی دوبارہ تشریف لے آئے ہیں۔ یوں آپ کی خاتم النبین ہونے کی حیثیت متاثر نہیں ہوئی۔ (۱۹۲/ ج) مرزا قادیانی کی ان خرافات اور فاسد تاویلات کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تو جو شخص اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو مشرک عظیم، شیاطین کا کھلونا، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، کاذب اور ہر ایک بد سے بدتر ثابت کر چکا ہو اس پر رسول اللہ ﷺ بھلا کیوں مہر نبوت ثبت فرمائیں گے؟ ایسا شخص جو اپنے قلم اور اپنے منہ سے ہر ایک بد سے بدتر قرار پاتا ہو اور ہر ایک بد سے بدتر ابلیس ہی ہو سکتا ہے تو وہ ابلیس کا ظل اور بروز تو ہو سکتا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) سید المرسلین خاتم الانبیاء کا ظل اور بروز ہرگز (پھر دہرایئے) ہرگز (پھر دہرایئے) ہرگز نہیں ہو سکتا۔ عقل سلیم کا یہی فیصلہ ہے۔ مرزا صاحب ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں لکھتے ہیں ''حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آں جناب ﷺ کا وجود ہی تھا'' (۱۹۳/ الف) آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) وہ لکھتے ہیں ''صدہا لوگ ایسے گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔'' (۱۹۳/ ب) شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں وہ لکھتے ہیں ''خلیفہ رسول کا ظل ہوتا ہے...... پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے...... نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے'' (۱۹۳/ ج)۔ پس اگر مرزا صاحب کے فلسفۂ بروز کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور اس کے تحت رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کو جاری سمجھا جائے تو حضرت عمرؓ سمیت تمام خلفائے راشدینؓ اور صدہا ان لوگوں کو یقیناً نبی ہونا چاہئے تھا جو بہ قول مرزا صاحب رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز تھے اور جن کا نام ظلی طور پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد یا احمد تھا اور

جن میں حقیقت محمد یہ متحقق تھی۔شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں تو مرزا قادیانی یہ لکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا،ظلی اور بروزی طور پر جو آئیں گے وہ نبی نہیں بل کہ صرف اور صرف خلفائے رسول ہوں گے،جیسا کہ خلفائے راشدینؓ رسول اللہ ﷺ کا ظل تھے لیکن نبی نہیں تھے اسی لئے بہ قول مرزا صاحب خلافت کو تیس برس تک (جو خلفائے راشدینؓ کی مدت ہے) ماننے والا نادان ہے اور خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کر رہا ہے۔بعد میں ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب اپنے اس مؤقف سے پھر گئے اور یہ دعویٰ کر دیا کہ میں ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔مرزا صاحب نے اپنے ہی قلم سے جو اپنے آپ کو اوصاف ذمیمہ،اخلاق رذیلہ اور القاب قبیحہ کا مستحق ٹھہرایا ہے اس لحاظ سے ان میں حقیقت محمد یہ ہرگز نہیں بل کہ حقیقت ابلیسیہ متحقق تھی۔جب بشمول حضرت عمرؓ خلفائے راشدینؓ اور امت کے وہ صدہا لوگ جن میں بہ قول مرزا صاحب حقیقت محمد یہ متحقق تھی،جو عند اللہ محمد یا احمد ہی تھے اور جو رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز تھے،نبی نہ بن سکے تو مرزا قادیانی جن کے اندر خود ان کی اپنی ہی تحریر کی رو سے حقیقت ابلیسیہ اس لئے متحقق تھی کہ وہ مرزا سلطان محمد کے متعلق اپنی پیشین گوئیوں میں جھوٹے ہو کر ہر ایک بد سے بدتر ثابت ہو چکے تھے،بھلا کیسے منصب نبوت کے مستحق ہو سکتے تھے؟ جب مرزا قادیانی اور ان کے عقیدت مند بھی مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مرزا قادیانی کی درمیانی مدت میں خلفائے راشدینؓ اور وہ صدہا لوگ جن میں بہ قول مرزا صاحب حقیقت محمد یہ متحقق تھی اور جن کا نام اللہ کے نزدیک محمد یا احمد تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز تھے،ان تمام اوصاف کے باوجود وہ نبی نہ ہوئے اور خود مرزا صاحب کا جھوٹا نبی ہونا گونا گوں حیثیتوں سے اظہر من الشمس ہے تو بروزی فلسفے کے تحت صرف ایک ہی شق باقی رہی کہ شاید مرزا صاحب کے بعد مستقبل میں کوئی بروزی نبی آ ٹپکے تو اس شق کو بھی خود مرزا صاحب نے ختم کر ڈالا ہے جیسا کہ ہم اوپر نمبر شمار ۱۲ کے تحت ابن عربیؒ کی اس پیش گوئی کے حوالے سے واضح کر چکے ہیں کہ چین میں آخری ولی پیدا ہوگا۔اس کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن سرایت کر جائے گا۔لوگ نکاح تو بہت کریں گے لیکن اولاد پیدا نہیں ہوگی اس لئے وہ چینی ولی اللہ خاتم الاولاد بھی ہوگا۔مرزا صاحب نے اس پیشین گوئی کو اپنے اوپر ہیر پھیر سے کام لیتے ہوئے چسپاں کیا ہے اور مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن سرایت کر جانے کا مطلب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس صینی الاصل خاتم الاولیاء کے مرنے کے بعد نوع انسانی میں کوئی کامل اور صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا۔حقیقی انسانیت صفحہ عالم سے مفقود ہو جائے گی۔جو بھی پیدا ہوں گے وہ حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھیں گے۔ مرزا صاحب کے ان ارشادات عالیہ سے نہایت قیمتی نکات برآمد ہوتے ہیں مرزا صاحب اگر کذاب اور

مفتری تھے تو یہی ہم کہنا چاہتے ہیں۔ اگر قادیانی حضرات کے نزدیک وہ سچے تھے تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ ان کی موت کے بعد جو انسان بھی پیدا ہو رہے ہیں وہ ان کے خیال کے مطابق حقیقی انسانیت سے عاری، حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھنے والے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھنے والے ہیں۔ اس کی زد میں مرزا صاحب کے وہ تمام عقیدت مند آجاتے ہیں جو مرزا صاحب کی موت کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور اس کی زد میں مرزا صاحب کی اپنی وہ تمام نسل بھی آجاتی ہے جو ان کی موت کے بعد ان کے بیٹے اور بیٹیوں سے چلی ہے اور مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے۔ مرزا صاحب کے ارشادات عالیہ سے ایک نہایت ہی قیمتی نکتہ یہ بھی ہاتھ آتا ہے کہ ان کی موت کے بعد پیدا ہونے والے چوں کہ انسانیت سے عاری، حیوانوں اور وحشیوں کے مشابہ، حلال وحرام میں تمیز نہ کر پانے والے ہیں لہٰذا کوئی نبی نہیں آئے گا، کیوں کہ ایسے اوصاف کے حامل اور انسانیت سے عاری ہرگز نبی نہیں ہو سکتے۔ قادیانی حضرات خوب غور فرمائیں کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ نہیں کہ ختم نبوت کا صحیح مفہوم کہ آپ کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کا اجرا نہیں ہوگا، مرزا صاحب کی خواہش کے عین برعکس خود ان کی اپنی تحریروں سے باہر امڈتا چلا آرہا ہے! اگر قادیانی حضرات مرزا صاحب کو جھوٹا نبی تسلیم نہیں کرتے تو نہ صرف یہ کہ ایک جھوٹے شخص کو نبی مان لینے سے وہ حالت کفر میں رہیں گے بل کہ خود اس جھوٹے نبی کے قلم سے نکلے ہوئے موتیوں کی رو سے وہ سب کے سب انسانیت سے عاری، حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھنے والے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھنے والے غیر کامل اور غیر صالح بھی لازماً قرار پائیں گے۔ **فاعتبروا یاولی الابصار۔**

مرزا قادیانی جو اپنے جمالی رنگ کا دعویٰ فرما رہے ہیں، ہمیں اعتراف ہے کہ وہ اس میں بالکل جھوٹے بھی نہیں ہیں۔ وہ انگریز سرکار دولت مدار کے حق میں ابریشم سے بھی زیادہ نرم تھے اور وہ واقعی اپنے جمالی چاند کی ٹھنڈی کرنوں سے انہیں منور فرمایا کرتے تھے، مثلاً وہ تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں ارشاد فرماتے ہیں ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں...... میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (۱۹۴/ الف)۔

سورۃ النساء میں ہے **یٰأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنکُمْ** (۱۹۴/ ب) یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے جو اولوا الامر (علماء اور

حکام) ہیں ان کی اطاعت کرو۔'' یہاں آیت میں کلمہ ''منکم'' یہ واضح کر رہا ہے کہ اولوالامر سے مراد صرف اور صرف مسلمان اہل علم اور حکام ہی ہیں۔ ہمیں یہاں اس سے غرض نہیں کہ اگر بدقسمتی سے مسلمانوں پر غیر مسلموں کی حکومت ہو تو غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت کی حدود و شرائط کیا ہیں لیکن اس کو سمجھنے کے لئے زیادہ ذہانت کی ضرورت نہیں کہ سورہ نساء کی مذکورہ آیت میں اطاعت کا تعلق غیر مسلم حکمرانوں سے ہرگز نہیں لیکن مرزا قادیانی اس آیت کے تحت ضرورۃ الامام (۱۸۹۸ء) میں لکھتے ہیں ''میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزی حکومت کی بادشاہت کو اپنے اولوالامر میں داخل کریں۔'' (۱۹۴/ ج)۔ مرزا قادیانی پادریوں کو دجال کہا کرتے تھے۔ یہ بدیشی انگریز حکمران مذہباً عیسائی تھے اور ان ہی پادریوں کے مذہب پر اور ان کے سرپرست تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب دجال کے پیروکار انگریز حکمرانوں کو مومن سمجھتے تھے تب ہی تو وہ اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ ان انگریزی حکمرانوں کو اولوالامر میں داخل کر کے ان کی اطاعت کیا کریں۔ پادری عبداللہ آتھم جب مرزا صاحب کی پیشین گوئی کو جھوٹا کرتا ہوا ان کی مقرر کردہ میعاد پندرہ ماہ کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب کو یاد آیا کہ وہ اوپر سے عیسائی مگر اندر سے مسلمان تھا۔ بعد میں وہ دو سال کے اندر اس لئے فوت ہو گیا کہ اس کے اندر کا اسلام کچھ زیادہ ہی اندر چلا گیا تھا جو مرزا صاحب کو نظر نہ آ سکا۔ ہم اوپر مرزا صاحب کی اپنی عبارتوں سے استنباط کرتے ہوئے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے اندر حقیقت محمدیہ کے متحقق ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ حقیقت ابلیسیہ بدرجہ اتم متحقق تھی اسی لئے وہ ملکہ وکٹوریہ کو لکھتے ہیں ''......خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں، خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے......'' (۱۹۵/ الف) دیکھئے مرزا صاحب نے یہاں خدا کا نام درمیان میں خواہ مخواہ ڈال دیا۔ خدا اگر کسی کو نبی بناتا ہے تو وہ کسی عیسائی خاتون سے جسے غسل جنابت کی توفیق بھی نہ ہوتی ہوگی، مشورہ لے کر نہیں بنایا کرتا۔ عیسائی خاتون کی پاک نیتوں کی تحریک سے شیطان ہی کسی کو بھیج سکتا ہے اور اس پر شیطانی وحی اتار سکتا ہے، کیوں کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے چناں چہ ملکہ وکٹوریہ کے نام اسی خط میں مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا تھا ''شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ شخص جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چوں کہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں......'' (۱۹۵/ ب) ہم قادیانی حضرات سے

نہایت ہی ادب سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا ملکہ وکٹوریہ مرزا صاحب پر ایمان لائی تھی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو قادیانی شریعت کی رو سے وہ مومنہ تھی یا کافرہ؟ اگر مومنہ تھی تو کسی ایسے پیغمبر کی نشان دہی فرمائی جائے جس کو ماننے والے بھی مومن ہوں اور اس کا انکار کرنے والے بھی مومن ہوں۔ اگر ملکہ وکٹوریہ ہمارے اور آپ کے نزدیک بالاتفاق ایک کافر خاتون تھی تو کیا کافر اللہ تعالیٰ کا دوست ہوا کرتا ہے یا دشمن؟ اگر دوست ہوا کرتا ہے تو اس کی وضاحت مطلوب ہے۔ اگر دشمن ہوا کرتا ہے کہ کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ ایک عام مومن و مسلم کو بھی کسی کافر سے دلی محبت ہو اور اس کے دل کو کافر کے دل سے راہ ہو چہ جائے کہ ایک مدعی نبوت اس طرح کی محبت کا پر جوش انداز میں اظہار کرے؟ پس روز روشن کی طرح یہ حقیقت مزید واضح ہوگئی کہ مرزا صاحب قطعاً جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تھے۔ انہیں ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک سے خدا نے نہیں بلکہ شیطان نے بھیجا تھا جو ان پر شیطانی وحی اتارا کرتا تھا۔ وہ بادشاہ انگریزی حکومت کے لئے سراپا جمالی رنگ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ اللہ ہم سب کا بھلا کرے اور عقل سلیم عطا فرمائے۔

اگر کوئی کافر مسلمانوں سے دشمنی نہ کرے اور ان پر احسان کرے تو اس کے احسان کا بدلہ احسان سے ہی دیا جائے گا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ اس سے دلی محبت بھی رکھے۔ ماں باپ سے بڑا محسن اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا لیکن سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ آبَاءكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاء إَنِ اسْتَحَبُّواْ الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَO** (۱۹۵/ ج) ''اے ایمان والو! تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھتے ہوں اور تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا تو یہی وہ ظالم لوگ ہیں''۔

قادیانی حضرات غور فرمائیں کیا ملکہ وکٹوریہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز نہیں رکھتی تھی؟ وہ اگر کسی مسلمان کی حقیقی ماں بھی ہوتی تو اس کے مسلمان بیٹے کے لئے درست نہ ہوتا کہ وہ اپنی ایسی ماں سے دلی محبت رکھے اور اس کا پرجوش طریقے سے اظہار بھی کرے۔ مرزا صاحب تو مدعی نبوت تھے اور ملکہ وکٹوریہ ان کی حقیقی ماں بھی نہیں تھی مگر مرزا صاحب نے اس کافر خاتون سے پر جوش محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ''دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں'' تو کیا مرزا صاحب کے متبنی ہونے کا یہ بہت بڑا مزید ثبوت نہیں؟ کفار سے دلی محبت کا اظہار کرنے والا اگر اپنی محبت کے اظہار میں سچا ہے تو قرآن کریم کی رو سے وہ ظالم ہے۔ اگر جھوٹا ہے تو وہ خوشامدی اور منافق ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔

۲۹۔ بحوالہ ''کتب سماویہ کے حوالے سے طاعون پھیلنے کا قادیانی جھوٹ'': مرزا

قادیانی نے کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں لکھا ہے ''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بل کہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بل کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے'' اسی مضمون کے متعلق مرزا صاحب نے حاشیے پر لکھا ہے ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو ذکریا باب ۱۴، آیت ۱۲، انجیل متی باب ۲۴، آیت ۷، مکاشفات ۲۲ آیت ۸'' (۱۹۶/ الف) مرزا صاحب نے یہاں قرآن کریم، تورات اور انجیل تینوں کتابوں پر جھوٹ باندھا ہے۔ ایسا کوئی مضمون قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔ کسی قادیانی قرآن میں ہو تو ہمیں اس سے غرض نہیں۔ کتاب زکریا کی متعلقہ عبارت یوں ہے ''اور خداوند یروشلم سے جنگ کرنے والی سب قوموں پر یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے ان کا گوشت سوکھ جائے گا اور ان کی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی اور ان کی زبان ان کے منہ میں سڑ جائے گی''۔ یہاں حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا دور دور تک کوئی ذکر نہیں ہے بل کہ ان لوگوں کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جو یروشلم (بیت المقدس) پر حملہ آور ہونے کی جسارت کریں گے۔

انجیل متی کے متعلقہ مضمون کا سیاق وسباق یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے نشانوں اور آپ کی دنیا میں دوبارہ آمد کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ میرے آنے سے پہلے دنیا بڑے بڑے مصائب کا شکار ہوگی لیکن کہیں دھوکہ نہ کھا جانا کیوں کہ یہ زمانہ میری آمد کا نہیں بل کہ جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحیوں کے ظہور کا ہوگا۔ متعلقہ مضمون یوں ہے: ''اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ ○ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے ○ کیوں کہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے ○ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار! گھبرا نہ جانا کیوں کہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا ○ کیوں کہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے ○ (۱۹۶/ ب) انجیل متی کے ان مضامین میں آخری فقرہ جس کا مرزا قادیانی نے حوالہ دیا ہے یہی ہے کہ ''قوم پر قوم اور سلطنت پہ سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے'' اس میں دور دور تک طاعون کا ذکر نہیں ہے بل کہ قحط اور زلزلوں کا اور باہم جنگوں کا ذکر ہے (اس کے بعد سیاق کلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کی طرف یہ مضمون منسوب کیا گیا ہے ''کیوں کہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب

تک ہوئی اور نہ ہوگی o اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے o اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا o کیوں کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گم راہ کرلیں o دیکھو میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے o پس اگر وہ تم سے کہیں وہ بیاباں میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا o کیوں کہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا o جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے''(۱۹۶/ ج) موجودہ اناجیل ہمارے نزدیک محرف ہیں اور ان اناجیل اربعہ میں سے کوئی بھی وہ اصل انجیل نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی نے چوں کہ یہاں انجیل متی کا حوالہ دیا ہے اسی لئے ہم اسے زیر بحث لا رہے ہیں۔ انجیل کے مذکورہ مضمون سے بالکل ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کو جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحوں کے زمانے کی باتیں بتا رہے ہیں۔ ہر جھوٹے مسیح کو وہ مردار سے اور اس جھوٹے مسیح کے گرد جمع ہونے والوں کو وہ گدھ پرندے سے تشبیہ دے رہے ہیں جو مردار کے اردگرد اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو بارہا ابن آدم کہا ہے اور یہاں وہ یہ بتا رہے ہیں کہ ابن آدم (سچے مسیح کا یعنی میرا) جب ظہور ہوگا تو وہ کسی سے چھپا نہیں رہے گا چناں چہ اگلا متعلقہ مضمون یہ ہے: ''اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی o اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔''(۱۹۷/ الف) دیکھئے انجیل متی کے پورے متعلقہ مضمون میں کہیں بھی مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا کوئی ذکر تک بل کہ اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے نئے عہد نامے میں اناجیل کے ساتھ ملحق کتاب ''مکاشفہ'' کا بھی حوالہ دیا ہے جس کا متعلقہ مضمون یوں ہے''میں وہی یوحنا ہوں جو ان باتوں کو سنتا اور دیکھتا تھا اور جب میں نے سنا اور دیکھا تو جس فرشتہ نے مجھے یہ باتیں دکھائیں میں اس کے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا''۔(۱۹۷/ ب) متعلقہ مضمون اور اس کے سیاق وسباق میں دور دور تک یہ مضمون کہیں بھی نہیں ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں طاعون پڑے گی۔ مرزا قادیانی نے غالباً کسی مراقی اور ہسٹیریائی کیفیت میں قرآن کریم، کتاب زکریا، انجیل متی اور یوحنا عارف کا مکاشفہ چاروں کتابوں پر جھوٹ باندھ کر چار مرتبہ دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ انجیل متی کا جو متعلقہ مضمون اوپر مذکور ہو چکا ہے اس

کا نہایت دل چسپ پہلو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب ظاہر ہونے والے جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحوں کی یہ نشانی بتارہے ہیں کہ اس زمانے میں قحط اور زلزلے نمودار ہوں گے پس مرزا صاحب نے جن زلزلوں اور وباؤں کو حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) وغیرہ اپنی کتب میں اپنی مزعومہ صداقت کا نشان ٹھہرایا ہے وہ انجیل متی کی رو سے جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح کی علامات ہیں۔ دوسرا دل چسپ پہلو یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی مزعومہ صداقت پر اپنے زمانے کے زلزلوں وغیرہ کے لئے ''نشان'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں اگرچہ مرزا صاحب کے یہ نام نہاد نشانات سرے سے خارق عادت ہیں ہی نہیں پھر بھی مرزا جیسے جھوٹے مدعیان نبوت و مسیحیت کو جھوٹا کرنے کے لئے انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یہ ہے ''کیوں کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گم راہ کرلیں گے''۔ (۱۹۷/ ج) دیکھئے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جھوٹے مسیح کے نام نہاد معجزات اور عجیب کاموں کے لئے لفظ ''نشان'' استعمال فرمایا ہے۔ تیسرا دل چسپ پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں زلزلوں اور وباؤں کے متعلق انجیل میں مذکور پیشین گوئیوں کا یوں مذاق اڑایا ہے ''اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی...... کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے، کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا؟ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟'' (۱۹۸/ الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قیامت کے قریب نمودار ہونے والے زلزلوں، قحطوں اور لڑائیوں کی انجیل متی میں جو خبر دی ہے اس میں دور دور تک اس بات کا کہیں ذکر نہیں کہ یہ حوادث صرف فلسطین کے علاقے تک محدود ہوں گے تو جب یہ حوادث مرزا صاحب کے نزدیک معمولی حوادث ہیں اور کہیں نہ کہیں پیش آتے ہی رہتے ہیں تو انہوں نے انہی حوادث کو اپنی مزعومہ صداقت پر نشانات قرار دے کر دل چسپ تضاد بیانی اور حماقت کا ثبوت نہیں دیا؟ چوتھا دل چسپ پہلو یہ ہے کہ جب مرزا صاحب پر یہی اعتراض ہوا کہ جن حوادث کے ظہور کو وہ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں معمولی واقعات قرار دے کر ان کے متعلق پیشین گوئی کو پیش گوئی کا نام دینے کے لئے تیار ہی نہیں تھے تو اسی قسم کے حوادث و واقعات کو انہوں نے اپنی مزعومہ صداقت پر نشان کیوں ٹھہرایا ہے اور کیوں ان حوادث کے بار بار کے ذکر سے بیسیوں ورق سیاہ کئے ہیں تو انہوں نے اس بھاری اعتراض اور اشکال کا حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں یہ جواب دیا کہ فلسطین میں زلزلوں، وباؤں اور لڑائیوں کا وقوع تو بار بار ہوا ہی کرتا تھا لہٰذا ان کے متعلق خبروں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی جب کہ ہندوستان میں ایسے حوادث

نادرالوقوع ہوا کرتے تھے۔ میری آمد پر ان کا ظہور کثرت سے ہو رہا ہے اس لئے ان کے متعلق میری پیش گوئیاں (بہ قول ان کے) میری صداقت پر دلیل ہیں۔ (۱۹۸/ب) یہاں بھی مرزا صاحب نے بزعم خویش لوگوں کو بے وقوف سمجھتے ہوئے ایک تو یہ جھوٹ بولا ہے کہ فلسطین کے علاقے میں زلزلے وغیرہ بہت آیا کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں، زلزلے اور دیگر اس طرح کی آفات فلسطین کے علاقے میں دوسرے علاقوں کے برعکس خلاف معمول ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے کی نہیں بل کہ قرب قیامت کی خبریں بمطابق اناجیل بتا رہے ہیں۔ مرزا صاحب کے زمانے میں یا اس کے بعد فلسطین میں برصغیر پاک و ہند کے مقابلے میں خلاف معمول زلزلے وغیرہ ہرگز نہیں آئے۔ دوسرا جھوٹ مرزا صاحب نے یہ بولا ہے کہ زلزلوں اور لڑائیوں وغیرہ کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل متی والی پیشین گوئی کو ناحق فلسطین کے ساتھ انہوں نے مخصوص کر دیا ہے حال آں کہ پیشین گوئی کے کلمات یہ ہیں ''کیوں کہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔'' (۱۹۸/ج)۔ دیکھئے یہاں پیشین گوئی میں عموم ہے، فلسطین کے علاقے کے ساتھ اس کی تخصیص ہرگز نہیں ہے جیسا کہ کلمات ''قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت'' اور ''جگہ جگہ'' سے بہ خوبی واضح ہے، نیز خود مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کرتے ہوئے اور انہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) درماندہ انسان اور نادان اسرائیلی قرار دیتے ہوئے فلسطین کے علاقے کی تخصیص نہیں کی بل کہ یہ پوچھا ہے کہ ''کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے، کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا'' غور کیجیے مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہیں بھی ان پیشین گوئیوں کو فلسطین اور اس کے اردگرد تک محدود نہیں رکھا جیسا کہ ان کے کلمات ''کہیں نہ کہیں'' سے بہ خوبی واضح ہے اور کسی زمانے کے ساتھ بھی مخصوص نہیں رکھا جیسا کہ ان کے لفظ ''ہمیشہ'' سے ظاہر ہو رہا ہے۔ الغرض جس طرح اوپر نمبر شمار ۲۱ کے تحت دی گئی ابن عربی کی چینی بچے والی پیشین گوئی کا حوالہ مرزا صاحب کو نہایت مہنگا پڑ رہا ہے۔ اسی طرح انجیل متیٰ کی عبارت کا حوالہ بھی ان کے لئے مفید ہونے کی بہ جائے ان کے گلے کا طوق بن گیا ہے اور ان کے لئے سوہان روح ثابت ہو رہا ہے تو ہے کوئی جو عبرت پکڑے؟

۳۰۔ بہ حوالہ تفسیر دابۃ الارض: سورۂ نمل میں ہے **وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَo (۱۹۹/الف)** ''اور جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا ہم زمین سے ان کے لئے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا

ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے'' اس سے مفسرین نے قیامت کے قریب اس جانور کا نکلنا مراد لیا ہے، جسے احادیث صحیحہ میں قرب قیامت کی علامات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے معنوی تحریف سے کام لیتے ہوئے ''دابۃ الارض'' سے طاعونی کیڑا مراد لیا ہے اور **تکلمھم** کا معنی کیا ہے کہ طاعونی کیڑا لوگوں کو زخمی کرے گا اور اسے اپنے مسیح موعود ہونے کی نشانی قرار دیا ہے۔ چناں چہ نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں انہوں نے لکھا ''اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانے میں ہونا ابتدا سے مقرر ہے، یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے''۔ (۱۹۹/ب) سورۂ نمل کی مذکورہ آیت کے سیاق وسباق میں کسی مسیح موعود کا دور دور تک کوئی ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو اس معنوی تحریف پر نقد سزا دے ڈالی۔ وہ اسی کتاب نزول المسیح میں لکھتے ہیں ''خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کا معنی کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے''۔ (۱۹۹/ج)

مرزا کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سورہ نمل کی اس آیت میں دابۃ الارض کا معنی کیڑا نہ کرے بلکہ کوئی اور معنیٰ مراد لے تو وہ محرّف، ملحد اور دجال ہے۔ اب دیکھئے کسی اور نے نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے ہی ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں لکھا تھا **وَإِذا وقع الْقَوْلُ عليهِمْ أَخْرجْنا لهُمْ دابّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنا لا يُوقنُونo** (سورہ نمل) یعنی ''جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے، وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔'' (۲۰۰/الف)۔ ان ہی مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھا تھا **ان المراد من دابة الارض علماء السوء** (۲۰۰/ب) یعنی دابۃ الارض سے برے علما مراد ہیں۔ ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں بھی ایک جگہ انہوں نے لکھا تھا ''ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانے میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔'' (۲۰۰/ج) اب دیکھئے مرزا صاحب سورہ نمل کی زیر بحث آیت میں دابۃ الارض کے خود ساختہ معنیٰ ''طاعونی کیڑا'' پر خود بھی قائم نہیں تھے۔ وہ کبھی اس کا معنی اچھے متکلمین اور کبھی برے علماء اور واعظین اور کبھی طاعونی کیڑا کرتے رہے۔ اس طرح کا کھلا تناقض جھوٹے کے کلام میں ہی ہوا کرتا ہے ساتھ ہی وہ خود اپنے ہی قلم سے محرّف، ملحد اور دجال بھی ثابت ہو گئے۔

۱۳۔ بہ حوالہ ''قرآن کریم کی لفظی تحریف'': مرزا قادیانی اپنی کتب میں قرآنی آیات غلط لکھ کر

قرآن کریم میں لفظی تحریف کے مرتکب ہوتے رہے۔ مثلاً جنگ مقدس اشاعت دوم میں سورہ توبہ کی ایک آیت کا جز یوں لکھا أن یُجاھدوا فی سبیل اللہ بأموالھم و أنفسھم (۲۰۱/ الف) ازالہ اوہام طبع اول میں سورہ حج کی آیت یوں لکھی ومنکم من یُردُّ إلی أرذلِ العُمُرِ لِکَیْلا یَعلَمَ بعدَ علمٍ شَیئاً (۲۰۱/ ب)۔
ازالہ اوہام میں ایک قرآنی آیت کو یوں لکھا وجعلنا منھُمُ القِردۃ والخنازیر (۲۰۱/ ج)۔
آئینہ کمالات اسلام میں ایک قرآنی آیت یوں لکھی یاَیُّھا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَاناً وَّیَجْعَلْ لَکُمْ نُوْراً تَمْشُوْنَ بِہٖ (۲۰۲/ الف) حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ''اور میرے وقتوں میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا خود زمین پر اتر آئے گا جیسا کہ فرماتا ہے یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا'' (۲۰۲/ ب) مذکورہ کلمات کے ساتھ قرآن کریم میں کوئی آیت نہیں ہے۔ اس طرح کی بعض اغلاط مرزا صاحب کی کتب میں تیس چالیس برس تک چھپتی آئیں تو قادیانی اخبار الفضل نے اس سنگین جرم کا جواز کچھ یوں پیش کیا'' ......تا غیر احمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا مولف سے جو سہواً غلطی ہو جاتی ہے، اس کو عملاً تحریف قرار دے کر اپنے ہاتھوں تعلیم یافتہ طبقے میں اپنی علمی پردہ داری کرتے ہیں۔ یہ کہ تا غیر احمدی اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا بلکہ من وعن شائع کی جاتی ہیں۔ ابتداء سے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہ چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تا کہ ہمیشہ کے لئے آپ کے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو و نسیان جو لازمہ بشریت ہے، آپ اس سے خالی نہ تھے'' (۲۰۲/ ج)۔ قادیانی اخبار کے مذکورہ جواب کو عذر گناہ بدتر از گناہ کی بہترین مثال قرار دیا جا سکتا ہے اگر قادیانیوں کے اعلیٰ حضرت مرزا جی نے سہو و نسیان سے قرآنی آیات غلط لکھی تھیں تو قرآن کریم کو لفظی تحریف سے بچانے اور اس کے احترام کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ متن میں ایسی سنگین اغلاط کی اصلاح کر دی جاتی اور حاشیے پر مرزا صاحب کے سہو النسیان کا عذر پیش کر دیا جاتا۔ مرزا صاحب نے اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھا تھا ''انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ (مسیح موعود) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز کہ یہ پنجاب میں ہوگا''۔ (۲۰۳/ الف) قادیانیوں نے اس کے دوسرے ایڈیشن میں ''انبیاء'' کا لفظ ''اولیاء'' سے بدل کر حاشیے پر اس کی نشان دہی کر دی مگر بعد میں جو روحانی خزائن کے نام سے مرزا صاحب کی کتب کا مجموعہ شائع کیا ہے اس میں مذکورہ مقام پر حاشیہ بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ پس قادیانی اخبار کا یہ دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا کہ مرزا

صاحب کی کتب من وعن شائع کی جاتی ہیں اور ہر طرح کی تحریف سے پاک ہیں۔ اربعین کی مذکورہ بالا عبارت میں لفظ ''انبیاء'' کو ''اولیاء'' اس لئے کیا گیا کہ مرزا صاحب پر جھوٹا ہونے کا اعتراض وارد نہ ہو لیکن اس تحریف سے بھی قادیانیوں کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس عبارت میں کلمات ''قطعی مہر لگادی'' پر غور کیا جائے۔ قطعی درجے کی بات صرف حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے، کیوں کہ وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ اولیاء کا الہام ہو یا کشف وہ لوگوں پر شرعی حجت نہیں ہوا کرتا۔ ان کے الہام اور کشف کو قرآن وسنت پر لوٹایا جائے گا۔ نیز لفظ ''اولیاء'' جمع کثرت ہے جو دس سے شروع ہوتی ہے۔ قادیانی حضرات کم از کم دس مسلمہ اولیاء اللہ کے کشفی اقوال پیش کرنے کے پابند ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہو کہ جس مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی دوبارہ آمد کا قرآن وحدیث میں بتایا گیا ہے، ان کا ظہور چودہویں صدی ہجری کے سر پر ہوگا اور یہ کہ وہ پنجاب میں پیدا ہوں گا۔ الغرض قادیانیوں کی مرزا صاحب کی عبارت میں مجرمانہ تحریف کے باوجود مرزا صاحب جھوٹے ہی رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند ظہور الدین اکمل نے ایک فریم شدہ نظم ان کی خدمت میں پیش کر کے خوشنودی حاصل کی تھی اس میں یہ دو شعر بھی تھے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

مولانا منظور احمد چنیوٹی فرماتے ہیں ''اب جو اکمل صاحب کا دیوان شائع ہوا ہے اس میں پوری نظم تو ص ۵۔۶ پر موجود ہے لیکن یہ دو شعر اس میں سے نکال دیئے گئے ہیں جو صریح خیانت ہے'' (۲۰۳ ب) اگر قادیانی حضرات مرزا قادیانی کی خاطر خود مرزا صاحب کی عبارت میں تحریف کر سکتے ہیں، اگر وہ مرزا صاحب کے عقیدت مندوں کے کلام میں تغیر وتبدل کر سکتے ہیں تو وہ مرزا صاحب کی غلط لکھی ہوئی قرآنی آیات کی اللہ کی خاطر تصحیح کر سکتے تھے۔ قادیانی اخبار الفضل نے جو عذر پیش کیا ہے وہ جھوٹا ہے اور کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔

رہی مرزا قادیانی کی بشریت اور ان کے سہو ونسیان کی بات تو مرزا صاحب کی تحریروں کی رو سے یہ بہانہ بھی ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔ براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔۱۸۸۴ء) میں مرزا صاحب نے قرآن کریم کے سچے متبعین کے متعلق لکھا ہے ''وہ اپنے ہر ایک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر میں تمام نالائق باتوں اور فاسد خیالوں اور نادرست عملوں اور

ناجائز عملوں اور بیجا فہموں اور ہر ایک افراط اور تفریط انسانی سے بچائے جاتے ہیں اور کسی مذموم بات پر ٹھہر نہیں پاتے، کیوں کہ خداوند کریم خود ان کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو ان کے شجرہ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے''۔ (۲۰۳/ ج) نور الحق (۱۸۹۴ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں **ان اللہ لا یترکنی علی خطاء طرفۃ عین ویعصمنی من کل مین** (۲۰۴/ الف) یعنی ''بے شک اللہ مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی غلطی پر چھوڑے نہیں رکھتا اور وہ مجھے ہر لغزش سے بچالیتا ہے۔'' حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں وہ لکھتے ہیں **واللہ یعلم انی ماقلت الا ماقال اللہ تعالیٰ ولم اقل کلمۃ قط یخالفہ وما مسھا قلمی فی عمری** یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میری قلم سے اپنی عمر میں کبھی سرزد نہیں ہوئی''۔ (۲۰۴/ ب) مواہب الرحمٰن (۱۹۰۳ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں **کلما قلت، قلت من امرہ وما فعلت شیا من امری**۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا۔'' (۲۰۴/ ج) آئینہ کمالاتِ اسلام (۱۸۹۳ء) میں انہوں نے لکھا ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ ملھم (الہام یافتہ شخص) کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے..... اور انوالہ دائمی اور استعانت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے'' (۲۰۵/ الف)۔ نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (۲۰۵/ ب) بتائیے کہ قادیانی اخبار الفضل نے مرزا قادیانی کے حق میں سہو ونسیان کا جو عذر پیش کیا ہے کیا وہ مذکورہ بالا عبارتوں کی رو سے قبول کیا جا سکتا ہے؟ ہر سلیم الطبع اور عقل مند شخص یہی جواب دے گا کہ ہرگز نہیں۔ پس مرزا قادیانی پر قرآن کریم کی لفظی تحریف کا جرم بہ ہر حال ثابت ہورہا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ یہی مرزا قادیانی جو نہایت دھوم دھام اور آن بان سے اپنے معصوم من الخطاء ہونے کے مدعی ہیں تو اپنے کلام میں تناقض پیدا کرتے ہوئے ازالہ اوہام (۱۹۹۱ء) میں یہ بھی لکھتے ہیں ''میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بہ حالت تغافل بعض معمولی غلطیاں ہوگئی ہیں''۔ (۲۰۵/ ج) کرامات الصادقین (۱۸۹۳ء) میں وہ لکھتے ہیں ''لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب (مولانا محمد حسین بٹالویؒ) نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔'' (۲۰۶/ الف)۔ مرزا قادیانی کے کلام میں یہ کھلا کھلا تناقض ہے۔

گرفت سے موقع پر وہ خود اور ان کے عقیدت مند بھی اسی تناقض سے بزعم خویش فرار کے چور دروازے تلاش کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح عوام کو خوب دھوکہ دیا جاسکے جیسا کہ زیر بحث مسئلے میں قادیانی اخبار الفضل نے دھوکے اور فریب سے کام لیا ہے۔ کلام میں ایسے کھلے اور مضحکہ خیز تناقض کے بارے میں خود مرزا قادیانی ارشاد فرماتے ہیں "اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"۔ (۲۰۶/ ب) یہاں دل چسپ امر یہ ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھا ہے "خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا"۔ (۲۰۶/ ج) جب قادیانی اخبار نے یہ تسلیم کر لیا کہ قرآن کریم کی لفظی تحریف کے سلسلے میں مرزا قادیانی اپنی موت تک غلطی پر قائم رہے اور سال ہا سال بعد تک بھی قادیانیوں نے قرآن کریم کی آیات میں مرزا قادیانی کی اغلاط کو برقرار رکھا تو وہ ہرگز سچے نبی نہیں تھے بل کہ متنبی تھے۔

۳۲۔ بہ حوالہ "مرزا قادیانی کا اپنے بارے میں حلفیہ جھوٹ": مرزا قادیانی نے ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں لکھا ہے "ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا..... سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہ حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے"۔ (۲۰۶/ د)۔ یہی مرزا صاحب کتاب البریۃ (۱۸۹۸ء) میں لکھتے ہیں "بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا"۔ (۲۰۷/ الف) مرزا قادیانی کے کلام میں کھلا تناقض ملاحظہ کیجئے۔ اس سے ان کا وہ جھوٹ پوری طرح کھل گیا جس پر انہوں نے جھوٹی قسم بھی کھالی۔ یہاں یہ تاویل لغو اور لچر ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کے صرف ظاہری الفاظ پڑھے تھے اور قرآن کے معانی انہیں اللہ تعالیٰ نے سکھائے تھے۔ اولاً مرزا صاحب نے یہاں اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح آپ نے ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا اسی طرح میرا حال بھی یہی حال ہے یہاں وہ "ظاہری علم" کی بات کر رہے ہیں جس سے قرآن کے ظاہری الفاظ پڑھنے کی صاف نفی ہو رہی ہے۔ ثانیاً مرزا صاحب نے تفسیر اور حدیث کا ہی ذکر نہیں کیا ہے بل کہ قرآن کریم کا بھی کیا ہے۔ تفسیر و حدیث میں قرآن کریم کے معانی ہی پڑھائے جاتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ وہ یہاں ظاہری الفاظ اور معانی

دونوں کی کسی انسان سے پڑھنے کی نفی کررہے ہیں۔ نبوت کا مدعی کسی غیر نبی سے آسمانی کتاب کے ظاہری الفاظ بھی پڑھے تو بھی یہ اس کے جھوٹے ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ نبی آسمانی کتاب اور حکمت (معانی کتاب) دونوں کا معلم ہوتا ہے وہ کسی غیر نبی کا شاگرد نہیں ہوا کرتا۔ ثالثاً مرزا صاحب کا مذکورہ بیان حلفیہ ہے جس میں یہ قول ان کے کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوا کرتی، چناں چہ حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں وہ لکھتے ہیں **والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاھر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدہ کانت فی ذکر انفسھم** (۲۰۷/ب) یعنی ''قسم اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ خبر ظاہر پر محمول ہے جس میں کسی تاویل اور استثنا کی گنجائش نہیں ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟'' رابعاً مرزا صاحب اسی کتاب البریۃ (۱۸۹۸ء) میں یہ بھی لکھتے ہیں ''اور جب میری عمر تقریباً دس برس ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا...... اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا......'' (۲۰۷/ج) اس عبارت سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی نے دیگر مروجہ علوم کے ساتھ صرف اور نحو کی تعلیم بھی مولوی فضل احمد اور مولوی گل علی شاہ سے حاصل کی تھی۔ صرف ونحو سیکھنے کا بڑا مقصد یہی تو ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے معانی تک رسائی ہو۔ پس لامحالہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں انسان استادوں سے سیکھے تھے۔ مرزا صاحب کا اپنے اساتذہ کو ''نوکر'' کہنا خاصی بدذوقی اور بدتمیزی ہے جو اپنی جگہ پر قابل گرفت ہے۔

۳۳۔ بہ حوالہ ''مرزا قادیانی کا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں جھوٹ'': مرزا غلام احمد قادیانی کو اس امر کا بھرپور اعتراف تھا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کسی طرح کا ظاہری اور باطنی علم انسانوں سے نہیں سیکھتے جیسا کہ اوپر نمبر شمار ۳۲ کے تحت مذکور ہو چکا ہے۔ نیز وہ براہین احمدیہ (۱۸۸۰ـ۱۸۸۴ء) میں لکھتے ہیں ''اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر (اللہ تعالیٰ نے) اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا''۔ (۲۰۸/الف) یہی مرزا صاحب اس کے برعکس ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں لکھتے ہیں: ''...... مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی

تھی۔''(۲۰۸/ب)۔مرزا صاحب کی مذکورہ عبارتوں میں کھلا تناقض ہے جو ایک جھوٹے کے کلام میں ہی ہوسکتا ہے۔قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی گئی تو ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا تھا ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (۲۰۸/ج)''اور وہ (اللہ) اسے کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دے گا''۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے انعامات یاد دلائے گا تو یہ بھی فرمائے گا۔واذ علمتك الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (۲۰۹/الف)''اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی تھی''۔ پس مرزا قادیانی کا یہ کھلا جھوٹ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام مکتب میں بیٹھے تھے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات ایک یہودی سے پڑھی تھی۔

۳۴۔ بہ حوالہ''خود کاشتہ پودا'': مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے نام اپنی ایک عاجزانہ درخواست میں لکھا تھا''...... میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوش نودی کے لئے کی ہیں،عنایت خاص کا مستحق ہوں......صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار اور جان نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں،اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور خلوص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں......''(۲۰۹/ب) انتہائی گھٹیا خوشامد اور شرم ناک چاپلوسی پر مبنی مذکورہ بالا درخواست میں اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو انگریز کا جو خود کاشتہ پودا قرار دیا ہے اور اس خود کاشتہ پودے کی حفاظت کے لئے جو نہایت ہی دردمندانہ اور عاجزانہ درخواست کی ہے،مرزا صاحب اگر اپنے اس بیان میں سچے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ خدا کی طرف سے ہرگز مبعوث نہیں ہوئے تھے بل کہ ان کی نبوت کا پودا انگریز سرکار دولت مدار کا خود کاشتہ تھا۔لیکن یہی مرزا صاحب تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں:''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے''۔(۲۰۹/ج) اور یہی مرزا صاحب ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں''تیری ہی

پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں''۔ (۲۱۰/ الف) اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک سے نبی بنے تھے اور اس پودے کو خود ان کے اپنے اعتراف کے مطابق انگریز سرکار دولت مدار نے کاشت کیا تھا۔ انہوں نے جھوٹی قسم کھا کر اللہ پر یہ بہتان تراشا ہے کہ اس نے انہیں بھیجا ہے۔ مرزا صاحب کے کلام میں تناقض اور جھوٹ بالکل نمایاں ہے۔ مزید کسی تبصرے کا محتاج نہیں۔

۳۵۔ بہ حوالہ ''دنیا کی عمر'': مرزا قادیانی نے لیکچر سیالکوٹ (۱۹۰۴ء) میں یہ انکشاف فرمایا ''تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک تمام دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے''۔ (۲۱۰/ ب) مرزا صاحب کا یہ کھلا جھوٹ ہے۔ قرآن کریم میں تو صاف بتایا گیا ہے کہ قیامت کا صحیح علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے وہی اس کے ٹھیک وقت اور سال کو جانتا ہے۔

۳۶۔ بہ حوالہ چودہویں صدی: مرزا قادیانی نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں لکھا ہے ''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودہویں صدی کا مجدد ہوگا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہوگئیں'' (۲۱۰/ ج) احادیث صحیحہ تو کیا کسی ایک بھی صحیح حدیث میں مذکورہ مضمون ہرگز موجود نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے کھلے عام نہایت بے باکی سے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے۔

ج: بہ حوالہ مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانی شماریات اور حسابی الہامات

ا۔ بہ حوالہ سال ولادت: لیکچر سیالکوٹ (۱۹۰۴ء) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں ''تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک تمام دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں...... اول دور ہدایت کے غلبے کا تھا اس میں بت پرستی کا نام ونشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہوگئیں...... پھر تیسرا دور جو ہزار سال کا تھا اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی...... پھر ہزار چہارم کے دور میں ضلالت نمودار ہوئی اور اسی ہزار چہارم میں سخت درجے پر بنی اسرائیل بگڑ گئے اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہوگیا اور اس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا۔ پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا دور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے

جس میں ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے......اس تقسیم کی رو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہوتا ہے......اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چوں کہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضروری تھا کہ امام آخر الزماں (یعنی مرزا قادیانی) اس کے سر پر پیدا ہو......'' (۲۱۱/الف) ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں مرزا صاحب کہتے ہیں ''میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن کریم کے عجائبات اکثر بہ ذریعہ الہام میرے پر کھلتے ہیں......مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آں حضرت ﷺ کے زمانہ بعثت تک مدت گزری تھی وہ تمام مدت سورۃ العصر کے اعداد حروف میں بہ حساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس (۴۷۴۰)۔اب بتاؤ کہ یہ حقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں''۔ (۲۱۱/ب)۔مرزا صاحب نے اپنی ولادت کے متعلق تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے'' میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے'' (۲۱۱/ج) مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کرنے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ الہامی حساب سے ان کی پیدائش کا ہجری سال کونسا بنتا ہے۔ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کا قیام تیرہ برس کا تھا لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام سے سال ۱ ہجری تک (۴۷۴۰+۱۳)=۴۷۵۳ سال گزر چکے تھے۔پس حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد چھ ہزار سال پورے ہونے پر ہجری سال (۶۰۰۰-۴۷۵۳)=۱۲۴۷ ہجری ہوا۔اس لئے ساتویں ہزار کا پہلا سال ۱۲۴۸ ہجری ہوا جو تیرہویں صدی ہجری کے پہلے نصف میں واقع ہے لیکن لیکچر سیالکوٹ میں مرزا صاحب ساتویں ہزار سال کے آغاز کو چودھویں صدی ہجری میں ڈال رہے ہیں۔ چوں کہ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق ہزار ششم کے ختم ہونے سے گیارہ سال پہلے وہ پیدا ہوئے تھے لہٰذا مذکورہ حساب سے ان کا سال ولادت (۱۲۴۷-۱۱) = ۱۲۳۶ ہجری ہوا۔ازالۂ اوہام کی عبارت کے برعکس تحفہ گولڑویہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک مدت کو وہ یوں بیان کرتے ہیں ''آں حضرت ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کی رو سے چار ہزار سات سو انتالیس برس بعد مبعوث ہوئے''۔(۲۱۲/الف) یعنی یہ مدت ۴۷۴۰ نہیں بل کہ ۴۷۳۹ سال ہے۔اس عبارت کی رو سے مذکورہ بالا طریقے سے مرزا صاحب کا سال ولادت ۱۲۳۷ ہجری برآمد ہوتا ہے۔لیکن اسی تحفہ گولڑویہ میں وہ یہ بھی لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بہ حساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آں حضرت ﷺ کے مبارک عہد تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئیس برس کا تمام و کمال زمانہ۔ یہ کل مدت گزشتہ زمانے کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ میں ابتدائے دنیا

سے آں حضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔'' (۲۱۲/ ب) ان دنوں عبارتوں میں نقائص واضح ہے۔ پہلی عبارت کی رو سے چار ہزار سات سو انتالیس سال کی یہ مدت رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک ہے۔ دوسری عبارت کی رو سے اس مدت کے پورا ہونے پر آپ مبعوث نہیں بل کہ فوت ہوئے تھے حال آں کہ آپ کی بعثت چالیس سال کی عمر میں اور رحلت تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔ دوسری عبارت کی رو سے ہجرت تک مدت (۴۷۳۹۔۱۱) =۴۷۲۸ سال ہوئی۔ لہٰذا چھٹا ہزار سال (۶۰۰۰۔۴۷۲۸)= ۱۲۷۲ ہجری پر ختم ہوا اور مرزا صاحب کا سال ولادت (۱۲۷۲۔۱۱)= ۱۲۶۱ ہجری ہوا۔ چناں چہ وہ تریاق القلوب میں لکھتے ہیں ''میری پیدائش ۱۲۶۱ ہجری میں ہوئی۔ جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدائے تعالیٰ نے اپنے الہام وکلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ میری عمر چالیس برس پوری ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔'' (۲۱۲/ ج)۔ ظاہر ہے کہ چودھویں صدی ہجری کا آغاز ۱۳۰۰ سال پورے ہونے پر ۱۳۰۱ ہجری سے ہوا۔ اس سے چالیس سال کم کرنے سے مرزا صاحب کا سال ولادت (۱۳۰۱۔۴۰)=۱۲۶۱ ہجری ہی ہونا چاہیے۔

لیکچر سیالکوٹ (۱۹۰۴ء) میں مرزا صاحب نے کہا ''تمام نبیوں کی متفق علیہ تعلیم ہے کہ مسیح ہزار ہفتم کے سر پر آئے گا۔'' (۲۱۳/ الف) اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ ازالہ اوہام میں مذکور مرزا صاحب کے مزعومہ الہام کی رو سے ہزار ششم کا اختتام ۱۲۴۷ ہجری پر ہوا اور ہزار ہفتم کے پہلے سال کا آغاز ۱۲۴۸ ہجری سے ہوا۔ مگر تحفہ گولڑویہ کی ایک عبارت کی رو سے ہزار ہفتم کے پہلے سال کا آغاز ۱۲۴۹ ہجری سے اور دوسری عبارت کی رو سے ۱۲۷۳ ہجری سے ہوا۔ پس اگر ہزار ہفتم کے سر پر مسیح موعود کے آنے کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ اس زمانے میں پیدا ہوں گے تو مسیح موعود کا سال ولادت ازالہ اوہام کی عبارت کے مطابق ۱۲۴۸ ہجری اور تحفہ گولڑویہ کی عبارتوں کے حساب سے ۱۲۴۹ اور ۱۲۷۳ ہجری ہوا اور اگر ہزار ہفتم کے سر پر آنے کا یہ مطلب لیا جائے کہ اس وقت مسیح موعود پیدا نہیں بل کہ مبعوث ہوگا تو چوں کہ مرزا صاحب بہ قول خود چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے تو اس حساب سے ان کا سال ولادت ازالہ اوہام کی عبارت کی رو سے (۱۲۴۸۔۴۰)= ۱۲۰۸ ہجری اور تحفہ گولڑویہ کی عبارتوں کے مطابق (۱۲۴۹۔۴۰)= ۱۲۰۹ ہجری اور (۱۲۷۳۔۴۰)= ۱۲۳۳ ہجری ہوا۔ تحفہ گولڑویہ میں ہی مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں ''دانیال نبی نے بتلایا ہے کہ اس نبی آخر الزماں کے ظہور سے جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی ہجری میں سے پینتیس برس تک برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیش گوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہجری قرار دی

گئی ہے۔ اب بتلاؤ کیا اس سے انکار کرنا ایمان داری ہے؟'' (۲۱۳/ ب) نیز وہ حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں'' یہ عجیب امر ہے کہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمے ومخاطبے پاچکا تھا۔'' (۲۱۳/ ج) مذکورہ عبارت کے کلمات'' ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری'' سے کسی تاویل کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہی اور ویسے بھی جب مرزا صاحب ان مزعومہ الہامات کو اپنی صداقت پر بطور دلائل پیش کررہے ہیں تو دلائل قطعی اور یقینی ہونے چاہئیں۔ ظن وتخمین سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے۔ پس جب مرزا صاحب بہ قول خود چالیس برس کی عمر پر مبعوث ہوئے تھے تو ان کا سال ولادت (۱۲۹۰-۴۰) = ۱۲۵۰ ہجری ہوا۔ ازالہ اوہام میں مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے'' حدیثوں میں یہ بات بہ وضاحت لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اس وقت دنیا میں آئے گا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اٹھ جائے گا اور جہل شیوع پا جائے گا۔ یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے لو کان الایمان معلقا عندالشریا لنا لہ رجل من فارس یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وانا علی ذھاب بہ لقادرون میں بہ حساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۴ ہجری'' (۲۱۴/ الف) اس عبارت میں بھی مسیح موعود کے دنیا میں آنے کا مطلب اگر اس کی ولادت لیا جائے تو سال ولادت ۱۲۷۴ ہجری ہوا اور اگر اس سے سال بعثت لیا جائے تو سال ولادت (۱۲۷۴-۴۰) = ۱۲۳۴ ہوا۔ اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں مرزا صاحب نے پادری عبداللہ آتھم سے متعلق لکھا تھا'' اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی قریب ۶۴ سال کے'' (۲۱۴/ ب)۔ یاد رہے کہ مرزا صاحب نے پادری آتھم کے متعلق پندرہ ماہ کے اندر مرنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ جب یہ جھوٹی نکلی تو پادری آتھم نے اخبار وفادار لاہور میں اپنا خط شائع کرایا جس کے بعض متعلقہ حصے یہ ہیں'' ..... میں راضی خوشی اور تن درست ہوں اور ویسے مرنا تو ایک دن ضرور ہے۔ زندگی اور موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔'' (۲۱۴/ ج) پادری مذکور کا یہ خط ستمبر ۱۸۹۴ء کا ہے۔ اس کی موت ۲۷/ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوئی (۲۱۵/ الف) اس لحاظ سے پادری کے اپنے بیان کے مطابق موت کے وقت اس کی عمر ستر برس کے قریب تھی لیکن مرزا صاحب اس کی عمر ۶۴ برس بتا رہے ہیں اور اسے اپنا ہم عمر ظاہر کررہے ہیں۔ اس حساب سے پادری اور مرزا صاحب دونوں کا سال ولادت (۱۸۹۶-۷۰) = ۱۸۲۶ عیسوی برآمد ہوتا ہے جس کے مقابل ہجری تقویم کا سال ۱۲۴۱ ہجری تھا۔ اگر پادری مذکور کی عمر کے متعلق مرزا صاحب کے بیان کو معتبر سمجھا جائے تو پادری اور مرزا صاحب دونوں کا سال ولادت (۱۸۹۶-۶۴) = ۱۸۳۲ عیسوی ہے جس کے مقابل ہجری سال ۱۲۴۷ ہجری تھا۔

تحفہ گولڑویہ میں مرزا صاحب کی ایک عبارت جو اوپر دی گئی ہے اس کی رو سے وہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں مبعوث ہوئے تھے اور انہوں نے ۱۳۳۵ ہجری تک دنیا میں کام جاری رکھنا تھا۔ بہ الفاظ دیگر انہوں نے ۱۳۳۵ ہجری میں فوت ہونا تھا۔ اسی تحفہ گولڑویہ میں وہ لکھتے ہیں ''حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔'' (۲۱۵/ب) نیز نشان آسمانی (۱۸۹۱۔۱۸۹۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''......یعنی اس روز سے جو وہ امام ملھم اپنے تئیں ظاہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جس میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔'' (۲۱۵/ج) ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ چوں کہ مرزا صاحب کو ۱۳۳۵ ہجری تک زندہ رہنا تھا، وہ چالیس سال کی عمر میں بہ قول خود مبعوث ہوئے تھے اور مزعومہ بعثت کے بعد چالیس سال تک دنیا میں رہ کر اسی برس کی عمر پانا تھی لہٰذا ان کا سال ولادت (۱۳۳۵۔۸۰) = ۱۲۵۵ ہجری ہوا۔

مرزا صاحب کی ۱۳۳۵ ہجری تک کام کرتے رہنے کی پیشین گوئی ریت کا گھروندا ثابت ہوئی اور وہ بالاتفاق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری کو فوت ہوگئے۔ لہٰذا ان کا سال ولادت (۱۳۲۶۔۸۰) = ۱۲۴۶ ہجری ہوا۔ مرزا صاحب کتاب البریۃ (۱۸۹۸ء) میں لکھتے ہیں۔ ''......میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔'' (۲۱۶/الف) سال ۱۸۴۰ء کے مقابل ہجری سال ۱۲۵۶ ہجری تھا۔ چوں کہ مرزا صاحب کے مذکورہ بالا حسابی الہامات میں قمری سالوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور چوں کہ انہوں نے تریاق القلوب میں اپنی ولادت کا قمری سال ۱۲۶۱ ہجری بیان کیا ہے لہٰذا ہم اسی کو بنیاد ٹھہرا کر اس کا ان کے ان سال ہائے ولادت سے تقابل کرتے ہیں جو ان کے حسابی الہامات کے بطن سے ہم نے اوپر نا قابل انکار انداز سے برآمد کیے ہیں۔ مذکورہ بالا بحث سے ۱۲۶۱ ہجری کے علاوہ سال ہائے ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۷۳، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۳۳، ۱۲۵۰، ۱۲۷۴، ۱۲۳۴، ۱۲۴۱، ۱۲۴۷، ۱۲۵۵، ۱۲۴۶، ۱۲۵۶ ہجری میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوئے تھے۔ بھلا کوئی شخص اتنی مرتبہ پیدا ہو کر تو دکھائے!

۲۔ جب مرزا قادیانی بہ قول خود چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے تو اصولاً مذکورہ بالا ان کے سالہائے ولادت میں چالیس سال جمع کرنا ہوں گے لیکن چوں کہ حقیقۃ الوحی میں وہ یہ لکھ چکے ہیں کہ میں ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدائے تعالیٰ سے شرف مکالمہ ومخاطبہ پاچکا تھا (۲۱۶/ب) لہٰذا ہم ۱۲۹۰ ہجری کو ان

کا مزعومہ سال بعثت قرار دیتے ہوئے اس کا تقابل ان کے ان دیگر سالہائے بعثت سے کرتے ہیں جو ان کے الہامی حسابات کے بطن سے ناقابل تردید انداز سے برآمد ہو رہے ہیں۔ وہ ۱۲۹۰ ہجری کے علاوہ ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۳۱۳، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۷۳، ۱۳۱۴، ۱۲۷۴، ۱۲۸۱، ۱۲۸۷، ۱۲۹۵، ۱۲۸۶، ۱۲۹۶، ۱۳۰۱ ہجری میں بھی مبعوث ہوئے تھے۔ واقعی اتنی مرتبہ مبعوث ہونا مرزا صاحب کا ہی کام ہوسکتا ہے۔!

۳۔ جب مرزا قادیانی کو بہ قول خود اپنی بعثت کے بعد دنیا میں چالیس برس تک رہنا تھا تو ان کے مذکورہ سال ہائے بعثت میں چالیس سال جمع کرنے سے ان کے سال ہائے وفات برآمد ہوں گے لیکن اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ ۱۳۲۶ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ لہٰذا ۱۳۲۶ ہجری کو بنیاد ٹھہرا کر ہم اس کا تقابل ان کے ان سال ہائے وفات سے کرتے ہیں جو ان کے الہامی حسابات کے بطن سے نکل رہے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر مرزا صاحب ۱۳۲۶ ہجری کے علاوہ ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۵۳، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۳۱۳، ۱۳۳۰، ۱۳۵۴، ۱۳۱۴، ۱۳۲۱، ۱۳۲۷، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۴۱ ہجری میں بھی فوت ہوئے تھے۔ اتنی مرتبہ مرنا کوئی آسان کام نہیں، یہ بھی مرزا صاحب ہی کا کمال ہے!

۴۔ اوپر نمبر شمار ۱ کے تحت مرزا صاحب کے لیکچر سیالکوٹ کی عبارت کے مطابق ہزار چہارم کا زمانہ سخت ضلالت (گمراہی) کا دور تھا اور یہی زمانہ بہ قول مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا، جس میں عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ ادھر آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''افضل البشر (محمد ﷺ) مسیح سے چھ سو برس پیچھے آیا۔'' (۲۱۶/ج) اوپر نمبر شمار ۱ کے تحت مذکور تحفہ گولڑویہ کی عبارت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے بعثت نبوی تک ۴۷۳۹ سال ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بالاتفاق چالیس برس کی عمر ہونے پر ہوئی۔ پس آپ کی ولادت باسعادت پر مذکورہ حساب سے (۴۷۳۹-۴۰) = ۴۶۹۹ سال گزر چکے تھے۔ اس میں سے چھ سو سال کم کرنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سال ۴۰۹۹ ہوا۔ تحفہ گولڑویہ کی دوسری عبارت کے مطابق ۴۷۳۹ سال کی مدت رسول اللہ ﷺ کے یوم وفات تک ہے۔ آپ کا انتقال قمری حساب سے ۶۵ سال اور شمسی تقویم کے حساب سے ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ لہٰذا آپ کے سال ولادت تک یہ مدت (۴۷۳۹-۶۵) = ۴۶۷۴ سال ہوئی۔ اس میں سے چھ سو سال کم کرنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سال ۴۰۷۴ ہوا۔ یہ پانچویں ہزار میں شامل ہے، کیوں کہ ہزار چہارم ۴۰۰۰ پر ختم ہو چکا تھا اور پانچویں ہزار کا آغاز ۴۰۰۱ سے ہو چکا تھا۔ اب غور کیجیے مرزا قادیانی صاحب تو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہزار چہارم کا زمانہ ضلالت کا دور تھا اور بہ قول ان کے اسی میں عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی ختم ہوگیا تھا اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی ولادت وبعثت سے پہلے ہی عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی ختم ہوگیا تھا کیوں کہ ۴۷۰۴ تو پانچویں ہزار کا سال ہے اور مذکورہ حساب سے حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ پانچویں ہزار کا ہوا۔ قربان جائیے مرزا صاحب کے ان حسابی الہامات پر جن سے نہایت دل چسپ اور ''قیمتی'' نکات برآمد ہو رہے ہیں!

۵۔ خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ ''قرآن اور احادیث اور جملہ انبیاء علیہم السلام کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک دنیا کی عمر سات ہزار سال (بہ حساب قمری) ہے۔ کل انبیاء نے بتایا ہوا ہے کہ مسیح موعود دنیا کے چھٹے ہزار میں مامور اور مبعوث ہوکر اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچائے گا''۔ (۲۱۷/ الف)۔ نیز اسی خطبہ الہامیہ میں وہ یہ بھی کہتے ہیں ''اور جس نے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآنی کا انکار کیا''۔ (۲۱۷/ ب)۔ مرزا صاحب یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اولیٰ پانچویں ہزار میں ہوئی تھی اور بہ قول ان کے آپ کی بعثت ثانیہ چھٹے ہزار میں ہوئی تھی اور یہ بعثت ثانیہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بہ قول ان کے مرزا قادیانی کی صورت میں ہوئی ہے۔ تحفہ گولڑویہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے'' (۲۱۷/ ج) اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ایک طرف تو مرزا صاحب نے چھٹے ہزار میں مامور اور مبعوث ہوکر اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچانا تھا دوسری طرف چھٹے ہزار کے ختم ہونے پر ان کی عمر صرف گیارہ سال تھی پس وہ گیارہ سال کی عمر سے پہلے چھٹے ہزار میں اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچا چکے تھے اور چھٹے ہزار میں ان کی یہ بعثت بہ قول ان کے رسول اللہ ﷺ ہی کی بعثت ثانیہ تھی جو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، ناقل) مرزا قادیانی کی صورت میں ہوئی۔ وہ یہ وعید سناتے ہیں کہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی چھٹے ہزار میں اس (مفروضہ) بعثت کو جو مرزا قادیانی کی صورت میں ہوئی، نہیں مانتا تو وہ حق کا اور نص قرآنی کا منکر ہے۔ اب ہم قادیانی حضرات سے نہایت ہی ادب سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ کا ظلّ اور بروز ہوکر گیارہ سال کی عمر کے اندر اندر مبعوث ہوکر اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچا چکے تھے؟ اگر وہ انکار کرتے ہیں تو مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق حق کے اور نص قرآنی کے منکر ہوکر کافر ٹھہرتے ہیں۔ اگر وہ اقرار کرتے ہیں تو اولاً صرف گیارہ سال کی عمر تک کسی کا مبعوث ہوکر اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچا لینے کا تصور خاصا مضحکہ خیز ہے۔ ثانیاً یہ خود مرزا صاحب کی اپنی دوسری تصریحات کے خلاف ہے۔ اوپر نمبر شمار ۱ کے تحت مرزا صاحب کی کتب کے حوالوں سے بتایا جا چکا ہے کہ وہ بہ قول خود چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تھے اور بعثت کے بعد دنیا میں

چالیس سال انہیں زندہ رہنا تھا تو وہ گیارہ سال کی عمر سے پہلے کیسے مبعوث ہو گئے؟ اس صورت میں وہ مرزا صاحب کی ان دوسری تصریحات کا انکار کر کے کافر ہو جائیں گے۔ ثالثاً اسی نمبر شمار ا کے تحت لیکچر سیالکوٹ کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے کہ ہزار ششم ضلالت کا دور ہے پس مرزا صاحب کا دور ضلالت کا دور ہوا نہ کہ ہدایت کا، کیوں کہ وہ خطبہ الہامیہ میں کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو چھٹے ہزار میں ماموروں مبعوث ہونا ہے۔ رابعاً اسی نمبر شمار ا کے تحت تحفہ گولڑویہ کی ایک عبارت کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے کہ چھٹا ہزار سال مرزا صاحب کے الہامی اقوال کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ ۱۲۷۲ ہجری تک بنتا ہے۔ اس وقت وہ گیارہ سال کے تھے تو سال پیدائش (۱۲۷۲-۱۱)=۱۲۶۱ ہجری ہوا اور بہ قول خود وہ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے لہٰذا سال بعثت (۱۲۶۱+۴۰)=۱۳۰۱ ہجری ہوا۔ وہ اپنی کتب میں ''غلام احمد قادیانی'' کے بہ حساب ابجد اعداد ۱۳۰۰ سے استدلال بھی کرتے ہیں کہ میں چودھویں صدی ہجری کے سر پر خدائے تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا ہوں (۲۱۸/ الف) اور حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ء ہجری میں مجھے یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو چکا تھا اور ازالہ اوہام کی ایک عبارت کے مطابق ان کی مزعومہ بعثت کا سال ۱۲۷۴ ہجری معلوم ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ اسی نمبر شمار ا کے تحت مذکور ہو چکا ہے۔ چوں کہ ہزار ششم ۱۲۷۲ پر ختم ہوا تھا لہٰذا سال ہائے ہجری ۱۲۷۴، ۱۲۹۰، اور ۱۳۰۱ کا تعلق ہزار ہفتم سے ہوا نہ کہ ہزار ششم سے ہوا۔ ادھر خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب چھٹے ہزار میں مبعوث ہونے اور اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچانے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس تمام مشکل صورت حال سے باہر نکلنے کا واحد اور محفوظ راستہ یہی ہے کہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا تسلیم کر لیں۔ یہ رہے مرزا صاحب کے حسابی الہامات!

۶۔ اوپر نمبر شمار ۵ کے تحت ہم معلوم کر چکے ہیں کہ خطبہ الہامیہ کی رو سے مرزا قادیانی کو چھٹے ہزار میں مبعوث ہونا تھا۔ اب کوئی اور نہیں یہی مرزا صاحب لیکچر سیالکوٹ میں ارشاد فرماتے ہیں ''تمام نبیوں کی متفق علیہ تعلیم ہے کہ مسیح موعود ہزار ہفتم کے سر پر آئے گا۔'' (۲۱۸/ ب) اور ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں وہ لکھتے ہیں ''ازاں جملہ یہ ضرور ہے کہ آنے والا ابن مریم الف ششم (چھٹے ہزار) کے آخر میں پیدا ہوگا'' (۲۱۸/ ج) تحفہ گولڑویہ مرزا صاحب کی ۱۹۰۲ء/ ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے اس میں وہ لکھتے ہیں ''ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے'' (۲۱۹/ الف) چشمہ مسیحی مرزا کی ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ کی تصنیف ہے اس میں وہ لکھتے ہیں ''اب چھٹا ہزار آدم علیہ السلام کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلے کو فتح ہوگی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے'' (۲۱۹/ ب) تحفہ گولڑویہ اور چشمہ مسیحی کی مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ ۱۳۲۴

ہجری میں بھی ابھی چھٹا ہزار ختم نہیں ہوا تھا بلکہ چل رہا تھا اور اس سے پہلے ازالہ اوہام اور لیکچر سیالکوٹ کی عبارتوں میں اوپر بتایا جاچکا ہے کہ مسیح موعود ہزار ہفتم کے سر پر پیدا ہوگا۔ اب اگر فرض کرلیا جائے کہ ہزار ششم جو بہ قول مرزا صاحب ۱۳۲۴ ہجری میں ابھی چل رہا تھا اس دور کا آخری سال تھا تو ظاہر ہے کہ ہزار ہفتم کا آغاز ۱۳۲۵ ہجری سے ماننا ہوگا۔ چوں کہ ہزار ہفتم کے سر پر مسیح موعود کو پیدا ہونا تھا لہٰذا مرزا قادیانی جو مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے محرم ۱۳۲۵ ہجری سے پہلے کسی صورت میں پیدا نہیں ہوسکتے۔ ادھر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک سال اور کوئی چار ماہ کی عمر میں رحلت فرماگئے۔ ابھی انہوں نے اپنی مدت رضاعت بھی پوری نہیں فرمائی تھی کہ وہ ولادت، بعثت اور رحلت کے تمام مراحل سے بہ خیر وخوبی گزر گئے۔ ایسا عجیب وغریب ''معجزہ'' تو کسی نے بھی نہیں دکھایا تھا۔ اسی طرح کے اپنے ''معجزات'' کی بناپر وہ چشمہ معرفت (۱۹۰۸ء) میں لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔'' (۲۱۹/ ج) قادیانی حضرات اگر مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا ''معجزے'' کا انکار کرتے ہیں کہ وہ ایک سال اور چار ماہ کی عمر میں ولادت، بعثت اور رحلت کے تمام مراحل طے کر گئے تھے تو اپنے ''نبی'' کی تصریحات کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ٹھہریں گے اور اگر اقرار کرتے ہیں تو مرزا صاحب کی ان دوسری تصریحات کا انکار کرکے کافر ٹھہریں گے جو اس کے خلاف ہیں۔ بہ الفاظ دیگر جو شخص بھی مرزا صاحب کو سچا سمجھے گا وہ کسی بھی صورت میں کفر سے نہیں بچ سکے گا۔ اس سے نجات کا واحد اور محفوظ راستہ یہی ہے کہ مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھا جائے۔

۷۔ کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''......اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آں حضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم، موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا'' (۲۲۰/ الف) ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں انہوں لکھا ''سلسلہ موسویہ کی آخری خلافت کے بارے میں تورات میں لکھا تھا کہ وہ سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوگا۔ یعنی اس مسیح پر جس کا یہودیوں کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ کے آخر میں چودہ سو برس کی مدت کے سر پر آئے گا'' (۲۲۰/ ب) تحفہ گولڑیہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''تیسری مشابہت حضرت عیسیٰ سے میری یہ ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہوئے جب تک حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی کا ظہور نہیں ہوا۔ ایسا ہی میں بھی آں حضرت ﷺ کی ہجرت سے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہوں'' (۲۲۰/ ج) مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بہ قول خود تیرھویں صدی ہجری کے ختم ہونے پر چودھویں ہجری کی ابتداء میں بالکل اسی

طرح مبعوث ہوئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام مبعوث ہوئے تھے لیکن کوئی اور نہیں یہی مرزا صاحب فتح اسلام (۱۸۹۱ء) میں لکھتے ہیں ''مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا'' (۲۲۱/الف) شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں وہ لکھتے ہیں ''اس لحاظ سے کہ حضرت مسیح حضرت موسی سے چودہ سو برس بعد آئے، یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کا اس زمانے میں ظہور ضروری ہو'' (۲۲۱/ب) ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں وہ لکھتے ہیں ''مسیح اس وقت یہودیوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اُٹھ گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چوداں (مرزا قادیانی نے ایسے ہی لکھا تھا) سو برس بعد تھا'' (۲۲۱/ج) ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو برس بعد یعنی پندرہویں صدی میں ہوا تھا۔ اسی طرح مرزا صاحب جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں، ان کا ظہور بھی رسول اللہ ﷺ کے چودہ سو برس بعد ہونا ضروری ہے۔ یعنی مرزا صاحب کے ان ارشادات ''عالیہ'' اور الہامات ''مقدسہ'' کی رو سے ان کا ظہور چودہ سو برس کے بعد پندرہویں صدی ہجری میں ہونا تھا لیکن وہ غلطی سے ایک سو سال پہلے ہی تشریف فرما ہو گئے۔ ابھی تو پندرہویں صدی ہجری چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے، کہیں مرزا صاحب کا کوئی بروز نمودار نہ ہو جائے۔ آخر ان کے دس لاکھ سے بھی زائد معجزات ونشانات بھی تو پورے ہونے چاہئیں۔ (جل جلالہ)

۸۔ مرزا قادیانی ازالۂ اوہام (۱۸۹۱) میں ایک مقام پر یہ واضح کرتے ہیں کہ پیشین گوئیوں میں لوگوں کے امتحان کے لئے ابہام رکھا جاتا ہے۔ چناں چہ تورات میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو پیشین گوئیاں موجود ہیں ان میں ابہام ہے۔ مرزا قادیانی یہ بھول گئے کہ موجودہ تورات محرف ہے۔ اہل کتاب نے متعلقہ پیشین گوئیوں میں تحریف کی بھرپور کوشش کی ہے۔ خیر ہمیں اس سے غرض نہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو مخلوق کا امتحان مقصود نہ ہوتا اور پیشین گوئی صاف صاف اور کھلے لفظوں میں بیان کی جاتی تو پھر اس طرح بیان کرنا چاہئے تھا ''اے موسیٰ! میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں بنی اسماعیل میں سے ایک نبی برپا کروں گا جس کا نام محمد ﷺ ہوگا''۔ (۲۲۲/الف) ادھر آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''افضل البشر (محمد ﷺ) مسیح سے چھ سو برس پیچھے آیا'' (۲۲۲/ب) اگر اس سے ان کی مراد یہی ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو برس بعد پیدا ہوئے تھے تو چوں کہ آپ پر وحی کا نزول چالیس سال کی عمر میں ہوا تھا اس لئے بعثت محمدی تک یہ مدت چھ

سو چالیس برس ہوئی۔ پس حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی درمیانی مدت (۲۱۰۰۔۶۴۰)=۱۴۶۰ برس ہوئی کیوں کہ بائیسویں صدی کا آغاز ۲۱۰۰ سال پورے ہونے پر ہی ہوسکتا ہے چوں کہ مرزا صاحب اپنی کتب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اپنی مشابہت ثابت کرنے پر بہت زور دیتے ہیں اس لئے اس حساب سے ان کی مزعومہ بعثت ۱۴۶۰ ہجری کے بعد ہونی چاہئے تھی لیکن وہ غلطی سے چودھویں صدی ہجری کے ربیع اول میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اب سال ۱۴۳۳ ہجری جارہا ہے کہیں آج سے کوئی ستائیس سال بعد وہ دوبارہ پیدا نہ ہوجائیں۔ آخر ان کے دس لاکھ سے زائد معجزات کی گنتی کو بھی تو پورا کرنا ہے۔ (جل جلالہ)

۹۔ تذکرہ الشہادتین (۱۹۰۳ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی'' (۲۲۲/ج) راز حقیقت (۱۸۹۸ء) میں وہ لکھتے ہیں ''حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ایک سو بیس برس کی عمر تھی لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ حضرت ممدوح کی عمر تینتیس برس تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بہ فضلہ تعالیٰ نجات پا کر باقی عمر سیاحت میں گزاری'' (۲۲۳/الف) مرزا صاحب کے مذکورہ بیانات میں تناقض واضح ہے۔ پہلے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہ قول مرزا قادیانی واقعہ صلیب کے بعد ایک سو بیس برس عمر پائی۔ چوں کہ ان کے دوسرے بیان کے مطابق مبینہ مصلوبیت کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تینتیس سال تھی لہٰذا اس حساب سے ان کی کل عمر (۳۳+۱۲۰)=۱۵۳ برس ہوئی۔ دوسرے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس برس تھی اور تینتیس برس کی عمر میں مبینہ مصلوبیت سے نجات پا کر (۱۲۰-۳۳)=۸۷ سال کی بقیہ عمر انہوں نے سیاحت میں گزار دی۔ مرزا صاحب یہ بھی لکھتے ہیں ''حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے...... آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی'' (۲۲۳/ب) مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی قطعاً جھوٹا ہے کہ احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہے۔ ابن لہیعہ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے ایک روایت مروی ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی آدھی عمر پاتا ہے اور عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔ ابن لہیعہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق ناقابل اعتماد اور مردود راوی ہے اس لئے اس جھوٹی روایت کو احادیث صحیحہ کے مقابلے میں ہرگز نہیں لایا جاسکتا۔ نیز اگر ہم ہر بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی آدھی عمر پاتا ہے تو رسول اکرم ﷺ کی عمر تو شمسی تقویم کے اعتبار سے ۶۳ برس ہے لہٰذا آپ کے اوپر بیسویں نمبر پر جو نبی ہوگا اس کی

عمر چھ کروڑ ساٹھ لاکھ ساٹھ ہزار دو سو اٹھاسی سال بنے گی اور مرزا صاحب کی عمر ۶۳ سال کا نصف یعنی ساڑھے اکتیس سال بنے گی۔ یوں اصول درایت کی بنا پر بھی یہ روایت قطعاً جھوٹی اور مردود ہے جسے کھلا جھوٹ بولتے ہوئے مرزا صاحب ''احادیث صحیحہ'' قرار دے رہے ہیں۔ اوپر نمبر شمار ۴، اور ۸ میں آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) کے حوالے سے مرزا صاحب کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس بعد تشریف لائے تھے۔ یہ بھی درست نہیں۔ اکثر سیرت نگاروں کے نزدیک آپ ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے گو صحیح عیسوی سال ۵۶۹ء ہے۔ ۵۷۱ عیسوی سالوں کے قمری سال ۵۸۸ بنتے ہیں لیکن مرزا صاحب مدت چھ سو سال بتا رہے ہیں۔ بہ ہر حال جو مدت بھی لی جائے اس کا شمار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ سے ہی ہوگا۔ مرزا قادیانی نے قطعاً جھوٹ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ نہیں اٹھایا گیا تھا بل کہ وہ سری نگر میں ۱۲۰، ۱۲۵ یا ۱۵۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ اگر مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ تک کی مدت کا حساب ان کے مفروضہ سال وفات سے کرتے ہیں تو عیسوی تقویم میں رسول اللہ ﷺ کا سال ولادت (۱۲۰+۶۰۰)=۷۲۰ عیسوی بنے گا جس کا قطعاً غلط ہونا سب ہی کو مسلم ہے۔ پس ہم نے اوپر نمبر شمار ۴ کے تحت مرزا قادیانی کے مزعومہ الہامات کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جو پانچویں ہزار سال کا بیان کیا ہے اسے کسی بھی فاسد تاویل سے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

۱۰۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵) میں اپنے نشانات (معجزات) کی تعداد دس لاکھ سے زائد بیان کی ہے اور اس کے بعد ۱۹۰۷ء میں حقیقت الوحی میں مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۵ء تک تعداد تین لاکھ سے زائد بیان کی۔ (۲۲۳/ج) یعنی درمیانی عرصے میں سات لاکھ معجزات حذف ہوگئے۔ مرزا صاحب بہ قول خود ۱۸۳۹۔۱۸۴۰ میں پیدا ہوئے، چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ چالیس سال قمری لئے جائیں تو عیسوی تقویم میں ایک سال کم ہو جائے گا تو ان کی مزعومہ بعثت کا سال (۱۸۴۰+۳۹=۱۸۷۹) ہوا۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء کی کتاب ہے یعنی (۱۹۰۵۔۱۸۷۹)=۲۶ سالوں میں ان پر دس لاکھ سے زائد معجزات کا ظہور ہو چکا تھا۔ بہ الفاظ دیگر معجزات کی آمد کی سالانہ اوسط (۱۰۰۰۰۰۰ تقسیم ۲۶)=۳۸۴۶۲ فی سال بہ شمول کسر اور روزانہ اوسط (۳۸۴۶۱٫۵۳ تقسیم ۳۶۵٫۲۵)=۱۰۵ معجزات یومیہ بہ حذف کسر ہوئی۔ ادھر تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲) میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا ''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔'' (۲۲۳/د) رسول اللہ ﷺ کا دور رسالت ۲۳ سال کا ہے۔ اس حساب سے آپ کے معجزات کی سالانہ اوسط (۳۰۰۰ تقسیم ۲۳)=۱۳۰٫۴۳،

اور یومیہ اوسط (۴۳ء۱۳۰ تقسیم ۳۶۷۰۶ ، ۳۵۴) = ۳۶ء ۳ ہوئی یعنی اس حساب سے رسول اللہ ﷺ سے تین دنوں میں (۳۶ء۳×۳) = ۰۸ء ۱۰ یعنی بہ حذف کسر ایک معجزے کا ظہور ہوا کرتا تھا جب کہ مرزا قادیانی سے تین دنوں میں (۱۰۵×۳) = ۳۱۵ معجزات ظاہر ہوا کرتے تھے۔ یعنی مرزا قادیانی کا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) درجہ رسول اللہ ﷺ سے بھی کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ اس لئے باقی انبیاء علیہم السلام کس شمار میں آسکتے ہیں۔ چناں چہ چشمۂ معرفت (۱۹۰۸) میں وہ لکھتے ہیں ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشانات دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ (۲۲۴/ الف) مرزا قادیانی نے معجزات کے بارے میں سب انبیاء علیہم السلام کی عموماً اور خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی خصوصاً جو توہین کی ہے اس سے ان کا دماغ بری طرف ماؤف ہوگیا۔ یکم جنوری ۱۹۰۵ سے ۱۶/ جولائی ۱۹۰۶ تک ۵۶۲ دن بنتے ہیں۔ اس زمانے میں مرزا صاحب کے سات لاکھ معجزات ادھر ادھر ہوگئے۔ یعنی معجزات کی آمد تو ایک سو پانچ معجزات یومیہ تھی۔ بعد میں یہ معجزات ان سے (۷۰۰۰۰۰ تقسیم ۵۶۲) = ۵۵ء۱۲۴۵ یعنی بہ شمول کسر ۱۲۴۶ معجزات یومیہ کی اوسط شرح سے جھڑتے چلے گئے (جل جلالہ) جو واقعات خارجی کائنات میں ظہور پذیر ہوچکے ہوں انہیں نظر انداز یا فراموش تو کیا جاسکتا ہے لیکن ان کا واقعات کی فہرست سے خارج ہوجانا سراسر محال اور خلاف عقل ہے لیکن مرزا قادیانی کے اسی طرح کے وہ دلائل ہیں جن کے متعلق وہ مثلاً تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰-۱۹۰۲) میں لکھتے ہیں۔ ''یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بہ شرطے کہ متقی ہو جس وقت ان تمام دلائل میں غور کرے گا تو اس پر روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ میں (مرزا قادیانی) خدا کی طرف سے ہوں۔'' (۲۲۴/ب) مرزا صاحب بالکل بجا فرماتے ہیں اگر مذکورہ عبارت میں ''بہ شرطے کہ متقی ہو'' کی بجائے ''بہ شرطے کہ میری طرح مراقی اور ہیسٹر یائی ہو'' کے کلمات لکھ دیئے جائیں تو پوری عبارت اس لائق ہوجائے گی کہ اسے آب زر سے لکھا جائے۔ اہل باطل کے خلاف ہمارے یہ تمام مباحث قرآن کریم کی اعجازی شان ''برہان القرآن'' کے تحت چلے آرہے ہیں۔ یہودی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ عیسائی تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے سورہ آل عمران میں فرمایا کہ ''اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حال آں کہ تورات اور انجیل اس (ابراہیم) کے بعد اتاری گئیں، تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟'' (۲۲۴/ج) آیت کا مطلب واضح ہے کہ یہودی وہ ہیں جو تورات پر ایمان رکھتے ہوں اور موسوی شریعت پر عمل پیرا ہوں اور عیسائی وہ ہیں جو انجیل

پر ایمان رکھتے ہوں اور عیسوی شریعت پر چلتے ہوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نزول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کا نزول اور ان ہر دو پیغمبروں کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سیکڑوں برس بعد میں جا کر ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہودی یا عیسائی ہونا تو محال اور سراسر خلاف عقل ہے۔ یوں قرآن کریم کے استدلال (برہان القرآن) کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اہل باطل کی توجہ ان کی خلاف عقل باتوں کی طرف دلائی جائے جن کا جھوٹا ہونا بالکل بدیہی ہے۔ اسی انداز کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم قادیانی حضرات کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی انتہائی مضحکہ خیز اور خلاف عقل باتوں کی طرف مبذول کرا رہے ہیں جن سے مرزا جی کا جھوٹا ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ مرزا صاحب کے اقارب واحباب کا فرض تھا کہ مراق اور ہیسٹریا جیسے خطرناک ذہنی امراض میں مبتلا ایسے شخص کا مناسب علاج ذہنی امراض کے کسی اچھے شفاخانے میں کراتے لیکن سخت حیرت ہے کہ انہوں نے ذہنی طور پر معذور مرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی وغیرہ وغیرہ سمجھ لیا۔ وہ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ دور حاضر کے قادیانیوں کو حقائق کو پہچاننے اور انہیں قبول کرنے میں کوئی تاخیر نہیں کرنی چاہئے کہ اسی میں ان کا اخروی مفاد مضمر ہے۔

۱۱۔ مرزا قادیانی کی ''روحانی شماریات اور حسابی الہامات'' اور ان سے لازمی طور پر برآمد ہونے والے مضحکہ خیز اور دلچسپ نتائج کے چند نمونے قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کا مراق وہسٹیریا جیسے ذہنی امراض میں مبتلا ہونے کا اپنا اعتراف واقرار سو فیصد درست ہے۔ ان کے ان ذہنی امراض سے شیاطین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳) میں لکھا ہے **ومن تفوہ بکلمۃ لیس لہ اصل صحیح فی الشرع ملھما کان او مجتھدا فان الشیاطین فیہ متلاعبۃ** (۲۲۵/الف) یعنی ''جو شخص اپنے منہ سے ایسی بات کہے کہ اس کی کوئی صحیح اصل شرع میں موجود نہ ہو تو وہ خواہ ملہم (الہام پانے والا شخص) ہو یا مجتہد ہو، اس کے اندر شیاطین کھیل رہے ہوتے ہیں''۔ مرزا صاحب کے متناقض کلام اور سراسر خلاف عقل اور مضحکہ خیز الہامات کی بھلا شریعت میں کیا اصل اور بنیاد ہو سکتی ہے پس وہ اپنی تحریر کی رو سے شیاطین کا محبوب کھلونا بنے ہوئے تھے۔ ورنہ اگر ان (مزعومہ) حسابی الہامات اور مبینہ روحانی شماریات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جس طرح مرزا صاحب کے انگریزی الہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی انگریزی چوتھی یا پانچویں جماعت کے بچے کی انگریزی سے بھی بہت کم زور ہے اسی طرح وہ حساب میں بھی (معاذ اللہ) بہت ہی کم زور ہے۔ مرزا صاحب جس طرح کے متنبی تھے اسی طرح کا ان کا خدا تھا۔ جن دنوں مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے انہوں نے مختاری کے امتحان کی تیاری

شروع کر دی۔ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اس سلسلے میں سیرۃ المھدی میں لکھا ہے ''چوں کہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔ ہر کسے را بہ ہر کارے ساختند'' (۲۲۵/ب) مرزا صاحب تو پھر بھی مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے۔ ان پر نازل ہونے والے شیطانی الہامات سے خدا کا جو تصور ذہن میں ابھرتا ہے اس کے مطابق مرزا قادیانی کا خدا پانچویں جماعت کے باقی مضامین میں پاس بھی ہو جاتا تو بھی وہ انگریزی اور ریاضی میں تو ضرور فیل ہو جاتا۔ **سبحانہ و تعالیٰ عما یقولون علوا کبیراً** (۲۲۵/ج) ''جو کچھ یہ لوگ (زبان قال یا زبان حال سے) کہتے ہیں وہ (اللہ) اس سے پاک اور بہت بلند ہے'' مرزا بشیر احمد کے بہ قول ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کسی بڑے کام کے لئے پیدا ہوئے تھے اسی لئے وہ مختاری کا امتحان پاس نہ کر سکے۔ وہ بڑا کام یہی تھا کہ وہ ابلیس اور اس کے ساتھی شیاطین کا محبوب کھلونا بنے ہوئے تھے وہ مرزا صاحب کے ساتھ اپنی چھیڑ چھاڑ سے خوب لطف اندوز ہوا کرتے تھے ورنہ دل نہیں مانتا کہ شیاطین بھی انگریزی اور حساب میں قابل رحم حد تک کم زور ہوں۔ اگر مرزا صاحب مختاری کے امتحان میں کام یاب ہو کر کسی کام پر لگ جاتے تو شیاطین نے انہیں کھلونا بنا کر جو فتنہ برپا کیا، لوگ اس سے محفوظ رہتے لیکن اگر یا مگر سے تاریخ نہیں بنتی۔ ابلیس نے مرزا صاحب کو یہ دھوکہ دے رکھا تھا کہ میں تیرا خدا ہوں جو تجھ پر وحی نازل کر رہا ہوں۔ وہ انہیں بہت اونچی پرواز پر لے جاتا تھا۔ اسی طرح کی ایک پرواز اور مراقی کیفیت میں انہوں نے یہ دعویٰ کر ڈالا

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام
دادآں جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
(۲۲۶/الف)

یعنی ''اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ خدا نے جو پیالہ ہر نبی کو دیا ہے، ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔ میری آمد کی وجہ سے ہر نبی

زندہ ہوگیا، ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے''۔ جب شیطان نے خدا بن کر مرزا صاحب کو یقین دلایا کہ تم سب نبیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہو تو وہ انہیں اگلی پرواز پر لے گیا کہ یہ نبوت و رسالت وغیرہ تو کوئی چیز نہیں تم تو میرے انتہائی مقرب ہو۔ تم بڑے حوصلہ مند اور باہمت ہو۔ تمارا مقام اور تمہاری پرواز مخلوق سے بہت بہت بلند ہے بل کہ تم یقین کرلو کہ تم خدا ہی ہو۔ مرزا صاحب کو خیال گزرا کہ میں خدا کیسے ہوسکتا ہوں مجھ سے غلطی بھی ہوجاتی ہے اور کبھی کام درست بھی ہوجاتا ہے جیسے کبھی بگڑ بھی جاتا ہے۔ اس پر شیطان نے اپنے آپ کو خدا ظاہر کرکے ان پر اس طرح کی وحی اُتاری: **انی مع الاسباب اٰتیك بغتته انی مع الرسول اخطی واصیب انی مع الرسول محیط** یعنی میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ میں خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں''۔ (۲۲۶/ب) شیطان نے مذکورہ وحی میں مرزا صاحب کو سبق پڑھایا کہ جب میں خدا بھی کبھی غلطی کرتا ہوں اور کبھی درست کام کرتا ہوں تو تم کیوں گھبرا رہے ہو؟ شیطان مرزا صاحب کو اس سے بھی اونچی پرواز پر لے گیا تو اس نے اپنے آپ کو خدا ظاہر کرکے ان پر یہ شیطانی وحی اتاری ''یعنی'' تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے''۔ (۲۲۶/ج) **یا قمر یا شمس انت منی وانا منك** یعنی اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے''۔ (۲۲۷/الف) **یحمداللہ من عرشه ویمشی الیك** خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے''۔ (۲۲۷/ب) ''میں نے تجھ سے ایک خرید وفروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی، تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔ (۲۲۷/ج) شیطان نے اپنے آپ کو خدا ظاہر کرکے مرزا صاحب سے کچھ ایسے تعلقات قائم کرلئے جن کا ذکر ان کے ایک مخلص عقیدت مند قاضی یار محمد نے یوں کیا ہے ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے''۔ (۲۲۸/الف) مرزا صاحب کو حاملہ ہونے کا بھی بہت شوق تھا اس لئے انہیں یہ شیطانی الہام ہوا ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بل کہ وہ بچہ ہوگیا، ایسا بچہ جو بہ منزلہ اطفال اللہ ہے''۔ (۲۲۸/ب) شیطان کے زیر تصرف اس طرح کی اونچی پروازوں سے مرزا صاحب جب زمین پر واپس اُترتے تو بہ جا طور پر یہ محسوس فرماتے کہ پیش پا افتادہ تلخ حقائق

حسب معمول ان کا منہ چڑا رہے ہیں۔ ان کی بدقسمتی یہ تھی کہ اس مایوسی میں وہ شیطان کے جال سے باہر نکلنے کی بہ جائے اسے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ سمجھتے ہوئے اس سے مزید توقعات وابستہ کر لیتے۔ اس طرح کے لمحات میں شیطان خدا بن کر مرزا صاحب کو یوں تسلی دیتا **انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون** کہ تیرا معاملہ تو اب یہ ہے کہ تو جس چیز کا ارادہ کرے تو بس اسے یہ کہہ دے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔'' (۲۲۸/ج) اس نے مرزا صاحب سے شیطانی الہامی کلام میں یہ دعویٰ بھی کرا دیا ''مجھے مُردوں کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کی قدرت دی گئی ہے''۔ (۲۲۹/الف) مرزا صاحب جب محسوس فرماتے کہ خدا سے اتنے ڈھیر سارے تعلقات اور صاحب کُن فیکون ہونے کے باوجود میرے معاندین ومخالفین خوب پھل پھول رہے ہیں اور میری جگ ہنسائی اور توہین وتذلیل میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں تو سخت مایوسی کی حالت میں اپنے آپ کو یوں سمجھتے ''کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں = ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' (۲۲۹/ب) اس مایوسی میں وہ خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں مذکور اس طرح کی شیطانی وحی کو بھول جاتے۔ ''میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں...... میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے'' (۲۲۹/ج) اس طرح کے مواقع پر شیطان مرزا صاحب کو یوں تسلی دیتا کہ یار! اپنے آپ کو اتنا کیوں گرا رہے ہو کہ بشر کی جائے نفرت بننے پر تیار ہو گئے ہو۔ شاباش! اوپر اٹھو اور پرواز کرتے چلے جاؤ اور اپنے مخالفین و معائدین سے کہہ دو ''میرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ہے''۔ (۲۳۰/الف) شیطان خدا بن کر مرزا صاحب کو تسلی دیتا کہ میں گو خدا ہوں اور تو میرا رسولؐ ہے لیکن میں تیری خاطر عبوری مدت کے لئے خدائی تیرے حوالے کرنے پر بھی بہ خوشی تیار ہوں بس گھبرائیے نہیں۔ مرزا صاحب اس طرح کی مزعومہ الہامی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں **رأیتنی فی المنام عین الله فتیقنت اننی هو...... فخلقت السموت والارض فقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح...... وکنت اتیقن ان جوارحی لیست جوارحی بل جوارح الله تعالیٰ** یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں تو میں نے یقین کر لیا کہ واقعی میں اللہ ہوں......تو میں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا پھر میں نے کہا کہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا...... اور میں یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بل کہ اللہ کے اعضا ہیں......''۔ (۲۳۰/ب) جب مرزا صاحب اس طرح کی اونچی شیطانی کیفیات سے باہر آتے اور ان کے ہوش وحواس کچھ بحال ہوتے تو وہ یہ دیکھتے کہ زمینی حالات جوں کے توں ہیں مثلاً میرا بہت بڑا دشمن اور میرا رقیب مرزا سلطان محمد تو میری آسمانی منکوحہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ پر بدستور قابض اور

متصرف ہے۔ وہ یہ دیکھ کر خون کے آنسو روتے کہ اس محمدی بیگم سے تو میرا ''پسر موعود'' پیدا ہونا تھا لیکن مرزا سلطان محمد میری چھاتی پر مونگ دل رہا ہے کہ محمدی بیگم سے اس کے بچے دھڑا دھڑ پیدا ہوئے جا رہے ہیں اور مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی ابھی تک نہیں مرا اور ڈاکٹر عبدالحکیم آف پٹیالہ بھی کسی طرف نہیں لگا اور مثلاً مولوی عبدالحق غزنوی بھی مجھ سے مباہلے کے باوجود اسی طرح دندناتا پھر رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مایوسی کی اس طرح کی کیفیات میں شیطان خدا بن کر پھر مرزا صاحب کو جھوٹی تسلی دیتا رہتا تھا۔ مثلاً اس نے ان پر یہ شیطانی وحی بھیجی انی مهین من اراد اهانتك ''میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا۔'' (۲۳۰/ج) جو مخالفین بہ قضائے الٰہی اپنی طبعی موت سے ہم کنار ہوتے تو شیطان مرزا صاحب کے دل میں یہ بات ثبت کر دیتا کہ یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہو رہا ہے بل کہ دنیا میں زلزلے، بارشیں، طوفان اور وبائیں تیری صداقت پر بڑی پختہ دلیل ہیں۔ انجیل متیٰ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو یہ فرمایا تھا کہ قیامت کے قریب جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے تو جگہ جگہ زلزلے اور قحط پڑیں گے اور قوموں اور سلطنتوں کی باہم لڑائیاں ہوں گی یعنی یہ مصائب وحوادث مسیحیت و نبوت کے جھوٹے مدعیان کی نحوست سے لوگوں کو پیش آئیں گے لیکن شیطان نے مرزا صاحب کو پختہ یقین دلا رکھا تھا کہ تم سچے مسیح اور سچے نبی ہو اور تمہارا انکار کرنے کی وجہ سے لوگوں پر یہ آفات نازل ہو رہی ہیں۔ یوں شیطان مرزا صاحب کو مایوسی کے عالم سے اچھی توقعات کی خیالی دنیا میں لے آتا۔ **یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطن الا غرورا** (۲۳۱/الف) یعنی ''وہ (شیطان) ان سے وعدے کرتا اور انہیں تمنائیں دلاتا ہے اور شیطان تو ان سے محض دھوکے کے وعدے کر رہا ہوتا ہے''۔ اپنی زندگی کے آخری زمانے میں اسی طرح کی ایک کیفیت میں شیطانی تحریک پر مرزا صاحب اپنے دو بڑے حریفوں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن آف پٹیالہ سے سینگ لڑا بیٹھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے ۲۱ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ کہا تھا کہ مرزا مسرف، کذاب اور دجال ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال ہے (۲۳۱/ب) مرزا صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی اس پیشین گوئی کو مسترد کر دیا تو ڈاکٹر صاحب نے اپنی پہلی پیشین گوئی میں ترمیم کرتے ہوئے کہا کہ مرزا یکم جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ کے اندر بہ سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا''۔ اس پر شیطان نے خدا بن کر مرزا صاحب پر یہ وحی بھیجی ''میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے''۔ (۲۳۱/ج) چوں

کہ شیطانی وعدے محض فریب ہوتے ہیں اور زندگی اور موت کے فیصلے شیطان کے ہاتھ میں نہیں بل کہ اللہ کے اختیار میں ہیں اس لئے مرزا صاحب شیطانی وحی کو ربانی وحی سمجھ کر دھوکہ کھا گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی مقررہ میعاد کے اندر مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہاں ڈاکٹر عبدالحکیم کا کوئی کمال نہیں بل کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی دیگر بڑی بڑی پیشین گوئیوں کی طرح اپنی عمر کے بڑھ جانے کی پیشین گوئی کو بھی جھوٹا کرنا تھا سو کر ڈالا تا کہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے اور وہ اچھی طرح یہ سمجھ لیں کہ مرزا صاحب پر ربانی وحی کا نہیں بل کہ شیطانی وحی کا نزول ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے آخری فیصلہ چاہا تھا کہ مجھ میں اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں یوں فیصلہ فرما دے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی ہیضے اور طاعون وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے۔ (۲۳۲/ الف) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ چناں چہ وہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء/ ۲۴ رربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری کو بروز منگل بہ مرض ہیضہ فوت ہو گئے۔ مولانا امرتسریؒ نے ان کے بعد چالیس برس تک زندہ رہ کر ۱۹۴۸ء میں انتقال فرمایا۔

۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی اخلاقیات

الف: بہ حوالہ ''مرزا قادیانی کی دریدہ دہنی

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن (۱۹۰۳ء) میں لکھا ہے **وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم** ومرا از ہر گونہ بہ سب وشتم یاد کردند پس جواب آں دشنام ہا ندادم (۲۳۲/ب) یعنی ان (علماء) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دی ہیں مگر میں نے انہیں ان گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیا''۔ اربعین (۱۹۰۰ء) میں انہوں نے لکھا ہے ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا'' (۲۳۲/ج)۔ مرزا قادیانی نے اگر یہ سب کچھ جھوٹ لکھا ہے تو جھوٹا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر کہا جائے کہ سچ لکھا ہے تو اس قول کی بھرپور تردید ان کی اس غلیظ بدزبانی اور خبیث فحش گوئی سے ہوتی ہے جس کی بدبودار غلاظت ان کی کتب میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔ مجبوراً چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۱ء) میں لکھا ہے ''یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ مگر یہ (علماء) خالی گدھے ہیں۔ یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو'' (۲۳۳/ الف)۔

۲۔انجام آتھم (۱۸۹۱ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''اے بدذات فرقۂ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔(۲۳۳/ب)۔

۳۔مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ کو مرزا قادیانی نے عربی اشعار میں خوب جی بھر کر فحش گالیاں دیں۔ ان اشعار کا فارسی ترجمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں اور اردو ترجمہ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں کیا ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی میں یہ ترجمہ یوں دیا گیا ہے ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔سفیھوں کا نطفہ،بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔ایک عربی شعر یوں ہے اذیتنی خبثا فلست بصادق = ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء،اس کا فارسی ترجمہ انجام آتھم میں یوں کیا ہے مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری (۲۳۳/ج) اردو ترجمہ تتمہ حقیقۃ الوحی میں یوں کیا ہے ''تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو''۔(۲۳۴/الف) پس ابن البغاء کا ترجمہ ''نسل بدکاراں) یعنی کنجری کی اولاد خود مرزا قادیانی نے کیا ہے جو کسی تاویل کا متحمل نہیں۔ انہوں نے اپنی متعدد تصانیف میں ''بغایا'' کا ترجمہ بدکار عورتیں ہی کیا ہے مثلاً نور الحق (۱۸۹۳ء) میں انہوں نے لکھا ہے **واعلم ان کل من هو من ولد الحلال ولیس من ذریة البغایا ونسل الدجال فیفعل امرا من امرین** اور جاننا چاہئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا''۔(۲۳۴/ب) حجۃ اللہ (۱۸۹۷ء) میں مولانا عبد الحق غزنویؒ کو یہ گالی دیتے ہوئے خود ہی اس کا ترجمہ بھی کیا ہے **رقصت رقص بغیة فی مجالس** ''تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا'' (۲۳۴/ج) اور مثلاً **الهدیٰ والتبصرة لمن یریٰ** (۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ''**کانهم وقفوا ابدانهم وقواهم علی البغایا**......گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور قوت کو بدکار عورتوں پر وقف کر رکھا ہے''۔(۲۳۵/الف)

۴۔آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں مرزا صاحب نے سب مسلمانوں کو ذریۃ البغایا (بدکار عورتوں کی اولاد) والی اپنی محبوب گالی یوں دی ہے **تلك کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم الله علی قلوبهم فهم لا یفقهون**۔(۲۳۵/ب) مرزا قادیانی کی کتب سے مذکورہ مثالوں کے مطابق اس عبارت کا ترجمہ یوں ہے۔''ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے

ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے نہیں مانتے‘‘

۵۔ نجم الھدیٰ (۱۸۹۸ء) میں اپنے مخالفین کو مرزا جی یوں گالی دیتے ہیں ان العدا صاروا خنازیر الفلاء = ونساء ھم من دونھن الا کلب ۔دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔(۲۳۵/ج)

۶۔ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مرزا قادیانی نے اپنے مخالف مولویوں کے متعلق لکھا ’’بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اندر رکھتے ہیں یہ دل کے مجذوب اور اسلام کے دشمن ہیں۔ دنیا میں سب جان داروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتے ہیں۔اے مردار خور مولویو اور گندی روحو......اے اندھیرے کے کیڑو!‘‘۔(۲۳۶/الف)

۷۔ اسی ضمیمہ انجام آتھم میں مولانا عبدالحق غزنویؒ کو مرزا قادیانی نے یوں یاد کیا ’’عبدالحق غزنوی بار بار کہتا ہے کہ آتھم والی پیش گوئی میں پادریوں کی فتح ہوئی۔ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت، پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور تیرا بھی......اے خبیث کب تک تو جئے گا...... خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیھم لعان لعن اللہ الف الف مرۃ۔ان پر خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے برسیں۔اے پلید دجال! تعصب نے تجھ کو اندھا کردیا......اے کسی جنگل کے وحشی......تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا۔اے بدذات خبیث، دشمن اللہ اور رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف کی مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا‘‘۔(۲۳۶/ب)

۸۔ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے متعلق مرزا نے نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں لکھا ’’کذاب، خبیث، مزوّر، بچھو کی طرح نیش زن۔اے گولڑہ کی سرزمین، تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی‘‘۔(۲۳۶/ج)

۹۔چشمہ معرفت (۱۹۰۸ء) میں مرزا نے لکھا ’’آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے۔(سمجھنے والے سمجھ لیں)‘‘۔(۲۳۷/الف)

۱۰۔آریہ دھرم (۱۸۹۵ء) میں ہندو لالہ جی کے بارے میں مرزا قادیانی نے یوں فحش گوئی سے کام لیا ’’لالہ دیوث بولے اگر حمل خطا ہوگیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلے میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلالوں گا۔عورت نہایت غصے سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کرسکا تو پھر کیا کرے گا۔لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلالاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیل سنگھ، نہلا سنگھ،

بوٹہ سنگھ، جیون سنگھ، صوبا سنگھ، خزاں سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اسی محلے میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ میرے کہنے پر یہ سب حاضر ہو سکتے ہیں''۔(۲۳۷/ب)
مرزا قادیانی کی مذکورہ طرز کی عبارتوں پر غور کیجئے۔ یہ غلیظ اور فحش زبان استعمال کرنے کے باوجود وہ ڈنکے کی چوٹ یہ شرم ناک جھوٹ بھی بول رہے ہیں کہ میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔

ب: بہ حوالہ مکافات عمل

مرزا قادیانی کو اس دریدہ دہنی اور فحش پسندی کی نقد سزا دنیا میں بھی یہ ملی کہ انہوں نے جن برے القاب اور گالیوں سے اپنے مخالفین کو نوازا، اپنی ہی تحریروں سے انہوں نے یہ سب کچھ اپنے اوپر ہی بہ خوبی چسپاں کرلیا۔ آخرت کا معاملہ الگ ہے۔ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ کے ساتھ اپنے نکاح کی پیشین گوئی کے بارے میں اپنے ایک اشتہار میں کہا ''اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں''(۲۳۷/ج) اسی پیشین گوئی کے سلسلے میں اپنے مخالفین کے متعلق مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا ''چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوھری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے''۔(۲۳۸/الف)۔
محمدی بیگم کا مرزا صاحب سے تادم آخر نکاح نہ ہوا۔ اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنے اس کامیاب رقیب کے تین سال کے اندر مرنے اور اس کی بیوی محمدی بیگم کے بیوہ ہو کر اپنے نکاح میں آنے کی پیشین گوئی داغ دی اور انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا...... ''۔(۲۳۸/ب) اسی کتاب میں انہوں نے مزید لکھا ''یاد رکھو اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی مرزا سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوی محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں''۔(۲۳۸/ج) انہوں نے اپنے ایک

اشتہار میں اپنی ان پیش گوئیوں کے بارے میں یوں لکھا ''اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خداوند قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کا آخری اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں''۔ (۲۳۹/الف) مرزا صاحب کی اپنے کام یاب رقیب مرزا سلطان محمد اور محمدی بیگم کے متعلق ساری زور دار پیش گوئیاں پانی کا بلبلہ ثابت ہوئیں۔ وہ مئی ۱۹۰۸ء میں قبر میں اتر گئے۔ مرزا سلطان محمد کا انتقال ۱۹۴۸ء میں اور محمدی بیگم کا نومبر ۱۹۶۶ء میں لاہور میں ہوا۔ مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کیجئے۔ انہوں نے اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو نادان، بدگوھر، احمق، سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے والا، نہایت ہی صفائی سے ناک کٹوانے والا، بیوقوف جس کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہ ملی، منحوس چہرے والا، جس کا چہرہ بندروں اور سوروں کی طرح ہو گیا، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، جھوٹا، ہر ایک بد سے بدتر، خبیث مفتری قرار دے ڈالا۔ وہ ان لوگوں کو جو ان پر ایمان نہیں لائے اور جنہوں نے ان کی کتابوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا کنجریوں کی اولاد کہتے رہے۔ لیکن مثلاً خود ان کا اپنا بیٹا فضل احمد جو ان کی پہلی بیوی حرمت بی بی سے پیدا ہوا تھا ان پر ایمان نہیں لایا تھا اور اسی کی پاداش میں انہوں نے اپنے اس بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھایا لہٰذا وہ بھی اپنے باپ مرزا قادیانی کی تحریر کی رو سے کنجری کی اولاد قرار پاتا ہے پس کنجر بیٹے کا باپ مرزا قادیانی بھی اپنی ہی تحریر کی زد میں آ کر خود بھی کنجر ہی ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنی طرف سے تو ان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا وہ خود ہی اپنی قلم کے آپ اسیر ہیں۔ ہم نے ''جھوٹ کی فصل'' کے تحت مباحث میں مرزا صاحب کے جھوٹوں کا انبار لگا دیا ہے۔ جھوٹ کے متعلق وہ مثلاً اپنی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھتے ہیں ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے'' (۲۳۹/ب) شحنۂ حق میں مرزا صاحب نے لکھا ''وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں''۔ (۲۳۹/ج) اب دیکھئے مرزا سلطان محمد کے مرنے اور محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئیوں میں مرزا صاحب نے خدا پر جھوٹ باندھ کر یہ کہا تھا کہ یہ خدا کی وحی ہے، یہ خدا کی باتیں ہیں جو ٹلتیں نہیں، بدلتی نہیں، یہ تقدیر مبرم یعنی پکی اور قطعی تقدیر ہے۔ اگر یہ پیشین گوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو محمدی بیگم ضرور بالضرور ان کے نکاح میں آ جاتی۔ سورہ ابراہیم میں ہے کہ ''تو ہرگز یہ

خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے کیئے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا، بے شک اللہ بڑا ہی زبردست ہے (اور) انتقام لینے والا ہے" (۲۴۰/الف) پس مرزا صاحب نے اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو بدذات، کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر، کنجر، ولدالزنا، بے شرم وغیرہ بھی ٹھہرالیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے مرزا صاحب کی چپقلش چلی تو انہوں نے اشتہار "خدا سچے کا حامی ہو" میں لکھا "اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اس کے عظمت وجلال سے بے خوف ہو کر بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا کہ لوگ میرے فتنے سے نجات پاویں۔ اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔" (۲۴۰/ب) چشمہ معرفت (۱۹۰۸ء) میں مرزا صاحب نے لکھا "آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد کرے گا" (۲۴۰/ج) خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس نے مرزا قادیانی کو اس وقت کے اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا مقام بنا دیا اور انہیں اس دار فانی سے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اٹھالیا اور انہیں پوری طرح جھوٹا کر دیا۔ مرزا صاحب کی مذکورہ بالا متعلقہ عبارتوں پر غور کیجئے۔ انہوں نے اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو کذاب، خدا پر پچیس برس سے دن رات افترا کرنے والا، لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریقے سے کھانے والا، خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی سے دکھ دینے والا، تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق فتنہ جو، جھوٹا ہونے کی وجہ سے خدا کی مدد سے محروم رہنے والا وغیرہ ثابت کر ڈالا۔

مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنے اشتہار میں لکھا "میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا......اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا تعالیٰ کے مکالمے اور مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح

موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے...... پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بل کہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بل کہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک......! اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کی اختراع ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات اختراع کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بل کہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بہ جز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین...... وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے...... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجے کا بدآدمی ہے...... اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک، تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ **ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين**۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔'' (۲۴۱/الف) اس کے بعد ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو قادیانی اخبار البدر میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا۔ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بل کہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔'' (۲۴۱/ب) ہم گزشتہ مباحث میں ''شیطانی وحی کی بارش'' کے عنوان کے تحت بہ حمد اللہ ناقابل تردید دلائل سے ثابت کرچکے ہیں کہ مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی یقیناً شیطانی وحی

تھی۔ شیطان دھوکے باز ہے اور عین آخری وقت میں ساتھ چھوڑ دیا کرتا ہے۔ شیطان نے سوچا کہ اب مرزا قادیانی کو مزید منہ لگانے کی ضرورت باقی نہیں میرا مشن مکمل ہوگیا ہے تو اس نے جو آخری وحی ان پر اتاری اس کی تفصیل قادیانی اخبار الحکم نے یوں بیان کی ہے۔ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) ۲۶/اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بہ وقت چار بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔ ''مباش ایمن از بازی روزگار۔'' اس وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو اس لئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔'' (۲۴۱/ج) مرزا قادیانی اور ان کے عقیدت مند شیطانی وحی کو بدقسمتی سے ربانی سمجھتے رہے۔ مرزا قادیانی نے چوں کہ آخری فیصلے کے لئے اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعا مانگی تھی لہٰذا وہ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل لاہور میں بہ مرض ہیضہ فوت ہوگئے۔ موت سے پہلے انہوں نے رات کے وقت اپنے خسر میر ناصر نواب قادیانی سے کہا تھا۔ ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' میر صاحب کا بیان ہے کہ جب رات کو مرزا صاحب کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے بتایا کہ۔ ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' اس کے بعد بہ قول میر صاحب مرزا قادیانی نے کوئی صاف بات نہیں کہی اور اگلے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ (۲۴۲/الف) کوئی شخص واقعی مظلوم ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے ظالم کے خلاف نہایت ہی دردمندانہ لہجے میں دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس ظالم سے کبھی نہیں پوچھا کرتا کہ تو مظلوم کی اپنے خلاف بددعا پر راضی ہے یا نہیں اور کیا تجھے پسند ہے یا نہیں کہ میں مظلوم کی دعا کو قبول کر لوں۔ لہٰذا یہاں یہ عذر لچر اور مضحکہ خیز ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا صاحب کی اس دعا کو رد کر دیا تھا یا انہوں نے مرزا صاحب سے مباہلے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں دعا میں دور دور تک کسی مباہلے کا کوئی ذکر نہیں بل کہ یہ ان کی بہ زعم خویش ظالم کے خلاف یک طرفہ بددعا ہے۔ یہاں درحقیقت مرزا قادیانی ہی ظالم تھے لیکن شیطانی وحی کے تحت وہ اپنے آپ کو ناحق مظلوم قرار دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت سے ہم کنار کر کے حق و باطل میں مزید فیصلہ فرما دیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیانی کی موت کے بعد کوئی چالیس برس تک زندہ رہے اور قادیانیت کے خلاف خوب سرگرم رہے۔ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا دعا کے مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہی قلم سے اپنے متعلق اللہ تعالیٰ سے جو فیصلہ کرالیا اس کے مطابق مرزا صاحب واقعی کذاب، مفتری، مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں ہی ہلاک ہونے کے لائق، جھوٹا مسیح، مفسد، دن رات اللہ پر افترا کرنے والا طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلک امراض سے نابود ہونے کے لائق، تمام دنیا سے بدتر، چور، ڈاکو، ٹھگ، دکان دار، نہایت درجے کا بدآدمی،

جس کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں تھا، وغیرہ بہ خوبی ثابت ہو گئے۔ اب غور کیجیے کہ امت مسلمہ جو خیر الامم اور امت مرحومہ ہے، اسے مرزا قادیانی نے کنجریوں کی اولاد کہا، اہل حق علماء جو عقیدہ ختم نبوت کے پر جوش محافظ اور جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی کے جھوٹ اور فریب کو طشت از بام کرنے والے تھے، انہیں مرزا قادیانی نے ملعون قرار دیا اور ان کے خلاف دریدہ دہنی اور فحش گوئی سے کام لیا تو یہ سب کچھ خود ان ہی پر ان کے اپنے ہی قلم سے پلٹ گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب خود مرزا صاحب سے ہی سنئے۔ وہ چشمہ معرفت (۱۹۰۸ء) میں لکھتے ہیں۔ ''تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔'' (۲۴۲/ب) یہاں مرزا صاحب نے لفظ ''مشاہدہ'' کی بجائے ''تجربہ'' لکھا ہے۔ انہیں واقعی اس کا تجربہ ہو گیا کہ ختم نبوت کے عقیدے کے سچے محافظ ہی اللہ کے پیارے ہیں اور انہوں نے ان سچے لوگوں کے خلاف جس بدزبانی سے کام لیا تھا تو اس بدزبانی کی چھری ان کی اپنی گردن پر پھر گئی۔ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح کی فحش گوئی، فحش پسندی، دریدہ دہنی اور بدزبانی کے مرزا قادیانی مرتکب ہوئے تو کیا ایسا شخص شریف انسان کہلانے کے لئے لائق ہے چہ جائے کہ اسے امام زماں یا مہدی دوراں قرار دیا جائے؟ اس سوال کا جواب بھی مرزا قادیانی کے اپنے ہی قلم سے شاید قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے میں مددگار ثابت ہو۔ وہ اپنی کتاب ضرورۃ الامام (۱۸۹۸ء) میں ارشاد فرماتے ہیں، خوب غور سے پڑھئے۔ ''چوں کہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجے کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا کہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہو سکتا۔'' (۲۴۲/ج) ضمیمہ اربعین نمبر ۴ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔'' (۲۴۳/الف) کشتی نوح (۱۹۰۲ء) وہ لکھتے ہیں۔ ''کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (۲۴۳/ب) براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں انہوں نے لکھا: ''گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو۔ کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار۔'' (۲۴۳/ج) مرزا قادیانی کے قول و فعل میں زبردست تضاد پر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو ان کا جھوٹا مسیح، جھوٹا نبی اور جھوٹا امام زماں ہونا اظہر من الشمس ہے۔

ج: بہ حوالہ ''مرزا غلام احمد قادیانیوں کی غیر محرم خواتین کی طرف رغبت''

۱۔مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں ایک خاتون بھانو کے متعلق لکھا ہے۔ ''ایک اور عورت مسماۃ بھانو رات کو مرزا صاحب کو دبا رہی تھی اور اسے پتہ نہ تھا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بل کہ پلنگ کی پٹی ہے۔مرزا صاحب نے اسے کہا، بھانو! آج بڑی سردی ہے۔بھانو کہنے لگی جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔'' (۲۴۴/الف)

۲۔اسی سیرۃ المہدی میں عبدالستار شاہ کی بیٹی زینب کا بیان یوں مرقوم ہے۔''میں تین ماہ کے قریب حضرت کی خدمت میں رہی ہوں۔گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اس طرح کی خدمت کرتی تھی۔بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھے پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکاوٹ و تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی بل کہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بل کہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا......حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔(۲۴۴/ب)

۳۔پندرہ سالہ لڑکی مسماۃ عائشہ مرزا صاحب کے پاؤں دبایا کرتی تھی۔قادیانی اخبار الفضل میں ہے۔''حضور کو مرحومہ کی خدمت بہت پسند تھی۔حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا، اللہ تجھے اولاد دے۔حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے۔ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔'' (۲۴۴/ج)

۴۔میاں ظفر احمد کپورتھلوی جو مرزا قادیانی کے عقیدت مند تھے، ان کی بیوی فوت ہوگئی اور وہ دوسری شادی کرنا چاہتے تھے۔سیرۃ المہدی میں ہے کہ مرزا صاحب نے ان سے کہا۔''ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں۔آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کردی جائے۔'' چناں چہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔چناں چہ میاں ظفر احمد نے انہیں دیکھ لیا۔'' (۲۴۵/الف)

۵۔سیرۃ المہدی میں مائی رسول بی بی کا بیان مرقوم ہے۔''ایک زمانے میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔یہ پہرہ ساری ساری رات جاری رہتا اور بسا اوقات حضرت سوتے سوتے ہی باتیں کرتے تھے۔'' (۲۴۵/ب)

۶۔ مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی محمدی بیگم بالکل نوعمر دوشیزہ تھی۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ کر دیا کہ خدا نے اس کا مجھ سے آسمان پر نکاح پڑھ دیا ہے۔ لہٰذا یہ آسمانی منکوحہ دنیا میں میری بیوی بن کر رہے گی۔ اگر اس کا نکاح کسی اور شخص سے کیا گیا تو وہ تین سال کے اندر مرجائے گا۔ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی خواہش اور درخواست کو ٹھکرا دیا اور اس کی شادی مرزا سلطان محمد سے کر دی۔ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں دنیا میں نہیں آئی۔ اس غیر محرم خاتون کی نوعمری کا تصور کر کے وہ بہت محظوظ ہوا کرتے تھے چناں چہ وہ آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں۔ هٰذه المخطوبة جارية حديثة السّن عذراء و كنت حينئذ جاوزت خمسين۔ (۲۴۵/ ج) یعنی ''یہ جس کے لئے میں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے ایک نوعمر کنواری چھوکری ہے اور میں اس وقت پچاس سال سے تجاوز کر چکا ہوں۔'' خواب دیکھنا غیر اختیاری ہے لیکن کسی غیر محرم خاتون کے تصورات میں مگن رہنا اختیاری امر ہے جو بیہودہ قسم کے شہوانی خوابوں کا محرک بنتا ہے مرزا صاحب کہتے ہیں۔ ''چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے...... وہ عورت یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے...... میں نے دل میں خیال کیا یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے۔ اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ اس نے کہا، میں آ گئی ہوں۔'' (۲۴۶/ الف) مرزا قادیانی نے غیر اخلاقی طور پر اس محمدی بیگم کے متعلق اشتہار بازی کا طویل سلسلہ جاری رکھا۔ حال آں کہ جب اس کی شادی مرزا سلطان محمد سے ہو گئی تو اسی وقت سے ہی اشتہار بازی چھوڑ دیتے لیکن وہ تادم آخر یہی رٹ لگاتے رہے کہ یہ میری آسمانی منکوحہ ہے اس لئے مرزا سلطان محمد ضرور بالضرور میری زندگی میں مرے گا اور محمدی بیگم میرے نکاح میں آ جائے گی۔ مگر ہوا یہ کہ مرزا جی ۱۹۰۸ء میں قبر میں اتر گئے اور سلطان محمد کا انتقال ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ مذکورہ بالا تمام واقعات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب غیر محرم عورتوں کو خوب جی بھر کر دیکھا کرتے تھے اور عالم تصورات میں بھی ان سے لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔ گھر میں کام کرنے والی خواتین بے پردہ ہوا کرتی تھیں اور کچھ مرزا صاحب کی ٹانگیں اور پاؤں دبانے وغیرہ کی خدمت پر مامور تھیں۔

۷۔ قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کی موت کے بعد قادیانی دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت کا سربراہ مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا بشیرالدین محمود احمد تھا جسے قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ کہا جاتا ہے۔ دوسری جماعت کا سربراہ مولوی محمد علی لاہوری تھا۔ دوسری جماعت نے اپنے پرچے کا نام پیغام صلح رکھا۔ اس لئے انہیں پیغامی کہا جانے لگا۔ یہ مرزا بشیرالدین محمود کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور مرزا

غلام احمد قادیانی کو نبی بھی نہیں مانتے تھے لیکن انہیں مسیح موعود تسلیم کرتے تھے۔اس گروہ کے ایک شخص یعنی کسی پیغامی نے مرزا قادیانی کے متعلق لکھا۔''حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔اگرانہوں نے کبھی کبھار زنا کیا تو اس میں کیا حرج ہے۔ہمیں مسیح موعود پر اعتراض نہیں ہے کیوں کہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔''مرزا بشیرالدین محمود نے اس پر تبصرہ یہ کیا کہ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی ہے اس لئے کہ ہمارا مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے وہ آپ کو ولی اللہ کہتے ہیں۔(۲۴۶/ب) یہ پیغامی بھی مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے تھے اور ان کے پکے عقیدت مند تھے۔کسی عقیدت مند کی مرزا قادیانی کے متعلق یہ رائے کہ وہ اکثر نہیں مگر کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے،خاصی دلچسپ اور قابل غور ہے!

۸۔سیرۃ المہدی میں مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے۔''اندرون خانہ کی خدمت گار عورتوں کو میں نے بارہا تعجب سے کہتے سنا ہے کہ مرجا بیوی دی گل بڑی من دا اے (مرزا اپنی بیوی کی بات بہت مانتا ہے۔)(۲۴۶/ج) گھر کی یہ خدمت گار عورتیں اگر مرزا قادیانی پر ایمان نہیں رکھتی تھیں اور قادیانی شریعت کی رو سے کافر تھیں تو ایسی گستاخ عورتوں کو گھر میں بہ طور خدمت گار رکھا ہی کیوں گیا تھا جو مرزا صاحب کے لئے کسی طرح کا تعظیمی کلمہ زبان پر لانے کی روادار نہ تھیں اور نہایت بے باکی سے ''مرجا،مرجا'' کہا کرتی تھیں؟ اگر یہ خواتین قادیانی شریعت کی رد سے''مومنات'' تھیں تو ان کا یوں بے تکلفی سے''مرجا،مرجا'' کا کلمہ زبان پر لانا ظاہر کرتا ہے کہ ایسی بے تکلفی یک طرفہ نہیں ہوسکتی۔اوپر نکتہ نمبر ۷ میں ایک پیغامی نے جو رائے مرزا صاحب کے متعلق دی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے ان گھریلو خواتین کی مرزا صاحب سے اس طرح کی بے تکلفی غیر جانب دارانہ غور و فکر کی دعوت دیتی ہے اور معاملہ اس وقت اور بھی سنگین دکھائی دیتا ہے جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ بعض نوعمر چھوکریاں رات کو مرزا صاحب کی ٹانگیں اور پاؤں دبانے اور کبھی ساری ساری رات پنکھا جھلنے کی خدمات بجالیتی تھیں۔

د: بہ حوالہ ''مرزا غلام احمد قادیانی اور حقوق العباد''

ا۔مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے۔''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بہ جائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔پھر جب

اس نے سارا روپیہ اڑا کر (سات سو) ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اسی شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔'' (۲۴۷/الف) مرزا صاحب نے یہ سات سو روپے کی رقم جن شرم ناک کاموں پر خرچ کی ان ہی کی وجہ سے وہ شرم کے مارے گھر نہیں آئے۔ یہ رقم آج کل کے حساب سے لاکھوں میں بنتی ہے۔

۲۔ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیوں کہ میں اس زمانہ میں کوئی بھی چیز نہ تھا اور ایک ''احد من الناس'' اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا...... اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں درحقیقت میں اس مردے کی طرح تھا جو صد ہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو یہ کس کی قبر ہے۔'' (۲۴۷/ب) مرزا صاحب کے اس بیان سے واضح ہے کہ وہ اپنی مزعومہ بعثت سے پہلے بالکل گم نام تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے باپ کی پنشن کی رقم کو عیاشی میں اڑا دینے کے علاوہ اس طرح کے جو اور ''کارہائے نمایاں'' سرانجام دیئے ہوں گے وہ وقت کے ساتھ ہوا میں تحلیل ہو گئے اور عوام الناس کے علم میں نہ آسکے۔ تاہم جو تھوڑا بہت حال معلوم ہوتا ہے وہ چنداں خوش گوار نہیں ہے۔ سیرۃ المہدی میں مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے۔ ''حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنی مرزا قادیانی کی پہلی بیوی حرمت بی بی سے ان کا بڑا بیٹا) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا۔'' (۲۴۷/ج) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی مزعومہ بعثت سے پہلے مرزا صاحب نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو جو ان کی ماموں زاد تھیں سال ہا سال تک معلق رکھا۔ نہ تو اس مظلومہ کو طلاق دی اور نہ ہی بیویوں کی طرح رکھا حال آں کہ قرآن کریم میں بیویوں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً (۲۴۸/الف) ''اور تم ان (بیویوں) سے اچھے طریقے سے بود و باش رکھو اگر تم انہیں ناپسند کرو تو بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ نے اس میں بہت سی بھلائی رکھی ہو۔''

۳۔ اپنی مزعومہ بعثت کے بعد بھی مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ پہلی بیوی حرمت بی بی سے پہلے والا سلوک برقرار رکھا۔ بعد میں جب محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے نکاح کا انہیں زبردست شوق ہوا اور زوردار اشتہاری مہم جاری کر دی تو انہوں نے حرمت بی بی کو اس لئے طلاق دے دی کہ وہ بہ قول ان کے محمدی بیگم سے ان کی شادی میں معاون ثابت نہیں ہو رہی تھیں۔ حرمت بی بی سے مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا

مرزا سلطان احمد تھا۔ اسے بھی اسی ''جرم'' کی پاداش میں انہوں نے اپنی جائیداد سے عاق کردیا۔ حرمت بی بی سے ان کا دوسرا بیٹا مرزا فضل احمد تھا۔ مرزا صاحب نے فضل احمد کی بیوی یعنی اپنی بہو عزت بی بی کو طلاق دلادی۔ بعد میں فضل احمد اپنے باپ مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی فوت ہوگیا لیکن مرزا صاحب اس اعتراف کے باوجود کہ وہ فرماں بردار بیٹا تھا اس کے جنازے میں اس لئے شامل نہیں ہوئے کہ وہ ان پر ایمان نہیں لایا تھا حال آں کہ جس محمدی بیگم سے نکاح کے شوق میں مرزا صاحب نے اپنا گھر برباد کیا وہ بھی کبھی مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائی تھی اور قادیانی شریعت کی رو سے کافر تھی لیکن اس ''کافر خاتون'' کو اپنے حبالۂ عقد میں لانے کے لئے وہ ساری عمر کدو کاوش اور اشتہار بازی کرتے رہے۔ ترغیب و تحریص کے تمام حربے استعمال کرتے رہے مگر اسے تادم آخر حاصل نہ کرسکے بل کہ وہ ان کے کامیاب رقیب مرزا سلطان محمد کی بیوی بنی۔ ہم نے مرزا قادیانی کی ان ظالمانہ کارروائیوں اور حقوق العباد کی بے دردی سے پامالی کو ''شیطانی وحی کی بارش'' کے عنوان کے تحت نمبر شمار ۳۳ میں ''مرزا قادیانی کی پسر موعود اور محمدی بیگم سے نکاح کی پیشین گوئیاں کا تفصیلی جائزہ'' کے مباحث میں اچھی طرح واضح کیا ہے۔ نکاح کی صورت میں مرزا صاحب نے محمدی بیگم کو اپنی جائیداد کا ایک تہائی حصہ دینے کا وعدہ بھی کررکھا تھا۔ اگر یہ بہ طور ہبہ دینا تھا تو اس وقت ابھی انہوں نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو طلاق نہیں دی تھی اور ان کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم بھی موجود تھی اس لئے وہ بھی ایک ایک تہائی جائیداد کی مستحق ہوتیں اور یوں پوری جائیداد بیویوں میں ہی تقسیم ہوجاتی اور اولاد کے لئے کچھ بھی نہ بچتا۔ اگر محمدی بیگم کو اپنی جائیداد کا تہائی حصہ مرزا صاحب نے بہ طور وراثت دینا تھا تو ایک تو شرعی وارث کے لئے اس کے حق سے زائد وصیت شرعاً ناجائز اور باطل ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں چلتی۔ مرزا قادیانی کا اپنے بیٹے سلطان احمد کو عاق کرنا اور مرزا صاحب کی موت کے بعد بھی ان کی دیگر اولاد کا ان کے مال کی وارث ہونا اس امر کی مزید شہادت ہے کہ وہ جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تھے۔

۴۔ مرزا قادیانی عہد شکن بھی تھے۔ انہوں نے کتاب براہین احمدیہ کے لئے لوگوں سے دھڑا دھڑ چندہ وصول کیا اور اس کے لئے اشتہاری مہم چلائی۔ وعدہ یہ تھا کہ اس کتاب کی پچاس جلدیں ہوں گی اور اس میں تین سو دلائل جمع کرکے ان کی وضاحت کی جائے گی۔ اس کتاب کی ابتدائی چار جلدیں انہوں نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مکمل کیں لیکن اس کے بعد سلسلہ نہ چلا تو چندہ دینے والوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور مرزا صاحب کو چور، حرام خور اور مکار وغیرہ ٹھہرایا۔ (۲۴۸/ب)۔ ۱۹۰۵ء میں براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ مکمل ہوا اور یہ لکھ دیا کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے لہٰذا وعدہ پورا ہوگیا۔

(۲۴۸/ج) کتاب کو تین سو جز تک پہنچانے کا وعدہ بھی پورا نہ ہوا اور بہانہ یہ کیا کہ اس کتاب کا متولی خود اللہ تعالیٰ ہو گیا ہے لہٰذا اس کی جو ترتیب و تدوین میرے ذہن میں تھی وہ بدل گئی۔ (۲۴۹/الف) مرزا صاحب نے یہ بھی کہا تھا ''اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔'' (۲۴۹/ب) مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں لگا تار جھوٹی نکلتی رہیں، مثلاً انہوں نے اپنے خاص لڑکے کی پیشین گوئی کی تھی کہ اللہ نے مجھے ایسا ایسا کامل لڑکا دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ انہوں نے نصرت جہاں بیگم سے پیدا ہونے والے لڑکے بشیر احمد کو پسر موعود قرار دیا جو کوئی سوا سال کی عمر میں فوت ہو گیا پھر ۱۸۹۶ء میں انہوں نے انجام آتھم میں لکھا کہ ان کی یہ خاص اولاد محمدی بیگم سے ہو گی جس سے متوقع نکاح کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی قرار دیا اور اس نکاح کو خاص تزوج کا نام دیا۔ (۲۴۹/ج) لیکن محمدی بیگم سے نکاح کی ان کی خواہش تادم آخر پوری نہ ہو سکی۔ پھر انہوں نے نصرت جہاں بیگم سے پیدا ہونے والے اپنے بیٹے مبارک احمد کو پسر موعود کا مصداق ٹھہرایا لیکن وہ بھی بچپن میں ہی فوت ہو گیا تو اس کا نعم البدل پیدا ہونے کی پیشین گوئی داغ دی۔ (۲۵۰/الف) لیکن اس کے بعد ان کا کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا۔ پیشین گوئی جھوٹی نکلنے پر بجائے اس کے کہ وہ اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے اپنے کاذب ہونے کو تسلیم کرتے اور آئندہ کے لئے تائب ہو کر راہ راست اختیار کرتے، وہ شیطانی تاویلات کا اور مخالفین پر سب و شتم کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتے اور ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے مزید جھوٹ بولتے چلے جاتے۔

ھ: بہ حوالہ دیگر متعلقات

ا۔ مرزا قادیانی نے اپنے ایک اشتہار میں لکھا ''یہ اشتہار کوئی معمولی چیز نہیں بل کہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا ان ہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہ واری بھیج سکتا ہے۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہ واری چندہ اس سلسلے کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلۂ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہ واری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ چندہ کے بھیجنے سے لا پروائی

کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ (۲۵۰/ب)

۲۔ غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں ''بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالے کے ایک شخص نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔'' (۲۵۰/ج) ظاہر ہے کہ مرزا صاحب سے زیادہ اس مال کا کون مستحق ہوسکتا تھا کیوں کہ وہ اسلام کی خدمت ہی کے لئے تو بہ زعم خویش مبعوث ہوئے تھے۔ فتویٰ پوچھنے والا عقیدت مند اور فتویٰ دینے والا بہ قول خود امام زماں مسیح موعود اور مہدی دوراں ہو تو ایسا ''پاکیزہ'' مال بھلا ادھر اُدھر کہاں جاسکتا تھا، اس کا صحیح مصرف مرزا قادیانی ہی ہوسکتے تھے۔

۳۔ مسلسل اور متعین ماہ واری چندوں سے بھی قصر قادیانیت کی ضرورتیں پوری نہ ہوئیں تو مرزا صاحب نے قبر فروشی کو بھی آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ بنالیا۔ یہ سلسلہ ان کی زندگی کے بعد بھی چلتا رہا۔ قادیان کے مخصوص قبرستان کو مقبرۂ بہشتی قرار دیا گیا اور قبر فروشی کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا گیا۔ قادیانی اخبار الفضل کی ایک اشاعت میں ہے ''مقبرۂ بہشتی اس سلسلے کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انسٹی ٹیوشن یعنی محکمہ ہے جس کی اہمیت ہر دوسرے محکمے سے بڑھ کر ہے۔'' (۲۵۱/الف)

۴۔ جیسا کہ ان مباحث میں اوپر مذکور ہوچکا ہے، عین عالم شباب میں مرزا قادیانی اپنے والد کی پنشن کی رقم وصول کرکے گھر واپس تشریف نہیں لائے تھے بل کہ یہ خطیر رقم جب مرزا امام الدین کے ساتھ مل کر خرچ کر ڈالی تو شرم کے مارے گھر آنے کی بہ جائے وہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم ہوگئے۔ روپے پیسے سے محبت ان کی رگ رگ میں رچ بس گئی تھی چناں چہ وہ حقیقت الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں ''یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں، ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔'' (۲۵۱/ب)

۵۔ مرزا قادیانی نے اپنے خلاف انکم ٹیکس کے ایک مقدمے میں جو بیان دیا تھا اس کا کچھ متعلقہ حصہ یوں ہے ''خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے صرف یادداشت سے تخمینہ لکھوایا ہے۔'' مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی بیان کیا کہ ''اس کی ذاتی آمدنی باغ، زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ

کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔'' (۲۵۱/ج) مرزا صاحب نے جھوٹ بولا تھا کہ میں مریدوں کا مال ذاتی خرچ میں نہیں لاتا چناں چہ قادیانیوں کی انجمن انصار اللہ نے اپنے کتابچے ''اظہار حقیقت'' میں اس جھوٹ کا پول یوں کھول دیا ''اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے۔ یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے پس آپ کے بعد انجمن احمدیہ (قادیان) کا فرض ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) دیتے تھے۔'' (۲۵۲/الف)

حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدائے تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو۔'' (۲۵۲/ب) مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند حکیم مولوی نظیر احسن بہاری بعد میں ان سے منحرف ہوگئے تو انہوں نے اپنی کتاب ''مسیح دجال کا سربستہ راز'' میں لکھا ''مرزا صاحب کے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزار ماہوار حضرت جی کے صرف کے لئے خرچ کرتے رہے مگر جب مرزا جی بہکنے لگے تو پہلے سب لوگوں نے مل کر خوب سمجھایا مگر دوکان داری خوب چل نکلی تھی۔ حکیم نورالدینؒ اور چند جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دلالی کی رقموں میں سد باب خیال کر کے مرزا کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی! اس وقت پچیس تیس ہزار کے منی آرڈر براہین احمدیہ اور سراج منیر کے آچکے ہیں''۔ (۲۵۲/ج) ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن آف پٹیالہ سالہا سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہے پھر ان سے منحرف ہوگئے پھر اپنی کتاب ''الذکر الحکیم'' اور دیگر رسائل میں مرزا صاحب کی مالی بدد یانتیوں کو بھی خوب اچھالا۔ مرزا صاحب نے اپنے ایک اشتہار میں لکھا ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے، چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالے ''المسیح الدجال'' میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال،، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے۔'' (۲۵۳/الف) براہین

احمدیہ کے لئے مرزا قادیانی نے لوگوں سے اشتہار بازی کے ذریعے خوب چندہ کمایا۔ لوگوں کو مرزا صاحب سے عہد شکنی اور مالی بدعنوانی کی شکایت پیدا ہوئی تو مرزا صاحب نے ان کی یوں خبر لی ''ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا۔ اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا، مال مردم خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغا باز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھر ان کا لوٹا گیا۔'' (۲۵۳/ ب)

۶۔ مرزا قادیانی کی پرتعیش خانگی زندگی اور مالی بدعنوانیوں پر اعتراضات صرف ان کے مخالفین کے ہی دلوں میں پیدا نہیں ہوئے اور صرف ان ہی لوگوں کی طرف سے نہیں کئے گئے جو ان کی اعتقادی و اخلاقی گراوٹ اور مالی خیانت کے چشم دید گواہ تھے اور بعد میں ان سے منحرف ہو گئے تھے بل کہ ان کے راسخ الاعتقاد مرید بھی خاموش نہ رہ سکے۔ خواجہ کمال الدین مرزا قادیانی کے تادم آخر معتقد رہے اور بعد میں وہ جماعت احمدیہ لاہور سے وابستہ رہے جس کے امیر مولوی محمد علی تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی اور قادیانی جماعت کی ایک مشہور شخصیت مولوی سرور شاہ قادیانی سے کہا ''میرا ایک سوال یہ ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء وصحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم وخشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں، وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم تو بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء وصحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حال آں کہ ہمارا روپیہ کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصۂ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہرگز ہم تمہارے دھوکے میں نہ آئیں گی۔ پس وہ اب ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔'' خواجہ کمال الدین نے یہ بھی کہا ''ایک جواب جو تم لوگوں کو دیا کرتے ہو پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا۔ کیوں کہ میں خود واقف ہوں۔'' اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا۔ (۲۵۳/ ج)۔ ان ہی خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو مدرسے کی عمارت کے لئے چندہ جمع کرنے گیا تھا، مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب آپ تو خوب عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو جس کا جواب مولوی محمد علی

نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہوسکتا لیکن بشریت ہے، کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔ (۲۵۴/ الف) قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ایک خطبے میں کہا ''لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے سامنے کہا کہ جماعت مقروض ہوکر اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اس پر حرام ہے کہ وہ ایک حبہ بھی کسی سلسلے کے لئے بھیجے اور پھر دیکھے کہ خدا کے سلسلے کا کیا بگاڑ سکتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ آئندہ اس سے کبھی چندہ نہ لیا جائے، حال آں کہ وہ پرانا احمدی تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کے دعویٰ سے بھی پہلے آپ سے تعلق رکھتا تھا۔'' (۲۵۴/ب) غور کیجئے آئندہ کے لئے تو اس شخص سے چندہ لینا حرام ہوگیا لیکن جو لیا جاچکا تھا وہ واپس کیوں نہ کیا اور وہ کیسے حلال ہوگیا؟ مثل مشہور ہے ''مالِ مفت دل بے رحم'' ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مرزا قادیانی کی آمدنی کے اور مصارف کس طرح کے تھے۔ بشیر الدین محمود خلیفۂ قادیان نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے متعلق جے ڈی کھوسلہ سیشن جج ضلع گورداسپور کی عدالت میں بیان دیا کہ میرا باپ شراب پیتا تھا۔ سیشن جج نے لکھا ہے ''موجودہ مرزا نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن ایک دفعہ استعمال کی تھی اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں۔'' (۲۵۴/ج) حکیم محمد حسین قادیانی کو مرزا صاحب نے خط میں لکھا ''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔'' (۲۵۵/الف) اپنے ایک عقیدت مند کے نام ایک اور خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہم دست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں...... یہ دوا تریاقِ الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں جیسے مشک، عنبر، نرِیسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوتِ احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے...... مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا لیکن چوں کہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور شبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے خطرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوتِ باہ میں اس کو ایک عجیب اثر

ہے۔'' (۲۵۵/ب)۔ حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کے نام مرزا صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں ''پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی، وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور یہ خوبی جیسا کہ چاہئے خوش بودار ہو، ضرور ویلیو پے ایبل کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں مگر مشک اعلیٰ درجے کی ہو چھیچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوش بو ہوتی ہے، وہی اس میں ہو۔'' (۲۵۵/ج)۔ مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ قادیان کہتے ہیں ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز و افیون تھا۔ یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔'' (۲۵۶/الف) مرزا قادیانی کی شراب (وائن ٹانک) اور افیون سے رغبت کا ہی یہ اثر دکھائی دیتا ہے کہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی اپنی کتاب سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں ''مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں ...... ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں''۔ (۲۵۶/ب)

۸۔ مذکورہ بالا تمام حالات و واقعات سے یہ سوالات لازماً پیدا ہوتے ہیں کہ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام کی گھریلو زندگی بھی ایسی پر تعیش تھی جیسی مرزا قادیانی نے لوگوں کے چندوں پر گزاری؟ کیا کسی نبی نے کوئی کتاب تصنیف کی تھی اور کیا اس کی تصنیف سے پہلے لوگوں سے چندے وصول کئے تھے؟ کیا کسی پیغمبر نے اپنے امتیوں کو پابند کیا تھا کہ وہ رقم متعین کر کے اسے باقاعدگی سے ادا کیا کریں ورنہ ان کا نام امتیوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا؟ کیا کسی نبی نے شراب اور افیون جیسی منشیات استعمال کی تھیں؟ کیا کسی پیغمبر پر اسراف و تبذیر اور حرام خوری کے الزامات لگے تھے جو مرزا قادیانی نے تسلیم کیے کہ واقعی ان پر لگے تھے؟ مرزا قادیانی جو کذاب اور مفتری ہونے کی بناء پر اپنے آپ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کا بروز ظاہر کرتے رہے تو کیا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے چندے بٹور کر ازواج مطہرات کے لئے قیمتی زیورات اور ملبوسات تیار کروائے تھے اور کیا کسی صحابی نے اس طرح کا کوئی الزام آپ پر عائد کیا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا قادیانی پر لگائے گئے تمام الزامات درست ہیں جو صرف مخالفین ہی نے ان پر عائد نہیں کیے بل کہ ان کے عقیدت مندوں کو بھی ان سے اسی طرح کی شکایات پیدا

ہوئیں۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ''مجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدے کی نرم روٹی کھائی ہو یہاں تک آپ اپنے اللہ سے جاملے اور نہ آپ نے اپنی آنکھ سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی۔'' (۲۵۶/ ج) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو مہینے گزر جاتے اور تیسرے کا چاند نظر آجاتا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ حضرت عروہ نے پوچھا کہ تب آپ لوگ کیا کھاتے تھے۔ فرمایا کہ بس دو کالی چیزوں پر ہمارا گزارہ تھا یعنی کھجور اور پانی۔ (۲۵۷/ الف) اس طرح کی روایات ذخیرہ احادیث میں بہ کثرت موجود ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اسی طرح تنگی وترشی کے ایام گزارتی رہیں۔ غزوۂ خیبر کے بعد مالی فتوحات کا آغاز ہوا تو انسانی فطرت کے تقاضے کے تحت انہوں نے اپنے نان ونفقہ میں کسی قدر اضافے کا مطالبہ کیا۔ اس پر سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں ساز وسامان دے کر بھلائی کے ساتھ رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لئے زبردست اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (۲۵۷/ ب)

۹۔ موجودہ اور سابقہ تمام مباحث میں مرزا قادیانی کا جھوٹا، بدزبان، فحش گو اور فحش پسند ہونا، عہد شکن اور حرام خوری سے پرتعیش زندگی گزارنا پوری طرح واضح ہو رہا ہے۔ براہین احمدیہ کی تالیف کے لئے انہوں نے روز افزوں شرح سے لوگوں سے اشتہار بازی کے ذریعے جو چندے وصول کیے تھے تو مرزا صاحب کا شرعی اور اخلاقی فرض تھا کہ حسب وعدہ کتاب کی پچاس جلدیں ان چندہ دینے والے لوگوں کو مہیا فرماتے اور بروقت وعدہ پورا فرماتے ورنہ سب کو ان کی رقوم واپس لوٹاتے۔ اس کی بہ جائے انہوں نے ان کے خلاف حسبِ عادت بدزبانی اور ایذا رسانی کو معمول بنایا۔

۱۰۔ غلطی سے کوئی شخص خلافِ حقیقت بات کہے اور اس کا ارادہ خلافِ حقیقت بات کہنے کا نہ ہو تو ایسی خطا پر بھی عربی زبان میں لفظ ''کذب'' کا اطلاق کر دیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے ''کذب بصری، کذب سمعی''، یعنی میری آنکھ کو غلطی لگی، میرے کان کو غلطی لگی۔ مثلاً کسی شخص نے دور سے آتے کسی شخص کو دیکھ کر کہا کہ زید آ رہا ہے لیکن اس کے قریب آنے پر پتہ چلا کہ وہ زید نہیں بل کہ عمرو ہے تو وہ عربی محاورات کے مطابق کہہ سکتا ہے ''کذب بصری'' کہ میری آنکھ نے غلطی کی۔ چوں کہ ایسی خلافِ حقیقت بات عمداً نہیں کہی گئی اس لئے نہ تو کہنے والے پر کوئی گناہ اور الزام ہے اور نہ ہی یہاں ''کَذَبَ'' کا معنی اردو زبان میں ''جھوٹ بولا'' کیا جائے گا۔ اسی طرح بعض اوقات متکلم سرے سے خلافِ واقعہ بات کہتا ہی نہیں لیکن وہ اس سے مفہوم بعید مراد لیتا ہے اور سننے والا مفہوم قریب سمجھ بیٹھتا ہے۔ مثلاً زید بالکل بے قصور ہو اور کچھ

لوگ اسے پکڑ کر ناحق ایذا پہنچانا چاہتے ہوں اور ان میں سے جو زید کو پہچانتے نہیں وہ اس سے پوچھیں، زید کہاں ہے؟ اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر تھوڑا سا ادھر ادھر ہو جائے اور جواب میں کہے کہ ابھی تو زید یہیں تھا اب تم خود تلاش کر لو۔ دیکھئے یہاں زید نے اپنے متعلق کہا تھا کہ ابھی تو زید اس جگہ پر تھا لیکن سننے والے یہ سمجھیں گے کہ وہ کسی اور کے متلق بات کر رہا ہے۔ اسے توریہ کہا جاتا ہے۔ توریہ پر بھی عربی زبان میں ''کذب'' کا اطلاق کر دیا جاتا ہے جس کا اردو میں ترجمہ ''جھوٹ'' نہیں کیا جانا چاہئے۔ بہ الفاظ دیگر ہر جھوٹ لازماً کذب بھی ہے لیکن ہر کذب کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اس لئے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کسی روایت میں **لم یکذب ابراھیم الاثلاثا** آئے تو اس کا ترجمہ یہ نہیں کہ ''ابراہیم نے تین جھوٹ بولے'' بل کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ''ابراہیم نے (مخاطب کے فہم کے لحاظ سے) تین مرتبہ خلاف واقعہ بات کہی۔'' اس وضاحت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق روایت کی آڑ میں مرزا قادیانی کے کھلے اور مخفی جھوٹ اور مکر و فریب پر قطعاً پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ خود مرزا صاحب نے قادیانیوں کے لئے اس چور دروازے کو اپنے قلم سے یوں بند کر دیا ہے۔'' (جو شخص) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے مطابق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔'' (۲۵۷/ ج)

۱۱۔ لوگوں سے چندہ اور عطیات کی رقوم بٹورنے کے لئے مرزا قادیانی کسی نہ کسی موقع اور بہانے کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ چندے کے مصارف خواہ کتنے ہی نامعقول اور مضحکہ خیز ہوں لیکن یہ مصارف بہ ہر حال متنبّی قادیان کے ''قصر نبوت'' کی ناگزیر ضروریات میں شمار ہوتے تھے۔ احادیث صحیحہ کی رو سے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارے پر ہوگا۔ مرزا صاحب نے چندے بٹورنے کے لئے قادیان میں مینارے کی تعمیر کے لئے ایک اشتہار ''چندہ منارۃ المسیح'' کے نام سے شائع کیا اور ۱۹۰۲ء میں اس مینارے کا سنگ بنیاد رکھ دیا لیکن اس مینارے کی تکمیل سے پہلے ہی وہ قبر میں اُتر گئے اور یہ مینارہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے زمانے میں پورا ہوا۔ یعنی مسیح کا نزول تو پہلے ہی ہو گیا اور جس مینارے پر نزول ہونا تھا وہ دمشق کی بہ جائے قادیان میں آ گیا اور اس کی تکمیل جھوٹے مسیح کی مزعومہ بعثت بل کہ موت کے بعد ہوئی! (جل جلالہ)۔ ان چندوں سے مرزا صاحب کے گھر کی مستورات کے لئے قیمتی زیورات اور عمدہ ملبوسات تو تیار ہوا کرتے تھے لیکن ان کے صاحب زادے مرزا بشیر احمد فرماتے ہیں ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔'' (۲۰۸/الف) مرزا صاحب کے زمانے میں ان کی نگرانی میں لنگر کا جو انتظام تھا اس پر ان کے بہت سے مخلص عقیدت مندوں کو بھی شکایات تھیں۔ انہیں اس انتظام میں کھلی مالی بدعنوانیاں نظر آتی تھیں۔ تلخ تبصرے اور گلے وشکوے پر مبنی مباحث طول پکڑتے چلے گئے۔ معترضین میں خواجہ کمال الدین سب سے نمایاں تھے اور مولوی محمد علی کو بھی خواجہ صاحب کی باتیں درست معلوم ہوتی تھیں۔ ایک موقع پر خواجہ صاحب نے ان سے کہا'' یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بل کہ بہ جائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر وہ روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کیے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہوسکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہوسکتے ہیں۔'' (۲۵۸/ب)

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقیات وسفہیات

ا۔مرزا بشیر احمد سیرۃ المھدی میں لکھتے ہیں'' ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔'' (۲۵۸/ج) قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان میں مرزا صاحب کا بیان یوں مرقوم ہے'' دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آں حضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے وجود کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرتِ بول۔'' (۲۵۸/د) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں'' مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے ایسے ہی میرے لاحقِ حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصے میں ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دورانِ سر ہے جس کی شدت کی وجہ سے بعض اوقات میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دورانِ خون کم ہوجاتا ہے اور ہول ناک صورت پیدا ہوجاتی ہے۔'' (۲۵۹/الف) اربعین (۱۹۰۰ء) میں وہ لکھتے ہیں'' میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ درد سر اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے...... وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ

ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرتِ پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شاملِ حال رہتے ہیں۔'' (۲۵۹/ب) اپنے ایک مکتوب میں وہ لکھتے ہیں'' ......میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔'' (۲۵۹/ج)۔ قادیانی اخبار الحکم میں مرزا صاحب کا یہ بیان منقول ہے''میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں، حال آں کہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔'' (۲۶۰/الف)۔

۲۔ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا...... والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔'' (۲۶۰/ب) اسی سیرۃ المہدی میں ہے''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد (جو مرزا قادیانی کی پہلی بیوی حرمت بی بی کے بطن سے تھے) کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے پھر ان کے سامنے بھی حضرت مرزا صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، مگر مرزا فضل احمد کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔'' (۲۶۰/ج) یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی بیوی حرمت بی بی کی موجودگی میں دوسری شادی نصرت جہاں بیگم سے کی تھی۔ حرمت بی بی سے ظالم مرزا قادیانی نے سال ہا سال سے قطع تعلق کر رکھا تھا اور اپنی دوسری شادی کے بعد بھی اس مظلومہ کو اسی حال میں رکھا اور وہ بہ طور

معلقہ زندگی کے دن بسر کرتی رہی۔ بعد میں جب مرزا صاحب کو محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے جنون کی حد تک نکاح کا شدید شوق پیدا ہوا تو حرمت بی بی کو اس لئے طلاق دے دی کہ مرزا صاحب کے خیال میں وہ ان کی اس تیسری متوقع شادی میں معاون ثابت نہیں ہو رہی تھی۔ محمدی بیگم سے نکاح کو مرزا صاحب نے اپنی مزعومہ صداقت کا نہایت ہی پختہ نشان قرار دیتے ہوئے اس متوقع نکاح کو تقدیر مبرم اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فیصلہ ٹھہرایا تھا جس میں کسی تبدیلی کی قطعاً کوئی گنجائش نہ تھی۔ محمدی بیگم تو مرزا صاحب کے حبالۂ عقد میں نہ آئی لیکن اس کی وجہ سے مرزا صاحب کا اپنا گھر یوں برباد ہوا کہ حرمت بی بی کو طلاق ہوئی۔ اس سے پیدا ہونے والا مرزا صاحب کا بڑا بیٹا سلطان احمد عاق قرار پا کر جائیداد سے محروم الارث ہوا۔ فضل احمد سے اس کی بیوی یعنی اپنی بہو عزت بی بی کو طلاق دلائی بعد میں جب فضل احمد بہ قضائے الٰہی مرزا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تو ''جمالی رنگ'' میں آنے کے مدعی کذاب مسیح موعود اور متنبی مرزا قادیانی نے نہایت سنگ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے بیٹے کا جنازہ اس لئے نہ پڑھا کہ وہ ان پر ایمان نہیں لایا تھا۔ حال آں کہ جس محمدی بیگم پر مرزا صاحب مرتے تھے وہ بھی کبھی بھی ان پر ایمان نہیں لائی تھی اور قادیانی شریعت کی رو سے ایک کافر خاتون تھی مگر مرزا صاحب تادم آخر اس کے متعلق اشتہار بازی میں لگے رہے اور اس ''کافر'' خاتون کے متعلق دعویٰ کرتے رہے کہ اس کا نکاح اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ آسمان پر پڑھ دیا ہے اور یہ میری آسمانی منکوحہ ہے۔

۳۔ برہان الدین نفیس کی کتاب ''شرح الاسباب والعلامات، امراض رأس مالیخولیا'' میں ہے ''مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز سوداء سے جو معدے میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔'' مالیخولیا کے ذہن پر اثرات کے بارے میں برہان الدین نفیس نے مزید یہ لکھا ہے ''مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بعض مریضوں میں گاہے بہ گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے۔ اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔'' حکیم محمد اعظم خان صاحب طب پر اپنی کتاب ''اکسیر اعظم'' میں مالیخولیا کے متعلق لکھتے ہیں ''مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جن میں مریض زمانۂ صحت میں مشغول رہا ہو، مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری، معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔'' (۱/ ۲۶۱ الف) ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتے ہیں ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ

ثابت ہو جاوے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیوں کہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔'' (۲۶۱/ب) اس کے باوجود ڈاکٹر شاہنواز قادیانیت نواز کیوں ہو گئے، اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں ''مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا بل کہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوئے ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دورانِ سر کے ذریعے ہوتا تھا۔'' (۲۶۱/ج) یعنی ڈاکٹر صاحب کے خیال میں مرزا قادیانی کا مراق موروثی ہوتا تو خطرے کی بات تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے بدقسمتی سے دھوکہ کھایا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئے اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔'' (۲۶۲/الف) کسی شخص کو اپنے وقت کا بیشتر حصہ کسی جنونی، مراقی اور ہسٹیریائی شخص کے ساتھ گزارنا پڑتا ہو تو ان امراض سے وہ بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے ایک مرتبہ عدالت میں یہ بیان دیا تھا ''میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیوں کہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا انتظام ہوتا ہے۔ ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آ جاتے ہیں۔'' (۲۶۲/ب) بیاض نورالدین میں ہے ''مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ورثے میں ملا ہوا طبعی میلان اور عصبی کمزوری ہے۔ عصبی امراض ہمیشہ ورثے میں ملتے ہیں اور لمبے عرصے تک خاندان میں چلتے ہیں۔'' (۲۶۲/ج) ان وضاحتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا مراق خاندانی مرض تھا۔ ڈاکٹر شاہنواز قادیانی نے مراق کے متعلق لکھا ہے ''جب خاندان میں اس کی ابتدا ہو چکی ہو تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا ہے۔ چناں چہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا بشیر الدین محمود) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔'' (۲۶۳/الف) دیکھئے ڈاکٹر شاہنواز نے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو یوں جواز فراہم کیا تھا کہ بہ قول ان کے مرزا صاحب کا مراق موروثی نہ تھا لیکن مرزا بشیر الدین محمو پسر مرزا غلام احمد قادیانی کے مراق کا موروثی ہونا تو انہیں بھی تسلیم تھا لیکن اس کے باوجود وہ ان کے لئے ''حضرت خلیفۃ المسیح'' تھے۔

یہاں اصل بات یہی ہے کہ ختم الله علی قلوبهم (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی)۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے متعلق مراق وہسٹیریا جیسے خطرناک ذہنی امراض میں مبتلا ہونے کا جو بھرپور اعتراف کیا ہے اور ان کے احباب واقارب بھی اس کی تصدیق وتوثیق کرتے نظر آتے ہیں تو کیا مرزا صاحب اپنے متعلق اس اعتراف میں سچے ہیں یا جھوٹے؟ اگر وہ جھوٹے ہیں تو کوئی جھوٹا شخص مسیح اور نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ سچے ہیں تو بھی وہ مسیح اور نبی نہیں ہوسکتے، کیوں کہ مراق و مالیخولیا کے زیراثر اہل علم بعض اوقات اس طرح کے توہمات کا شکار ہوجاتے ہیں جیسا کہ طبی کتب کے حوالے سے اوپر مذکور ہوچکا ہے۔ مراق وہسٹیریا کے تحت مرزا صاحب سے جو سفہیات (بیوقوفیاں) وقتاً فوقتاً سرزد ہوتی رہتی تھیں ان میں سے بعض کا ذکر آئندہ نکات میں کیا جارہا ہے۔

۴۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفے میں پیش کیا۔ آپ (مرزا قادیانی) نے اس کی خاطر سے پہن لیا مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کرسکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کی بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کی بوٹ میں پہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔'' (۲۶۳/ب) وہ مزید بیان کرتے ہیں ''نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھالیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑجایا کرتی تھی۔ آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر مولوی عبدالکریم سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بہت جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینے تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔'' (۲۶۳/ج)۔

۵۔ اسی سیرۃ المہدی میں ہے ''ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت (مرزا) صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی کہتے جاتے تھے۔'' (۲۶۴/الف) قاضی محمد ظہور الدین قادیانی کہتے ہیں ''حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا، کوٹ نہ تھا۔ شیخ (رحمت اللہ) صاحب نے عرض کیا، حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے۔ آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔ معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دی گئی، وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی

صاحب نے آہستہ سے کہا، اب جس دن پھر آ ؤ گے چابی دے دینا۔حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔'' (۲۶۴/ب)

۶۔اسی سیرۃ المہدی میں لکھا ہے''سردی کی زیادتی کے دنوں میں (مرزا صاحب) اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بل کہ بعض اوقات پوستین بھی...... جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔کبھی تو سر آ گے نکلتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی۔کبھی ایک جراب سیدھی، دوسری الٹی۔'' (۲۶۴/ج) مرزا بشیر احمد سیرۃ المہدی میں مزید لکھتے ہیں''کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ (مرزا صاحب) کوٹ،صدری،ٹوپی،عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے، وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوتی کہ اگر کوئی فیشن کا دل دادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔'' (۲۶۵/الف)

۷۔اسی سیرۃ المہدی میں ہے''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بل کہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی (جوتا) ہدیتاً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چناں چہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے۔اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔'' (۲۶۵/ب) مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا قادیانی کہتے ہیں''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بہ مشکل ایک پھلکا آپ کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔'' (۲۶۵/ج) بہ جائے اس کے کہ مرزا قادیانی کے یہ دوست ان کے مراق وہسٹیریا کا مناسب علاج کراتے اور انہیں

دماغی امراض کے کسی شفاخانے میں عبوری مدت کے لئے یا مستقلاً داخل کراتے، وہ مرزا قادیانی کی سفہیات (حماقتوں) کی عجیب وغریب تاویلات تراشتے رہتے تھے۔ ان کے نزدیک شاید روٹی کے کچھ ٹکڑے مومن اور کچھ کافر ہوا کرتے تھے۔ مومن ٹکڑے اللہ کی تسبیح کررہے ہوتے تھے اس لئے مرزا جی انہیں فوراً پیٹ میں ڈال لیا کرتے تھے تاکہ تسبیح کے اس شغل اور محنت سے انہیں نجات دلائی جائے اور کافر ٹکڑوں کو اسی طرح دسترخوان پر پڑا رکھتے تاکہ وہ اپنا کفر جاری رکھیں۔ مرزا صاحب تو باعترافِ خود مراقی اور ہسٹیریائی تھے لیکن ان کے دوستوں کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے؟ قرآن کریم میں ہے وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَـٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (۲۶۶/الف) یعنی ''ایسی کوئی چیز نہیں جو اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح اور تحمید نہ کرتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ دیگر اشیا کی طرح روٹی کے بھی سارے ٹکڑے تسبیح کرتے ہیں یہ نہیں کہ کچھ تسبیح کرتے ہوں اور کچھ نہیں۔

۸۔ معراج الدین عمر صاحب قادیانی لکھتے ہیں ''آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصے سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو ان بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث سے اس دُنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔'' (۲۶۶/ب) پروفیسر محمد الیاس برنیؒ نے معراج الدین عمر کی اس مضحکہ خیز تاویل پر یوں دل چسپ تبصرہ فرمایا ہے ''کھانے میں مرغ بٹیر، مقویات میں مشک، عنبر، مفرح عنبری اور خاص مجریات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف وتائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے، دنیا کی طرف صرف اسی قدر توجہ باقی رہ گئی تھی۔ اس سے زیادہ نہیں۔'' (۲۶۶/ج) یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ دُنیا سے اس بے توجہی کے عالم میں مرزا صاحب ایک ہی جیب میں پڑے مٹی اور گڑ کے ڈھیلوں میں سے کبھی گڑ کے ڈھیلے سے وٹوانی (استنجا) کر لیتے ہوں اور کبھی مٹی کا ڈھیلا منہ میں ڈال لیتے ہوں؟ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں ''اگر دوران سیر کسی وقت پیشاب کی حاجت پیش آتی تو حضور احباب سے دُور نکل جاتے۔ وٹوانی حضور بیٹھ کر ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی حضور کو کھڑے ہو کر وٹوانی کرتے نہیں دیکھا۔'' (۲۶۷/الف) اگر مرزا صاحب پیشاب کی حاجت ہونے پر احباب سے زیادہ دُور نہ جایا کرتے اور وٹوانی کھڑے ہو کر کیا کرتے اور وٹوانی کا ڈھیلا لوگوں کے سامنے زمین پر پھینکا کرتے تو شاید معراج الدین عمر جیسے کسی عقیدت مند کو یہ علم ہو جاتا کہ حضرت مرزا صاحب کبھی کبھی گڑ کے ڈھیلے سے وٹوانی فرما لیا کرتے ہیں تو ان کے اس ایمان

میں اور بھی اضافہ ہو جاتا کہ مرزا صاحب کو اپنے یارِ ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث دُنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔ ہم ''وحی شیطانی کی بارش'' کے عنوان کے تحت بحمد اللہ ناقابل تردید دلائل سے واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب پر شیطانی وحی کا نزول ہوا کرتا تھا لہٰذا اگر وہ کسی یار کی محبت میں دُنیا سے بے خبر رہتے تھے تو ان کا یار شیطان ہی ہو سکتا ہے۔

۹۔ سیرۃ المہدی میں ہے ''ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت (مرزا قادیانی) کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کرا کر سر پر باندھا۔'' (۲۶۷/ب) معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی نازک مواقع پر سادہ لوح عوام کسی ''بوجھ بجھکڑ'' کی خدمات سے مستفید ہوا کرتے ہیں۔ بات مرغا ذبح کرانے کی ہو رہی تھی۔ سیرۃ المہدی میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں ''ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزے کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اس لئے حضرت (مرزا) صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزے کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزے کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ (۲۶۷/ج) کاش مرزا صاحب نے چوزہ ذبح کرنے کا یہ کام مرزا نظام الدین کی بیماری کے موقع پر کیا ہوتا تو زخمی انگلی سے نکلنے والا ان کا خون مرزا نظام الدین کے سر پر لگایا جاتا تو شاید زیادہ ''متبرک'' ثابت ہوتا۔

۱۰۔ سیرۃ المہدی میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں ''حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو اٹھ کر وہ کہتی ابا شربت پینا ہے۔ آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔'' (۲۶۸/الف)

۱۱۔ اسی سیرۃ المہدی میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں ''بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں گیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستے میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی، کیوں کہ معلوم ہوا کہ جسے

میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بل کہ پسا ہوا نمک تھا۔" (۲۶۸/ب)

۱۲۔ مفتی محمد صادق قادیانی کا بیان ہے "ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضور (مرزا) صاحب کے پاس یکے میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ میری طرف بہت جھک گئے۔ میں ذرا کھسک گیا۔ آپ اور میری طرف ہو گئے میں اور ایک طرف ہو گیا۔ حتیٰ کہ اتنی تھوڑی سی جگہ پر میں رہ گیا کہ ایک جگہ پر یکے کا پہیہ جو کسی گڑھے میں پڑا اس دھکے سے میں نیچے جا پڑا اور جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لئے بیٹھ گیا تا حضرت صاحب محسوس نہ کریں کہ میں گرا ہوں مگر آپ نے فرمایا اوہو! مفتی صاحب آپ گر گئے، جگہ تو بہت ہے اور آپ پیچھے ہٹ گئے۔ شاید یہ بھی کوئی امتحان ہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔" (۲۶۸/ج) اس طرح کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف مرزا صاحب ہی کو دماغی بیماریوں کے علاج کی ضرورت نہیں تھی ان کے بعض مریدانِ باصفا بھی علاج اور طبی نگرانی کے محتاج تھے۔

۱۳۔ قریش مکہ اور دیگر مخالفین رسول اللہ ﷺ کو ازراہِ عداوت مجنون کہتے تھے۔ سورہ سبا میں ان مخالفین سے کہا گیا ہے کہ "اے پیغمبر! تو (ان سے) کہہ دے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر خوب سوچو۔ تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں۔ وہ تو تمہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔" (۲۶۹/الف) سورہ طور میں ہے کہ "(اے پیغمبر!) تو نصیحت کرتا رہ۔ تو اپنے رب کی نعمت سے نہ تو کاہن ہے اور نہ ہی مجنون ہے۔" (۲۶۹/ب) سورۂ تکویر میں ہے "اور تمہارا ساتھی مجنون نہیں ہے۔" (۲۶۹/ج) سورہ اعراف میں ہے کہ "کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا ان کے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے وہ تو (نہ ماننے والوں کو) صاف صاف ڈرانے والا ہے۔" (۲۷۰/الف) سورہ مومنون میں ہے کہ "وہ کیا کیا کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو جنون ہے؟ بل کہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر لوگ حق کو پسند کرنے والے نہیں ہیں۔" (۲۷۰/ب) الغرض قرآن کریم میں مخالفین و معاندین کی سخت تردید کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مجنون قرار دیتے تھے۔ ادھر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ تھا کہ میں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کا ظلّ اور بروز ہوں اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کو مراق و ہسٹیریا جیسے ذہنی امراض میں اپنے مبتلا ہونے کا بھی بھرپور اعتراف تھا۔ ان کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ قیامت کے قریب جس مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ میں غلام احمد ابن چراغ بی بی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ حضرت عیسیٰ تو اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو ٹھیک کرنے

کے معجزات دکھاتے تھے۔ ادھر مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے مسیح تھے دوسروں کو تو کیا ٹھیک کرتے خود ہی مجمع الامراض تھے۔ مراق، ہسٹیریا، دوران سر، دردسر، عصبی کم زوری، شدید ضعف حافظہ، ذیابیطس جس سے بعض اوقات دن رات میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا، جیسے شدید امراض میں مبتلا تھے۔ دق اور سل کی بیماری میں بھی مبتلا رہ چکے تھے۔ اسہال کی بیماری کے متعلق وہ خود کہتے ہیں ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔'' (۲۷۰/ج) بول و براز کی کثرت کی بنا پر وہ ''بروزی نبی'' کی بہ جائے بہ جا طور پر ''برازی متنبی'' کہلانے کے مستحق ہیں۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر نزول جب دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر ہوگا تو احادیث صحیحہ کی رو سے وہ دو زرد چادروں میں ملبوس ہوں گے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں مراق اور ذیابیطس ہیں جو مجھے لاحق ہیں۔ دمشق سے مراد قادیان ہے اور قادیان میں اگر منارہ نہیں تو کیا ہوا، ہم اب بنالیں گے چناں چہ منارۃ المسیح کے اشتہار سے لوگوں سے چندہ طلب کیا گیا اور ۱۹۰۲ء میں اس کی تعمیر شروع کرادی جو مرزا صاحب کی ۱۹۰۸ء میں موت کے بعد جا کر مکمل ہوا۔ مرزا صاحب کو جو متعدد بڑی بڑی بیماریاں لاحق تھیں ان میں نامردی کو بھی خاصی اہمیت حاصل ہے جس سے شفایابی کو وہ اپنے مسیح موعود ہونے کا بڑا نشان قرار دیا کرتے تھے چناں چہ وہ نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں ''دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کم زور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دورانِ سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجے کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیوں کہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چناں چہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آئے مگر باوجود ان کم زوریوں کے مجھے پوری قوت، صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔'' (۲۷۱/الف)

۱۴۔ مرزا قادیانی اگرچہ مراق و ہسٹیریا اور دیگر بڑے بڑے امراض کا شکار تھے۔ مراق و ہسٹیریا کی وجہ سے ان سے سفہیات (حماقتوں) اور مضحکہ خیز حرکتوں کا بھی صدور ہوتا رہتا تھا اور ان کے بعض الہامات بھی مراق و مالیخولیا اور جنون وسودا کا رنگ لئے ہوئے ہوتے تھے جیسا کہ گزشتہ مباحث میں ہم ''مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانی شماریات اور حسابی الہامات'' کے عنوان کے تحت واضح کر چکے ہیں تاہم یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ وہ دیوانہ بکار خویش ہوشیار کا بھی پورا پورا مصداق تھے۔ نہایت چالاکی

اور ہوشیاری سے مستقبل کی منصوبہ سازی کرتے تھے۔ لوگوں سے اشتہار بازی کے ذریعے عطیات وہدایا اور نقد رقوم بٹورنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف وتالیف کے بہانے سے انہوں نے خاصی دولت کمائی اور ساتھ ہی اس کتاب میں گول مول اور مبہم عبارتوں سے اپنے آئندہ دعوؤں کی زمین ہموار کرلی اور مولانا محمد حسین بٹالویؒ جیسے علماء بھی اس دور میں انہیں پوری طرح پہچان نہ سکے لیکن شاطرانہ چالوں اور رنگارنگ کی تاویلات فاسدہ کے باوجود وہ اپنی تحریروں میں ناقابل تطبیق تضادات اور لاینحل اختلافات پیدا کرتے ہیں۔ تناقض اسی کے کلام میں ہوا کرتا ہے جو جھوٹا یا مخبوط الحواس ہو۔ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (۱۷/ب)

دوسرا حصہ

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کے متعلق مباحث

الف: سچے اور جھوٹے مسیح میں امتیاز: گزشتہ مباحث میں مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا نبی ہونا ہم بحمداللہ خاطر خواہ طور پر ثابت کرتے چلے آئے ہیں جس سے ضمناً ان کا تقابل سچے مسیح حضرت عیسیٰ سے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہاں بعض اہم سابقہ وجدید نکات کو یکجا کیا جارہا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے **إِذْ قَالَتِ الْمَلآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَo وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَمِنَ الصَّالِحِينَo قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُo وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَo وَرَسُولاً إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْراً بِإِذْنِ اللّهِ وَأُبْرِئُ الأكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِـي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَo** (۱۷/ج)'' (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب فرشتوں نے مریم سے کہا کہ بے شک اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو دُنیا اور آخرت میں باوقار ہے اور وہ (میرے مقربین میں سے ہوگا اور وہ لوگوں سے گہوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ (مریم) نے کہا، اے میرے رب! مجھے لڑکا کہاں سے ہوگا حال آں کہ کسی انسان نے مجھے چھوا نہیں (اللہ نے) کہا، اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

جب وہ کسی کام کا ارادہ کرے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے، ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔اور وہ اسے کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دے گا۔اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔اگر تم ایمان لانے والے بنو۔'' سورۂ مریم میں ہے ''قَالَ إِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ آتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِیّاًo وَجَعَلَنِی مُبَارَکاً أَیْنَ مَا کُنتُ وَأَوْصَانِی بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیّاًo وَبَرّاً بِوَالِدَتِی وَلَمْ یَجْعَلْنِی جَبَّاراً شَقِیّاًo وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدتُّ وَیَوْمَ أَمُوتُ وَیَوْمَ أُبْعَثُ حَیّاً o (۲۷۲/الف)'' (عیسیٰ نے گہوارے میں ہی) کہا کہ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں۔اور اس نے مجھے اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت گیر اور بدبخت نہیں کیا۔اور مجھ پر سلام ہی سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔''

یہ قرآنی مضامین جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی پر ہرگز صادق نہیں آتے جیسا کہ آئندہ نکات میں ترتیب وار واضح کیا جا رہا ہے:

۱۔ مسیح (Messiah) عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر پر متبرک تیل کی مالش کی گئی ہو۔چناں چہ گڈ نیوز بائبل میں انگریزی زبان میں مسیح کا ترجمہ The Anointed One کیا گیا ہے۔ (۲۷۲/ب) اسرائیلی بادشاہ جب تخت نشین ہوتے تو ان کے سر پر مقدس تیل کی مالش کی جاتی تھی۔بعد میں یہ لفظ اس نہایت ہی عظیم الشان حکمران کے لئے مخصوص ہو گیا جو لوگوں کے لئے نجات دہندہ بھی ثابت ہو۔یونانی زبان میں مسیح کا ہم معنی لفظ کرائسٹ (Christ) ہے۔

بنی اسرائیل (یہودیوں) کو سچے مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انبیائے سابقین کے ذریعے خبر دی گئی تھی لیکن اپنی بدبختی اور شقاوت سے انہوں نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا۔یہودی ان دنوں بت پرست رومی حکومت کے ماتحت غلامانہ زندگی بسر کرتے تھے۔اگر وہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے اور دل و جان سے ان کا ساتھ دیتے تو آپ ان کے لئے یقیناً نجات دہندہ

ثابت ہوتے لیکن ''اگر'' سے تاریخ نہیں بنتی۔ تقدیر الٰہی میں یہ تھا کہ جس طرح سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے متعلق لوگوں کو نہایت اہتمام سے بشارتیں دی ہیں اسی طرح قیامت کے قریب وہ دُنیا میں آئیں اور لوگوں کو بتائیں کہ جس پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی آمد آمد کی میں بشارتیں دیتا رہا تھا وہ آچکے۔ یہودیوں نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کردیا اور رومی حکومت کے توسط سے انہیں مصلوب کرانے کی ناکام کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ قیامت کے قریب ان کا زمین پر دوبارہ نزول ہوگا۔ یہودی اس سچے مسیح سے تو محروم ہوگئے لیکن اب تک وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ جس عظیم الشان مسیح اور نجات دہندہ کی خبریں انہیں دی گئی تھیں وہ ابھی آنے والا ہے اور وہ تا حال اس کے منتظر ہیں۔ قیامت کے قریب ان یہودیوں میں دجال اکبر کا ظہور ہوگا جو بڑے بڑے خوارق اور عجیب عجیب کام دکھائے گا۔ یہودی اسے سچا مسیح سمجھتے ہوئے اس کا ساتھ دیں گے۔ وہ واقعی اپنے وقت کا بہ ظاہر جلیل القدر حکم ران ہوگا لیکن وہ شیطانی مسیح تو ضرور ہوگا، ربانی مسیح ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ بڑا مکار اور فریبی ہوگا، اسی لئے اسے دجال کہا جاتا ہے۔ یہ جھوٹا مسیح سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مقتول ہوگا، جب ان کا آسمان سے زمین پر نزول ہوگا۔ دجال کا ساتھ دینے والے یہودی بھی ذلیل وخوار اور ماخوذ ومقتول ہوں گے۔ دجالی فتنے کے استیصال اور پھر اقوام یاجوج وماجوج کی خدائی عذاب سے ہلاکت کے بعد روئے زمین پر صرف ایک ہی دین یعنی اسلام باقی رہے گا۔ دیگر تمام ادیانِ باطلہ مٹ جائیں گے۔ اس لئے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اس پوری امت مسلمہ کا اور کوئی فرماں روانہ ہوگا اور وہ عظیم الشان حکم ران ہوکر اسم بامسمیٰ ثابت ہوں گے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اور صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو مسیح کا لقب عنایت فرمایا ہے۔ ان کے سوا جو بھی مسیح اور نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ یقیناً جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح سر سے پاؤں تک جھوٹا، مفتری اور دھوکے باز ہوگا۔ سچے مسیح کا نام خود اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ رکھا ہے جب کہ ہندوستان کے جھوٹے مسیح کا نام خود اس کے والدین نے غلام احمد رکھا۔

۲۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت مریم علیہا السلام ہے۔ جب کہ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔

۳۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا اور آخرت دونوں میں نہایت باوقار اور محترم ہستی ہیں جب کہ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کا ذلیل وخوار ہونا متعدد وجوہ سے ثابت ہے۔ مثلاً مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ میری آسمانی منکوحہ ہے اور دنیا میں بھی اس کے ساتھ میرا نکاح

تقدیر مبرم ہے۔اس کا خاوند مرزا سلطان محمد میری زندگی میں ہی مر جائے گا اور وہ محمدی بیگم بیوہ ہو کر لازماً اور یقیناً میرے نکاح میں بہ ہر حال آئے گی۔ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔مرزا صاحب کو یقین تھا کہ میری خاص اولاد اسی محمدی بیگم کے بطن سے پیدا ہوگی لیکن ان کا کامیاب رقیب مرزا سلطان محمد ان کی آسمانی منکوحہ کو لئے پھرتا رہا اور اس سے اس کے بچے دھڑا دھڑ پیدا ہوتے چلے گئے۔یوں وہ ساری عمر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔اس سے بڑھ کر جھوٹے مسیح کے لئے اور ذلت و رسوائی کیا ہوسکتی ہے؟ مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا تھا ''اگر یہ (محمدی بیگم سے میرے نکاح کی) پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں ہے تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں۔'' (۲۷۲/ج) یہ پیش گوئی قطعاً جھوٹی نکلی۔ایسا شخص جو اپنے قلم سے نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ثابت ہوگیا ہو اسے باوقار اور معزز کیسے کہا جاسکتا ہے؟

۴۔سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔جب کہ جھوٹا مسیح مرزا قادیانی اپنے ہی قلم سے نامراد، مردود، ذلیل اور دجال ہے۔ایسا شخص شیطان کا مقرب تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہرگز نہیں۔

۵۔سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں کلام کیا۔جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی سے ایسی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔

۶۔سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے باتیں کریں گے۔عام حالات میں عمر پانے والا ہر شخص ادھیڑ عمر میں باتیں کیا ہی کرتا ہے لہٰذا اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت اسی صورت میں قرار دیا جاسکتا ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے اور قیامت کے قریب جب ان کا زمین پر نزول ہوگا تو وہ احادیث صحیحہ کی رو سے زمین پر چالیس یا پینتالیس سال رہیں گے اس لئے ان کا ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں کرنا ان کے رفع و نزول سے وابستہ ہے۔جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کو آسمان پر زندہ نہیں اٹھایا گیا کہ بعد میں آسمان سے زمین پر ان کا نزول ہوا ہو۔وہ اسی زمین پر رہے اور مر کر مدفون ہوئے۔خود مرزا قادیانی بھی کسی زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب زمین پر ان کے نزول کے قائل تھے۔براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔۱۸۸۴ء) میں انہوں نے لکھا ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔'' (۲۷۳/الف) اسی براہین احمدیہ میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (۲۷۳/ب) اسی براہین احمدیہ میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا ''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے

ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔'' (۲۷۳/ ج)
بعد میں ۱۸۹۱ء۔۱۸۹۲ء میں وہ امت۔ کے اس اجماعی عقیدے سے منحرف ہو گئے اور یہ دعویٰ کر دیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تو فوت ہو کر کشمیر میں مدفون ہوئے۔ احادیث میں جس ابن مریم علیہما السلام کی دوبارہ آمد کا ذکر ہے اس سے مراد میں غلام احمد ابن چراغ بی بی ہوں۔ یہاں لازماً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا عقیدہ باطل اور خلافِ شرع تھا یا دوسرا؟ جو عقیدہ بھی خلافِ شرع مان لیا جائے تو یہی مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں **ومن تفوہ بکلمۃ لیس لہ اصل صحیح فی الشرع ملھما کان او مجتھدا فان الشیاطین فیہ متلاعبۃ** (۲۷۴/ الف) ''اور جو شخص منہ سے ایسی بات نکالے جس کی شرع میں صحیح اصل نہ ہو تو خواہ ایسا شخص ملہَم (الہام یافتہ) ہو یا مجتہد ہو اس کے اندر شیاطین کھیل رہے ہوتے ہیں۔'' اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سماوی کے عقیدے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں تو جب تک وہ سال ہا سال کے لئے اس عقیدے پر قائم رہے تو شیاطین ان کے اندر کھیلتے رہے۔ اگر ان کے بعد والے وفاتِ عیسیٰ کی عقیدے کی شرع میں کوئی اصل نہیں تو وہ ۱۸۹۱ء سے اپنے سالِ وفات ۱۹۰۸ء تک شیاطین کا محبوب کھلونا بنے رہے۔ اگر قادیانی حضرات کی دل جوئی کے لئے تھوڑی دیر کے لئے وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو صحیح مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ قیامت کے قریب جس عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بل کہ کوئی اور شخصیت مراد ہے تو بھی قادیانیوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ جب مرزا قادیانی سے ان کی اپنی تحریر کی رو سے شیاطین سال ہا سال تک ان کے اندر کھیلتے رہے تو ایسا شخص تو ایک شریف انسان بھی کہلانے کا مستحق نہیں چہ جائے کہ اسے مسیح موعود اور نبی مانا جائے۔ یہاں اجتہادی غلطی کا عذر بھی قطعاً کارگر نہیں ہو سکتا، کیوں کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ خلافِ شرع بات مجتہد کے منہ سے بھی نکلی ہو تو اس کے اندر شیاطین کھیل رہے ہوتے ہیں۔

۷۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام صالحین میں سے ہیں جب کہ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہی قلم سے شیاطین کا محبوب کھلونا تھے۔ اور سالہا سال سے یہ شیاطین ان کے اندر کھیل رہے تھے۔

۸۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس معنی میں کلمۃ اللہ ہیں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عام اسباب کے تحت نہیں بل کہ خرقِ عادت کے طور پر کلمہ کن سے پیدا فرمایا۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ مرزا قادیانی نے حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھا ہے ''یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **انہ لعلم للساعۃ** تحقیق وہ (عیسیٰ مسیح) قیامت کی علامت ہے۔ یہ نہیں کہا کہ آئندہ کو علامت ہوگا۔ پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی

ہے کہ وہ (مسیح) علامت قیامت کسی ایسی وجہ سے ہے جو اس کو اس وقت حاصل تھی، وہ اس کا بے باپ پیدا ہونا تھا۔'' (۲۷۴/ب) یہاں مرزا قادیانی نے اگرچہ غلط تفسیر کی ہے لیکن یہ تو معلوم ہوگیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونے والا مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی اس لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے قریب ان کا زمین پر نزول ہوگا۔ اگر بہ قول مرزا صاحب ان کا بے باپ پیدا ہونا علامتِ قیامت ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کو تو قرآن کریم میں بہ طریق اولیٰ قیامت کی علامت قرار دینا چاہئے تھا کیوں کہ وہ تو باپ اور ماں دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ یہی مرزا قادیانی اعجاز احمدی (۱۹۰۳ء) میں لکھتے ہیں ''پھر یہ (علماء) کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے ''**انہ لعلم للساعۃ**''، جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے ان سے ڈرنا چاہئے کہ نیم ملا خطرۂ ایمان...... کیسی بد بودار نادانی ہے جو اس جگہ ''ساعۃ'' سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ''ساعۃ'' سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھوں یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔'' (۲۷۴/ج) مرزا قادیانی کی حمامۃ البشریٰ اور اعجاز احمدی کی مذکورہ عبارتوں میں کھلا تناقض ہے۔ حمامۃ البشریٰ میں ''ساعۃ'' کا ترجمہ خود انہوں نے قیامت کیا ہے لیکن اعجاز احمدی میں انہوں نے ''ساعۃ'' سے قیامت مراد لینے والوں کو بد بودار نادان اور نیم ملا خطرۂ ایمان قرار دیا ہے۔ یوں ان اوصاف کو انہوں نے اپنے ہی اوپر بہ خوبی چسپاں کر دیا ہے۔ یہی مرزا قادیانی جو حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش کو مان رہے ہیں، ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں لکھتے ہیں ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (یعنی بڑھئی) کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔'' کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔'' (۲۷۵/الف) اہل علم جانتے ہیں کہ صرف باپ کی طرف سے بھائی بہنوں کو علاتی، صرف ماں کی طرف سے بھائی بہنوں کو اخیافی اور ماں باپ دونوں کی طرف سے بھائی بہنوں کو حقیقی بھائی بہن کہا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی کھلی مخالفت اور تکذیب کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ نیز ان کی ان عبارتوں کا حمامۃ البشریٰ کی عبارت سے کھلا تناقض بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ تناقض کے متعلق یہی مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (۲۷۵/ب) پس مرزا قادیانی کافر و مخبوط الحواس ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے بھی جھوٹے مسیح ہیں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے تھے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی۔ قرآن کریم میں کتاب وحکمت، قرآن وسنت کو کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد چوں کہ امت محمدیہ کی رہ نمائی قرآن وسنت کی روشنی میں کریں گے اور خود بھی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوں گے اس لئے انہیں قرآن وسنت کی تعلیم بھی دی گئی۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کی قرآن فہمی کا نمونہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۸ میں دیکھ چکے ہیں اور مثلاً ان کی قرآن فہمی کا دلچسپ نمونہ یہ ہے کہ وہ ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں لکھتے ہیں ''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان''۔ (۲۷۵/ ج)۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن میں تو قادیان کا نام کہیں درج نہیں، کسی قادیانی قرآن میں ہو تو اس سے ہمیں غرض نہیں۔

۱۰۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات وانجیل کی بھی تعلیم دی گئی، کیوں کہ آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے سے پہلے زمین پر وہ صرف بنی اسرائیل ہی کے لئے رسول تھے۔ وہ خود بھی تورات وانجیل پر عمل کرتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کا تورات اور انجیل سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ چناں چہ وہ چشمہ معرفت (۱۹۰۸ء) میں لکھتے ہیں ''جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ (سابقہ آسمانی کتب) محرف ومبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں۔ چناں چہ اس واقعے پر اس زمانے میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔'' (۲۷۶/ الف) اسی صفحے پر وہ مزید لکھتے ہیں: ''سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آں حضرت ﷺ کے زمانے تک ردی کی طرح ہو گئی تھیں۔'' (۲۷۶/ ب) لیکن اس کے خلاف یہی مرزا قادیانی اسی چشمہ معرفت میں یہ بھی لکھتے ہیں ''یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف ومبدل ہیں، ان کا بیان قابل اعتبار نہیں، ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔'' (۲۷۶/ ج) دیکھئے یہاں مرزا قادیانی، ان کتب کو غیر محرف قرار دے رہے ہیں جنہیں وہ ردی کی طرح بھی قرار دیتے ہیں اور پھر ان ہی کتب سے وہ اپنی مزعومہ صداقت پر دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ اگر یہ کتب بہ قول ان کے ردی کی طرح ہو گئی تھیں تو جو استدلال انہوں نے ان کتب سے اپنی مزعومہ صداقت پر اپنی کتب میں جا بہ جا کیا ہے تو کیوں نہ اسے ردی کی ٹوکری میں ڈالا جائے؟ کلام میں یہ کھلا تناقض ان کے جھوٹے مسیح ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ قرآن کریم اور محرف بائبل کے مضامین سے مرزا قادیانی کی باخبری کا یہ عالم ہے کہ وہ کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں زکریا باب ۱۴، آیت ۱۲، انجیل متی باب ۲۴، آیت ۷، مکاشفات باب ۲۲، آیت ۸ کے حوالے سے یہ لکھ بیٹھے ''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف بل کہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے

وقت طاعون پڑے گی بل کہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی تھی۔'' (۲۷۷/الف) بائبل کے مذکورہ مقامات میں طاعون کا دور دور تک کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی قرآن کریم میں ایسا کوئی مضمون ہے۔

۱۱۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرنے، مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارنے سے اسے سچ مچ پرندہ بنا دینے کے محیر العقول معجزات دکھائے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی کسی مرغی کی ٹوٹی ٹانگ بھی بہ طریق معجزہ درست کر کے نہیں دکھائی۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نزول کے بعد خدائی کے مدعی جس دجال اکبر کو قتل کریں گے وہ بھی بہ طور استدراج بڑے بڑے خوارق دکھائے گا۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے پیچھا چھڑانے کے لئے عافیت اسی میں سمجھی کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا سرے سے انکار کر دیا جائے۔ یہودیوں نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جادو قرار دیا تو جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے بھی ہو بہ ہو ان یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو شعبدہ اور کھیل قرار دیا۔ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ''عیسائیوں نے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (۲۷۷/ب) ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں انہوں نے لکھا ''مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔'' (۲۷۷/ج) اسی کتاب میں مزید لکھا ہے ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بل کہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔'' (۲۷۸/الف) اسی کتاب میں مزید یہ بھی لکھا ہے ''یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہ ہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اُڑانے کا کام) صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔'' (۲۷۸/ب) مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے قطعی اور یقینی مضامین کا استہزائیہ انداز میں انکار کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ پس وہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی تھے۔

۱۲۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو بہ طور معجزہ یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ وہ کیا کھا کر آئے ہیں اور انہوں نے گھروں میں کیا کچھ ذخیرہ کر رکھا ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کو دوسروں کے متعلق تو کیا علم ہوتا، انہیں تو خود اپنے کھانے کا بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ میں کیا کھا رہا ہوں۔ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کے حوالے سے اپنے باپ کے متعلق لکھا ہے ''اسی طرح کھانا کھانے کا

یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔'' (۲۷۸/ ج) یہاں قادیانیوں کو کسی دوسرے پیغمبر کی مثال دینے کا حق نہیں کیوں کہ ان میں سے کسی نے بھی مثیلِ مسیح یا مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

۱۳۔ سورۂ مریم کے متعلقہ مضامین کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں فرمایا تھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور مثلاً سورۂ نساء میں ہے کہ مسیح (عیسیٰ) ہرگز اس میں عار محسوس نہیں کرتا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے (اللہ کا بندہ ہونے میں) کوئی عار محسوس کرتے ہیں۔ (۲۷۹/ الف) ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے مثلاً اربعین (۱۹۰۰ء) میں اپنے متعلق الہام لکھا ہے **انت منی بمنزلة اولادی** (۲۷۹/ ب) یعنی ''(اے مرزا!) تو میری اولاد کے مرتبے پر ہے۔'' حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں یہ الہام لکھا ہے **انت منی و انا منك** (۲۷۹/ ج) یعنی ''(اے مرزا) تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' یہاں کوئی بھی تاویل اس لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب کے ایک مرید ظہور الدین اکمل آف گولیکی گجرات نے ان کی مدح میں فریم شدہ ایک نظم پیش کی تھی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

خدا سے تو، خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیان میں
(۲۸۰/ الف)

اس شعر میں شاعر نے قسم کھا کر مرزا قادیانی کا رتبہ بیان کیا ہے۔ ادھر مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں اصول بیان کیا ہے **والقسم بدل ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فاما فائدة کانت فی ذکر القسم** (۲۸۰/ ب) یعنی ''قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں کسی بھی تاویل اور استثنا کی کوئی گنجائش نہیں ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟''

۱۴۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں ہی یہ خبر بھی دے دی کہ اللہ نے مجھے صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی مزعومہ مسیحیت کا بارہ سال تک اور مزعومہ نبوت کا کوئی اکیس سال تک باعترافِ خود پتہ نہ چل سکا۔ اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔'' (۲۸۰/ ج) ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) میں وہ لکھتے ہیں ''چناں چہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔ ۱۸۸۴ء) میں شائع ہو چکے ہیں ان

میں سے ایک وحی اللہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔'' (۲۸۱/الف) یعنی جھوٹے مسیح کو ۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۱ء تک پتہ نہ چل سکا کہ میں مجازی نہیں بل کہ حقیقی مسیح موعود ہوں اور ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۱ء تک پتہ نہ چل سکا کہ میں حقیقی نبی ہوں۔ ایسا اس لئے ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی تھے۔

۱۵۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں یہ بھی بتایا کہ میں جہاں کہیں بھی ہوں برکت والا ہوں۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ثابت کر دکھایا ہے جیسا کہ محمدی بیگم سے نکاح کی پیشین گوئی کے سلسلے میں اوپر نکتہ نمبر۳ میں مذکور ہو چکا ہے۔

۱۶۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں یہ بھی بتایا کہ جب تک میں (دُنیا میں) زندہ رہوں میرے رب نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کی نماز کا حال لکھنؤ کے رسالے دلگداز میں یوں بیان کیا گیا ہے...... ''پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی مل لیں، دیکھیں کس قماش کے آدمی ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے...... اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بے تاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔'' (۲۸۱/ب) قادیانی اخبار الفضل میں مفتی محمد صادق قادیانی کا بیان ہے ''حضور (مرزا قادیانی) کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد میں نہ جا سکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحبہ صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں بل کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔'' (۲۸۱/ج) مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی نے سیرۃ المہدی میں بحوالہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی لکھا ہے ''ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور (مرزا صاحب) کی ایک فارسی نظم

پڑھی جس کا مصرع یہ تھا ''اے خدا! اے چارۂ آزار ما'' (۲۸۲/الف)

مرزا قادیانی تو بہ زعم خویش رسول اللہ ﷺ کے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ظل اور بروز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز کی امامت خود فرمایا کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دورانِ نماز نزول وحی وغیرہ کی وجہ سے آپ اچانک نماز چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے ہوں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ گھر میں آپ نے زنانہ نماز پڑھائی ہو جس میں اپنی کسی اہلیہ محترمہ کو امامت میں اپنے ساتھ آگے کھڑا کیا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز میں آپ نے یا خلفائے راشدینؓ نے عربی زبان کے ساتھ کسی اور زبان میں بھی اور وہ بھی اشعار میں نماز پڑھی اور پڑھائی ہو۔ یاد رہے کہ ظل، بروز، تناسخ اور حلول وغیرہ کے تصورات قطعاً غیر اسلامی ہیں جو جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے ہنود و مجوس اور نصاریٰ سے اخذ کر رکھے تھے۔ لفظ ''مسیح'' کے ساتھ ''موعود'' کا لاحقہ بھی خالصتاً یہودی اصطلاح ہے۔ خیر یہ تو رہا جھوٹے مسیح کی نماز کا حال۔ اب رہی زکوٰۃ کی بات۔ سیرۃ المہدی میں مرزا بشیر احمد نے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی کے حوالے سے لکھا ہے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی اور تسبیح نہیں رکھی۔'' (۲۸۲/ب) اگر اللہ کا پیغمبر اپنے پاس مال رکھے ہی نہیں تو زکوٰۃ کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر پیکر جود و سخا تھے۔ حضرت جابرؓ کا ارشاد ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز کسی نے مانگی ہو اور آپ نے نہیں کہہ دیا ہو۔ (۲۸۲/ج) گھر میں اختیاری فقر و فاقے کا یہ حال تھا کہ بہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دو دو ماہ گزر جاتے تھے، تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ پھر آپ لوگ کیا کھاتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بس دو کالی چیزوں پر گزارہ تھا۔ یعنی کھجور اور پانی۔'' (۲۸۳/الف) مرض وفات میں رحلت سے ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا، اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیئے۔ رات کو چراغ کے لئے تیل نہیں تھا، اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پڑوسن سے ادھار لیا۔ آپ کی ایک ذرہ یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً ۷۵ کیلوگرام) جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (۲۸۳/ب) ادھر مسیحیت و نبوت اور رسول اللہ ﷺ کا ظل و بروز ہونے کے جھوٹے مدعی کا یہ حال تھا کہ ان سے منحرف ہونے والوں نے ان پر حرام خوری اور مالی خیانت کے نہایت ہی سنگین الزامات عائد کئے۔ بل کہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی لاہوری وغیرہ جو آخر دم تک مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے رہے وہ بھی اس معاملے میں مطمئن نہیں تھے۔ خواجہ کمال الدین نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی سے کہا ''یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم

کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بل کہ بہ جائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے۔'' (۲۸۳/ج) یہ شخصی اغراض کن لوگوں کی تھیں، اس کے متعلق خواجہ صاحب کا بیان سنئے۔ ''جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں۔ وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم تو بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے قادیان میں جا کر انبیاء وصحابہ کی زندگیوں کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں۔'' (۲۸۴/الف) حضرات انبیاء علیہم السلام پر ان کے بد ترین دشمنوں نے بھی کبھی مالی خیانت اور لوگوں کے معاشی استحصال کا الزام نہیں لگایا۔ اس طرح کا کوئی الزام سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی کبھی عائد نہیں کیا گیا۔ خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے بد ترین مخالف بھی برملا آپ کو ''امین'' کہتے تھے۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی اور ان کے اہل خانہ کی لوگوں کے چندوں، تحائف وعطیات پر مبنی پر تعیش زندگی کے پیش نظر زکوٰۃ کا مسئلہ اٹھانا اس لئے عبث ہے کہ خود مرزا بشیر احمد کو اعتراف ہے کہ ان کے ابا جی مرزا قادیانی نے زکوٰۃ کبھی نہیں دی۔

۱۷۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ہوں۔ چوں کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے صرف اپنی والدہ ماجدہ کا ذکر کیا۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد نے اپنے باپ کی پنشن کی رقم سات سو روپیہ (جو دور حاضر کے حساب سے لاکھوں میں بنتی ہے) وصول کر کے عیش وعشرت میں اڑا دی۔ پھر شرم کے مارے گھر آنے کی بہ جائے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازمت اختیار کر لی جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک جاری رہی۔ (۲۸۴/ب) کتاب البریۃ (۱۸۹۸ء) میں مرزا صاحب نے اپنا سال ولادت ۱۸۳۹ء۔۱۸۴۰ء بیان کیا۔ (۲۸۴/ج) یوں پنشن کی وصولی اور ملازمت کے آغاز کے وقت ان کی عمر چوبیس یا پچیس سال سے کم نہیں تھی۔ مرزا صاحب کی پہلی بیوی حرمت بی بی سے جب ان کا بڑا بیٹا سلطان احمد پیدا ہوا، اس وقت ان کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ (۲۸۴/د) یعنی جب انہوں نے اپنے باپ کی پنشن کی خطیر رقم شرم ناک کاموں میں اڑا دی تو وہ شادی شدہ تھے اور ان کا بڑا بیٹا سلطان احمد آٹھ یا نو سال کا تھا۔ لہٰذا ان کی مدافعت میں یہ عذر کوئی وزن نہیں رکھتا کہ انہیں ان کے ایک رشتہ دار مرزا امام الدین نے اس سلسلے میں بہکایا تھا۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حسن سلوک کی بات گہوارے میں ہی کی تھی، جس سے معلوم ہوا کہ بچپن سے جوانی تک وہ اپنی والدہ کے ہمیشہ فرماں بردار رہے۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنی والدہ نصرت جہاں بیگم کے حوالے سے سیرۃ

المہدی میں لکھا ہے'' اور بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت (مرزا) صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا، نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔'' (۲۸۵/ الف) یعنی جھوٹے مسیح مرزا قادیانی بچپن میں بے وقوف، ضدی اور چڑچڑی طبیعت کے مالک تھے جس سے وہ اپنی ماں کو ایذا پہنچاتے تھے۔ انہوں نے اپنی مزعومہ بعثت سے پہلے کے دور کے متعلق تتمہ حقیقت الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھا ہے۔'' یہ وہ زمانہ تھا جس میں کوئی بھی مجھے نہیں جانتا تھا۔ نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیوں کہ میں اس زمانے میں کوئی بھی چیز نہ تھا۔ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔'' (۲۸۵/ ب) یہاں اس سوال کو جانے دیجئے کہ پھر مرزا صاحب کو کس شیطانی وحی سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے اور ان کی قبر کشمیر میں فلاں مقام پر ہے، یہاں ہمیں یہ تو معلوم ہوگیا کہ مزعومہ بعثت سے پہلے اگر مرزا صاحب کے حالات گم نامی کے پردے میں مستور نہ ہوتے تو والدین کے ساتھ ان کی بدسلوکیوں اور حق تلفیوں کے اور بھی بہت سے واقعات شاید ہمارے سامنے ہوتے۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، لیکن بدبخت یہودیوں نے آپ کی والدہ ماجدہ پر بدچلنی کا بہتان لگایا اور حضرت عیسیٰؑ کے نسب کو داغدار کرنے کی نہایت خبیث اور مذموم جسارت کی۔ یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جعلی اور خودساختہ مسیح مرزا قادیانی نے بھی یہی سنگین گستاخی کی ہے۔ ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں انہوں نے یہ خبیث مضمون لکھا!

''حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کے اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہوجاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بل کہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیوں کہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہوجاتا ہے۔'' (۲۸۵/ ج) قادیانی اخبار الحکم میں مرزا قادیانی نے یوں خباثت دکھائی ہے۔'' بزرگوں نے بہت اصرار کرکے بہ سرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرادیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرادیا تا کہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا

ہوگیا، جس کا نام یسوع رکھا گیا۔'' (۲۸۶/ الف) یادرہے کہ یسوع کو ہی قرآن کریم میں عیسیٰ کہا گیا ہے۔ چشمہ مسیحی (۱۹۰۶ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا۔ ''لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہوگیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار (بڑھئی) سے نکاح کردیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔'' (۲۸۶/ ب) کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی نے یہ خبیث عبارت لکھی ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔'' (۲۸۶/ ج) جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے مذکورہ خبیث عبارتوں میں یہ بہتان لگایا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی تو وہ اپنے منسوب کے ساتھ نکاح سے پہلے ہی آزادانہ گھومتی پھرتی رہیں، اسی حالت میں انہیں حمل ٹھہر گیا تو خاندان کے بزرگوں نے ان کا جلد از جلد نکاح یوسف نجار سے کردیا۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ یہودیوں کی طرح جھوٹے مسیح مرزا قادیانی بھی حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان لگانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو سحر وشعبدہ قرار دینے کی وجہ سے ملعون و مغضوب ہوگئے۔ منافقت کی انتہا ہے کہ اس بہتان سازی کے باوجود وہ حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ بھی لکھ رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکے۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے انجام آتھم وغیرہ اپنی کتب میں اپنے مخالف علما کو بار بار یہودی صفت لکھا ہے۔ اصل یہودی کون ہے؟ اسے ڈھونڈ نکالنے کے لئے کسی سمجھ دار کو اس میں شک نہیں ہونا چاہئے کہ یہ جھوٹا مسیح مرزا قادیانی ہی یہودیوں کی کھلی ہم نوائی میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین کرنے والا پکا یہودی ہے۔

۱۸۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سخت گیر اور بد بخت نہیں بنایا ہے۔ سورۂ حدید میں ہے **وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً** (۲۸۷/ الف) '''اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اس (عیسیٰ) کی پیروی کی شفقت اور رحمت ڈال دی تھی۔''

ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام قادیانی نے مدت العمر زلزلوں، طاعون اور وباؤں کی پے در پے پیش گوئیوں سے لوگوں کا خون خشک کئے رکھا۔ اپنے مخالفین پر وہ لعنتیں برساتے رہے وہ اس قدر کم ظرف اور مغلوب الغضب تھے کہ مثلاً نور الحق (۱۸۹۳ء) مین اپنے مخالفین کے لئے لعنت کے لفظ کو علیحدہ علیحدہ کرکے ایک ہزار مرتبہ لکھا ہے۔ (۲۸۷/ ب) اور مثلاً ضمیمہ نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے لئے یہ لفظ دس مرتبہ یک جا لکھا ہے۔ مخالفین میں سے جو بھی بہ قضائے الٰہی فوت ہوجاتا تو

مرزا قادیانی بغلیں بجانے لگتے اور فوراً یہ دعویٰ داغ دیتے کہ یہ ''نابکار'' میری وجہ سے مرا ہے۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے اپنی مزعومہ صداقت پر جو نام نہاد نشان بیان کئے ہیں۔ ان کی بڑی اکثریت طاعون و ہیضہ جیسی وباؤں، زلزلوں وغیرہ کی پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے یا اپنے مخالفین کے متعلق ان کے اس طرح کے مضامین ہیں کہ فلاں میری وجہ سے فلاں بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا، فلاں اندھا ہو گیا، فلاں مفلس و قلاش ہو گیا اور فلاں بے اولاد رہ گیا وغیرہ وغیرہ۔ **من الخرافات و الھذلیات**۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تو رحمت و شفقت کا مجسمہ تھے۔ ادھر جھوٹے مسیح کے پیروکاروں مثلاً ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود خلیفۂ قادیان نے لکھا ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔'' (۲۸۷/ج) سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر تو کفار بھی اسلام قبول کر لیں گے۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں نے کروڑوں مسلمانوں کو خواہ وہ اس جھوٹے مسیح کو جانتے تک نہ ہوں، کافر قرار دے ڈالا!! یہ ہے ان کی ''شفقت و رحمت''

۱۹۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میری موت آئے گی اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا، مجھ پر سلام ہی سلام ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام قادیانی نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دل میں دشمنی رکھتے ہوئے یہودیوں کی طرح ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہؑ پر بہتان عظیم لگایا اور ملعون و مغضوب لوگوں میں شامل ہو گئے، کیوں کہ قرآن کریم میں یہودیوں کے ملعون و مغضوب ہونے کے جو اسباب مذکور ہیں حضرت مریمؑ پر ان کی بہتان تراشی کو بھی ایک سبب قرار دیا گیا ہے (۲۸۸/الف) نیز اس جھوٹے مسیح نے محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی کے سلسلے میں اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو نامراد ملعون، مردود، ذلیل اور دجال بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ جیسا کہ ہم اسی مضمون میں اوپر نکتہ نمبر ۳ میں واضح کر چکے ہیں۔ نیز اس جھوٹے مسیح کو بہ ظاہر کبھی توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے خلاف آخری فیصلے کے طور پر انہوں نے جو بد دعا کی تو یہ نہیں کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اے اللہ! مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما اور مجھے صراط مستقیم پر گام زن فرما۔ اس کے برعکس یہ کہا کہ اگر میں مفتری اور کذاب ہوں تو اے اللہ! مجھے ثناء اللہ کی زندگی میں ہی ہلاک کر دے (۲۸۸/ب) چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ پادری عبد اللہ آتھم اور محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئیوں کے متعلق جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے یوں دعا کی۔ ''اور اگر اے خدا! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ

مخالفوں نے سمجھا ہے۔'' (۲۸۸/ ج) چناں چہ نہ تو پیشین گوئیوں کے مطابق جھوٹے مسیح کا محمدی بیگم سے نکاح ہوا، نہ ہی محمدی بیگم کا شوہر مرزا سلطان محمد ہوا، جھوٹے مسیح کی زندگی میں فوت ہوا بل کہ جھوٹا مسیح خود ہی قبر میں اتر گیا۔ پادری عبداللہ آتھم بھی جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کی مقررہ میعاد پندرہ ماہ کے اندر فوت نہ ہوا۔ تو ایسا مفتری، کذاب، ملعون، مردود، دجال اور جھوٹا مسیح اور جھوٹا نبی سلامتی کے لائق کیسے ہوسکتا ہے؟

۲۰۔ ہم نے بعض متعلقہ قرآنی مضامین کی روشنی میں سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھوٹے مسیح مرزا غلام قادیانی سے امتیاز کردیا ہے۔ اب ہم بعض متعلقہ احادیث کو لیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہوں گے۔ پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا تو وہ میرے ساتھ میری قبر میں (یعنی میری قبر سے متصل) دفن ہوں گے تو میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان (بہ روز قیامت) اٹھیں گے۔'' (۲۸۹/ الف) جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادریانی نے بھی حدیث کے اس مضمون سے اتفاق کیا ہے کہ سچے مسیح کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی آمد کے بعد شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ چناں چہ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں وہ لکھتے ہیں۔ ''اس پیش گوئی (محمدی بیگم سے نکاح) کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ یتزوج ویولد له ''وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا''۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیوں کہ عام طور پر ہر شخص شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بل کہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بہ طور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔'' (۲۸۹/ ب) جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کی یہ عبارت ۱۸۹۶ء کی ہے۔ اس سے پہلے ان کی دو شادیاں ہوچکی تھیں اور ان سے اولاد بھی ہوچکی تھی۔ جو مذکورہ بالا عبارت کی رو سے عام شادیاں اور عام اولاد تھی جس میں کچھ خوبی نہیں۔ جھوٹے مسیح کا یہ خاص تزوج جسے وہ اپنے لئے نشان قرار دے چکے تھے، سرے سے ہوا ہی نہیں تو خاص اولاد کہاں سے ہوتی۔ پس سچے مسیح کی یہ علامت جھوٹے مسیح میں ہرگز نہیں پائی گئی۔ یوں سچے مسیح صرف اور صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں جو زمین پر نزول کے بعد یقیناً شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔

۲۱۔ مذکورہ بالا حدیث میں یہ بھی ہے کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد کے بعد پینتالیس برس تک زندہ رہیں گے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس علامت کو بھی تسلیم کیا ہے۔ تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں۔ ''دانیال نبی نے بتادیا ہے کہ

اس نبی آخر الزماں (حضرت محمد ﷺ) کے ظہور سے جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔'' (۲۸۹/ ج) حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں ''اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا...... پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے۔'' (۲۹۰/ الف) جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کی کتب میں تضاد و تناقض بہت پایا جاتا ہے۔ تاہم تحفہ گولڑویہ کی مذکورہ عبارت میں الفاظ ''ٹھیک بارہ سو نوے ہجری'' ہمیں آگے پیچھے جانے سے روکتے ہیں۔ بارہ سو نوے میں پینتالیس جمع کیے جائیں تو سال ٹھیک تیرہ سو پینتس ہجری ہی برآمد ہوتا ہے، لیکن جھوٹے مسیح مرزا قادیانی تو ۱۳۲۶ ہجری/ ۱۹۰۸ء میں ہی قبر میں اتر گئے، پس خود ان کے اپنے قلم سے سچے مسیح کی پینتالیس سال تک برابر کام کرتے رہنے کی علامت ان کے اپنے حق میں ہرگز پوری نہ ہوئی۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کا محرف بائبل سے استدلال غلط ثابت ہوا۔ ہرگز دانیال نبی نے صریح الفاظ میں ایسی کوئی پیشین گوئی نہیں فرمائی تھی۔ ویسے بھی جب جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے سابقہ آسمانی کتب کو محرف و مبدل اور ردی کی طرح قرار دے رکھا ہے تو انہیں بائبل سے استدلال کا حق ہی نہیں پہنچتا جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۱۰ میں واضح کر چکے ہیں۔

۲۲۔ اوپر نکتہ نمبر ۲۰ میں دی گئی حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد جب پینتالیس سال پورے کر کے فوت ہوں گے تو رسول ﷺ کے ساتھ قبر میں مدفون ہوں گے، جس کا ذہن میں فوراً آنے والا) مفہوم یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر سے متصل مدفون ہوں گے۔ جس زمانے میں جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے اپنے متعلق حقیقی مسیح کا نہیں بل کہ مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا تو یہ لکھا تھا ''ظاہر پر ہی حمل کریں گے، ممکن ہے کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آں حضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' (۲۹۰/ ب) بعد میں جب جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے اپنے حقیقی مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا تو شیطانی وحی کی بنا پر انہیں یقین تھا کہ میں کے میں یا مدینے میں مروں گا (۲۹۰/ ج) اور روضہ نبوی میں مدفون ہوں گا۔ چناں چہ کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں انہوں نے لکھا۔ ''آں حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔'' (۲۹۱/ الف) سال پر سال گزرتے گئے تو جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو معلوم ہو گیا کہ کے یا مدینے میں مرنا تو کجا، انہیں تو حرمین کی زیارت تک نصیب نہیں ہوگی تو انہوں نے حدیث کے جز فیدفن معی فی قبری یعنی ''عیسیٰ میرے ساتھ میری قبر میں مدفون

ہوں گے'' کی شیطانی تاویل شروع کردی کہ ''میری قبر میں میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔'' کا مطلب تو یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو اکھیڑا جائے گا لہٰذا اس کا مطلب صرف یہی لینا ہوگا کہ مسیح کی موت کے بعد اس کی روح رسول اللہ ﷺ کی روح سے جا ملے گی۔ (۲۹۱/ب) اس شیطانی تاویل کا باطل ہونا خود جھوٹے مسیح کی سابقہ تحریروں سے واضح ہے جب ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) کی عبارت کے مطابق حدیث کے اس حصے کے ظاہری معنی ہی مراد تھے تو بعد میں یہ شجر ممنوعہ کیوں ہوگئے؟ اس وقت جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ ظاہری معنی مراد لینے سے رسول ﷺ کی قبر (معاذ اللہ) اکھیڑنی پڑے گی؟ جب اس وقت حدیث کے اس متعلقہ جز کا مفہوم ''آں حضرت ﷺ کے روضے کے پاس ہی مدفون ہوگا۔'' درست تھا تو بعد میں یہ مفہوم کیوں غلط ہوگیا؟ اس شیطانی تاویل کا غلط ہونا یوں بھی واضح ہے کہ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو کسی بھی منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا گیا تو ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا ولا تقم علی قبرہ (۲۹۱/ج) ''اور تو اس کی قبر پر کھڑا بھی نہ ہو۔'' یہاں قبر پر کھڑا ہونے کا مطلب قبر کی مٹی کے ڈھیر پر چڑھ کر کھڑے ہونے کا نہیں بل کہ بالاتفاق اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قبر کے متصل جگہ پر کھڑا نہ ہو۔ بعینہ اسی طرح ''میری قبر میں میرے ساتھ مدفون ہوگا۔'' کا لسانی محاورات کے مطابق مطلب یہی ہے کہ میری قبر سے متصل خالی جگہ میں مدفون ہوگا جیسا کہ خود جھوٹے مسیح مرزا قادیانی بھی پہلے اس کا یہی مطلب بیان کیا کرتے تھے۔ حدیث کے آخری حصے سے بھی اسی مفہوم کی سو فیصد تائید ہوتی ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام دونوں ایک ہی قبر سے (یعنی دو متصل قبور سے) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان اٹھیں گے۔ الغرض حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہی سچے مسیح ہیں جو زمین پر نزول کے بعد جب فوت ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارکہ میں آپ کی قبر سے متصل جگہ میں مدفون ہوں گے۔ جب کہ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کی موت لاہور میں ہوئی اور تدفین قادیان ضلع گورداس پور میں ہوئی۔

۲۳۔ صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہوکر تم میں اتریں گے۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے (یعنی موجودہ عیسائیت کو نیست و نابود کردیں گے) اور جزیے کو (جو کافروں سے لیا جاتا ہے، سب لوگوں کے اسلام قبول کرلینے کی وجہ سے) موقوف کردیں گے اور لوگوں کو مال بہ کثرت دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ رہے گا۔ اور (لوگ دنیا سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہوجائیں گے کہ) ایک ایک

سجدہ ان کو دنیا اور اس کے سارے مال ومتاع سے زیادہ عزیز ہوگا۔(حدیث کے یہ الفاظ سنا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے) تم اس حدیث کی تصدیق قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: **وان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ** کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے۔'' (۲۹۲/الف) اس حدیث کا مضمون حلفیہ ہے اور جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا قول یہ ہے کہ جو بات قسم کھا کر کہی گئی ہو وہ ہمیشہ ظاہری معنی پر محمول ہوگی اور اس میں کسی بھی تاویل اور استثنا کی قطعاً گنجائش نہ ہوگی ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟ ہم اسے اوپر نکتہ نمبر۱۲ میں باحوالہ واضح کر چکے ہیں۔پس حدیث میں ابن مریم کے ظاہری الفاظ سے خود جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کے اپنے اصول کے مطابق صرف اور صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہی مراد ہیں، جب کہ جھوٹے مسیح کا نام غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ و چراغ بی بی ہے۔حدیث میں سچے مسیح کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ ان کی آمد پر موجودہ عیسائیت نیست ونابود ہوجائے گی۔اس کا اعتراف خود جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو بھی ہے۔ چناں چہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں ''مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا۔ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہوگا۔انسانی ہاتھ اس کو نہیں توڑیں گے بل کہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو نابود کرے گا وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے......اس کا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا اور صلیبی عقیدہ کی عمر اس کے ظہور سے پوری ہوجائے گی۔'' (۲۹۲/ب) جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو اس کا بھی بھرپور اعتراف تھا کہ سچے مسیح کی آمد پر دنیا میں صرف ایک ہی دین اسلام ہوگا اور باقی تمام ادیان مٹ جائیں گے وہ اپنے سال وفات ۱۹۰۸ء کی کتاب چشمۂ معرفت میں لکھتے ہیں ''چوں کہ آں حضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آں حضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیوں کہ یہ صورت آپ کے زمانے کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی، یعنی شبہ گزرتا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا۔اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہوجائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصے میں ڈال دی۔جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔پس زمانہ محمدی کے سر پر آں حضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک وہ پیدا نہ ہوجائے کیوں کہ وہ وحدتِ اقوامی کی خدمت اسی نائب

النبوۃ (مسیح موعود) کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے ''هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ'' خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔'' یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چوں کہ وہ عالم گیر غلبہ آں حضرت ﷺ کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو، اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالم گیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔'' (۲۹۲/ج) اب دیکھئے کہ یہ ایک ناقابل انکار اور بدیہی حقیقت ہے کہ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے وقت میں اسلام کا عالم گیر غلبہ ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ بل کہ خود مرزا قادیانی نے پوری عمر عیسائی انگریز حکومت کے تحت غلام ابن غلام کی حیثیت سے گزاری، ساری دنیا کے لوگ تو کیا اسلام قبول کرتے خود قادیان کے ہندو اور دیگر غیر مسلم سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے بل کہ دنیا میں جو کروڑوں مسلمان پہلے سے موجود چلے آرہے تھے وہ بھی مرزا قادیانی کا انکار کر کے قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہو گئے۔ عیسائیت اور صلیب پرستی بھی ہرگز ختم نہیں ہوئی اور عیسائی مشنریوں کا لوگوں کو عیسائی بنانے کا شغل تا حال زور وشور سے جاری وساری ہے پس مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے ہی قلم سے جھوٹا مسیح ہونا اس قدر واضح ہو گیا کہ اس سے کوئی مجنون ہی انکار کر سکتا ہے یا وہ ضدی اور متعصب شخص انکار کر سکتا ہے۔ جس نے از خود یا اپنے باپ دادا اور برادری کی اندھی پیروی میں باطل پر قائم رہنے کا عزم بالجزم کر رکھا ہو۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر وہ تمام خبریں یقیناً پوری ہوں گی جو احادیث صحیحہ میں بیان کی گئی ہیں اور جن پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

۲۴۔ آیت **وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته** میں ''موتہ'' کی ضمیر کا مرجع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتایا ہے۔ صحابی کا جو قول مدرک بالقیاس نہ ہو یعنی جس کے متعلق یہ سوچا بھی نہ جا سکے کہ رسول اللہ ﷺ سے معلوم کئے بغیر صحابی نے اپنی عقل اور قیاس سے یہ بات کہی ہے تو ایسا قول حدیث مرفوع کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جو شخص بھی ان پر ایمان لائے گا وہ خود بھی زندہ ہو گا تب ہی تو ان پر ایمان لائے گا۔ اسی لئے اگر بعض مفسرین نے آیت مذکورہ میں ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو قرار دیا ہے تو اس سے آیت کے مفہوم میں کوئی تضاد اور اشکال پیدا نہیں ہوتا۔ نیز یہ تمام مفسرین بھی سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے قائل ہیں۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے دست راست اور قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی نے بھی اپنی کتاب فصل الخطاب میں آیت مذکورہ میں ''قبل موتہ'' کی

ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے حضرت ابوہریرہؓ کی سخت توہین کی ہے کہ انہوں نے آیت میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں ٹھہرایا ہے اور انہیں (معاذ اللہ) کم فہم اور دھوکے میں پڑنے والا کہا ہے۔ (۲۹۳/ الف) حال آں کہ جھوٹا مسیح مرزا قادیانی خود ہی مراق وہسٹیریا کے اثرات اور شیطانی تصرفات کے تحت پرلے درجے کا بدفہم، احمق اور کوڑھ مغز ہے۔ پھر غور کیجیے کہ جب جھوٹے مسیح نے سچے مسیح کی یہ نشانی تسلیم کرلی کہ ان کے زمانے میں ایک ہی دینؐ ہوجائے گا تو ایسا تب ہی تو ہوگا کہ بشمول اہل کتاب ہر شخص اپنی زندگی میں نہ صرف اپنی موت سے پہلے بل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے بھی پہلے ان پر ایمان لائے گا۔ نزول عیسیٰ سے پہلے اگر اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو عالم نزع میں اس افراط وتفریط کا علم ہوتا ہو جس میں وہ اپنی موت سے پہلے ساری عمر مبتلا رہے اور آیت میں ''قبل موتہٖ'' کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہی کو قرار دیا جائے تو بھی اس سے جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیوں کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جب اہل کتاب اسلام قبول کریں گے تو ان کا یہ اسلام قبول کرنا نہ صرف اپنی بل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی زندگی میں ہی ہوگا۔ اس لئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ نزول عیسیٰؑ کے بعد ہر کتابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ نزول عیسیٰ کے بعد ہر کتابی اپنی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ زید نے بکر سے ملاقات کی یا یوں کہے کہ بکر کی زید سے ملاقات ہوئی تو دونوں اقوال میں کوئی حقیقی تعارض نہیں۔ پس حضرت ابوہریرہؓ نے آیت میں ''قبل موتہٖ'' کی ضمیر کا مرجع اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بالفرض اپنی رائے سے بھی ٹھہرایا ہو تو کلام کے سیاق وسباق کی روشنی میں بالکل درست ہے۔ کم فہم اور دھوکے میں پڑنے والے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ ہرگز نہیں بل کہ جھوٹا مسیح غلام احمد قادیانی ہی بدفہم اور احمق ہے۔

۲۵۔ اوپر نکتہ نمبر ۲۳ میں دی گئی حدیث کے مطابق سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد لوگوں کو اس قدر مال ودولت دیں گے کہ کوئی مال قبول کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔ اور لوگ دنیا سے اس قدر بے نیاز ہوجائیں گے اور عبادت کا انہیں وہ ذوق وشوق ہوگا کہ ایک سجدہ ان کے لئے دنیا اور اس کے مال ومتاع سے کہیں زیادہ عزیز ہوگا۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں ایسی کوئی علامت دور دور تک نہیں پائی گئی۔ وہ لوگوں کو تو کیا دیتے الٹا ساری عمر وہ ان سے معین ومتعین مقداروں میں اس دھمکی کے ساتھ مال وصول کرتے رہے کہ اگر چندہ دینے میں کوتاہی ہوئی تو ان کا نام

''مریدان باصفا'' کی ''مقدس' فہرست سے خارج کردیا جائے گا۔ وہ تو قبر فروشی سے بھی باز نہ آئے اور مقبرۂ بہشتی کے نام سے آمدنی کے مستقل ذریعے کو انہوں نے اوران کے جانشینوں نے باقاعدہ استحصالی محکمے کی حیثیت دے دی۔ لوگوں کی طرف سے جھوٹے مسیح مرزا قادیانی پر عہد شکنی اور حرام خوری کے سنگین الزامات عائد ہوتے رہے جیسا کہ خود جھوٹے مسیح کی اپنی تحریروں سے بھی واضح ہے۔

۲۶۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابن مریم ضرور بالضرور فج الروحاء (جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) سے حج کا یا عمرے کا یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔'' (۲۹۳/ب) یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حلفیہ بیان ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے اصول کے مطابق جو بات قسم کھا کر کہی گئی ہو تو لازماً اس کا ظاہری معنیٰ ہی لیا جائے گا اور اس میں کسی تاویل اور استثنا کی قطعاً کوئی گنجائش نہ ہوگی، ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہے؟ (۲۹۳/ج) مرزا قادیانی کو حج وعمرہ نصیب نہیں ہوا، جب کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کے حلفیہ ارشاد کے عین مطابق حج وعمرہ کریں گے۔ پس سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی سے یہاں بھی بہ خوبی امتیاز ہو گیا۔

۲۷۔ صحیح مسلم میں ہے ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر دو زرد کپڑوں میں دو فرشتوں کے درمیان اتریں گے۔ دونوں ہتھیلیاں فرشتوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ دجال کو باب لدّ پر پائیں گے تو اسے قتل کردیں گے۔'' (۲۹۴/سنن ابوداوٗد میں ہے ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان نبی نہیں اور وہ اتریں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لو۔ وہ درمیانے قد و قامت کے ہیں۔ سرخ وسفید ہیں۔ وہ دو زرد کپڑوں میں اتریں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے معلوم ہوں گے گویا ان سے پانی ٹپکتا ہے۔ اگرچہ ان کو پانی نہیں پہنچا ہوگا۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جہاد کریں گے۔ صلیبی قوت کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کے قتل کا حکم دیں گے۔ جزیہ موقوف کردیں گے۔ اس وقت اسلام کے سوا تمام ادیان کا خاتمہ ہوگا۔ دجال کو قتل کردیں گے زمین پر چالیس برس رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔'' (۲۹۴ب) مذکورہ بالا احادیث کے مضمون سے واضح ہوا کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں مسجد کے شرقی مینارے پر ہوگا۔ جھوٹے مسیح غلام احمد قادیانی نے کبھی دمشق دیکھا ہی نہیں۔ البتہ قادیان میں مینارے کی تعمیر کے لئے منارۃ المسیح کے نام سے عقیدت مندوں سے خوب چندہ وصول کیا اور یہ مینارہ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کے مرنے کے بھی کئی سال بعد مرزا بشیر الدین محمود (قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ) کے زمانے میں مکمل ہوا۔ یعنی جھوٹے مسیح کا نزول مینارہ بننے سے پہلے ہی

دمشق میں نہیں بل کہ قادیان میں ہوگیا اور مینارہ بعد میں بنا۔ شاید جھوٹے مسیح مرزا صاحب استنجا پہلے کرتے ہوں گے اور حاجت بعد میں رفع کرتے ہوں گے۔ یہ رہی قادیانیوں کی فہم وفراست!

۲۸۔ مذکورہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول دو زرد کپڑوں میں ہوگا۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کا کسی آسمان سے نزول نہیں ہوا۔ دو زرد کپڑوں کی انہوں نے یہ شیطانی تاویل کی کہ اس سے میری دو بیماریاں مراق اور ذیابیطس مراد ہیں۔ بہت خوب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ہسٹیریا و مراق، سل ودق، ضعف حافظہ، ضعف دماغ و اعصاب، بول و براز کی خاصی بہتات اور لمبے عرصے تک نامردی کے امراض کا شکار رہے۔

۲۹۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اپنے نزول کے بعد جہاد کریں گے اور دجال اکبر کو قتل کر دیں گے۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سرکار دولت مدار کی ترقی و اقبال کی خاطر جہاد کو منسوخ قرار دے ڈالا۔ عیسائی پادریوں کو انہوں نے دجال قرار دیا۔ لیکن انہی پادریوں کی ہم مذہب اور سرپرست انگریز حکومت کو انہوں نے خدا کا انعام و اکرام قرار دیا۔ ساری عمر ان انگریزوں کے لئے دعا گو رہے اور دست بستہ وگھٹیا ترین خوشامد اور چاپلوسی میں ساری عمر گزار دی۔ اپنی جماعت میں انگریزوں کے لئے جاسوس تیار کرائے۔ مسلمانوں مثلاً ترکی حکومت کے زوال پر ان کے عقیدت مند نہایت خوش تھے کہ قادیان میں چراغاں کیا گیا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو اس لئے بھی حرام قرار دیا کہ وہ خود مرغی کا چوزہ بھی ذبح نہیں کر سکتے تھے۔

۳۰۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صرف ایک ہی سچا دین اسلام باقی رہے گا۔ دیگر تمام ادیانِ باطلہ مٹ جائیں گے۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں ادیان باطلہ خصوصاً عیسائیت کو خوب ترقی ہوئی۔ ان ادیانِ باطلہ میں ایک اور جھوٹے دین ''قادیانیت'' کا اضافہ ہوگیا۔ غیر مسلم تو کیا اسلام قبول کرتے کروڑوں مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار کر کے قادیانی شریعت کی رو سے کافر ہوگئے!!

۳۱۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسد مبارک ''جعد'' یعنی گٹھا ہوا اور مضبوط حالت میں ہوگا۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی مجمع الامراض تھے۔ ان کا دایاں ہاتھ لنجا تھا۔ اس ہاتھ سے وہ منہ تک لقمہ تو لے جاتے تھے لیکن پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں لے جا سکتے تھے (۲۹۴/ج) ان کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں (۲۹۵/الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخی مائل گندمی ہوگا۔ احادیث کے متعلقہ

مضامین میں کوئی حقیقی تعارض نہیں۔

۳۲۔احادیث میں سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور بھی متعدد علامات بیان کی گئی ہیں مثلاً ان کے دور میں شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ پھریں گے لیکن کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ بچے سانپوں سے کوئی تکلیف اٹھائے بغیر بے تکلفی سے کھیلیں گے وغیرہ۔ (۲۹۵/ب) ادھر جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں ان کی نحوست سے زلزلوں، طاعون، ہیضہ جیسی وباؤں اور بین الاقوامی جنگوں کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔ انجیل متیٰ کے مطابق یہ جھوٹے مسیح کی علامات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو بتائی تھیں کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کر کھڑے ہوں گے تو قوموں پر قومیں چڑھائی کریں گی اور زلزلے بہت آئیں گے (۲۹۵/ج)

۳۳۔ سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال اکبر کو بابِ لدّ پر قتل کریں گے۔ یہ ''لدھیانہ'' نہیں بل کہ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے اعتراف کے مطابق ''بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔'' (۲۹۵/د) جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے یہ علاقہ کبھی دیکھا ہی نہیں۔

۳۴۔سنن ابوداؤد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کو تازہ کرے گا۔یعنی مجدد پیدا ہوا کریں گے۔مرزا قادیانی نے اس سلسلے میں دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے لکھا ''اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔اگر چاہو تو پوچھ لو۔'' (۲۹۶/الف) یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بہ قول خود آخری مجدد ہیں اور چودھویں صدی ہجری آخری صدی ہے۔ یہاں مرزا صاحب اس لئے جھوٹے ثابت ہورہے ہیں کہ جب ہر صدی کے سر پر مجدد آنا چاہئے تو چودھویں صدی ختم ہوکر ۱۴۰۱ ہجری سے پندرہویں صدی ہجری کا آغاز ہوگیا تو اس کے سر پر بھی تو کوئی مجدد ہونا چاہئے تو مرزا صاحب بہ زعم خوش آخری مجدد اور چودھویں صدی آخری صدی کیسے ہوگئی؟ نیز یہی مرزا قادیانی کسی شیطانی وحی کی بنا پر دنیا کی کل عمر حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک سات ہزار سال بیان کرتے ہیں (۲۹۶/ب) ان کا دعویٰ ہے کہ چھ ہزار سال ختم ہونے میں ابھی گیارہ برس باقی تھے جب وہ پیدا ہوئے تھے اور بہ قول ان کے ان کی پیدائش کا ہجری سال ۱۲۶۱ ہجری ہے۔ (۲۹۶/ج) اس حساب سے ساتویں ہزار سال کا آغاز (۱۲۶۱+۱۲) ۱۲۷۳ ہجری سے ہونا چاہئے اور سات ہزار سال (۱۰۰۰+۱۲۷۲)=۲۲۷۲ ہجری پر پورے ہونے چاہئیں

تو جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے چودھویں صدی کو آخری صدی اور اپنے آپ کو آخری صدی کا آخری مجدد کس حساب سے قرار دے ڈالا۔ (جل جلالہ)

مرزا قادیانی اس لئے بھی جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ بے شک قیامت آنے والی ہے أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ (۲۹۶/د) ''میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جائے۔'' ادھر مرزا قادیانی نے کسی شیطانی وحی سے دنیا کی عمر سات ہزار سال ٹھہرا کر مذکورہ حساب سے سال ۲۲۷۳ ہجری کو قیامت کا سال بنا دیا۔ تو قیامت کی میعاد خفیہ کیسے رہی؟ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جھوٹا نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ مرزا قادیانی یقیناً کذاب تھے۔

۳۵۔ ان مباحث میں بارہا بیان کیا جاچکا ہے کہ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی اپنے ہی قلم کی رو سے عمر بھر شیاطین کا محبوب کھلونا بنے رہے، چناں چہ اوپر نکتہ نمبر ۶ میں بھی یہی بات باحوالہ لکھی گئی ہے۔ ادھر سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق سورۂ آل عمران میں ہے کہ ان کی والدہ محترمہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ الآیۃ (۲۹۶/ھ) ''تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو نہایت عمدہ طریقے سے قبول فرمایا''۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہ کو شیطان کی چھیڑ چھاڑ سے اللہ تعالیٰ نے بالکل محفوظ رکھا۔

۳۶۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اعتراف اور اقرار کے مطابق سال ہا سال تک سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب زمین پر ان کے نزول کے قائل رہے، پھر انہوں نے ۱۹۰۷ء میں الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں یہ لکھ دیا کہ ایسا عقیدہ تو شرکِ عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔ (۲۹۶/و) یعنی جھوٹے مسیح مرزا قادیانی اپنے منہ اور اپنی قلم سے سال ہا سال تک مشرک عظیم رہے، ان کی نیکیاں کھائی جاتی رہیں اور بد عقل اور بدفہم بھی رہے۔ وہ اس لئے بھی مشرک عظیم تھے کہ وہ اپنے آپ کو (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا کرتے تھے، جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۱۳ میں باحوالہ بیان کر چکے ہیں۔ ادھر دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو شرک کے خلاف سخت تنبیہ فرمائی تھی۔ سورۂ مائدہ میں ہے کہ ''وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حال آں کہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ہوگا''۔ (۲۹۶/ی)

حوالہ جات

قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی کتب کو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ان کتب کے مضامین دراصل شیطانی خزائن ہیں۔ روحانی خزائن کی تکرار سے بچنے کے لئے ہم نے حوالوں میں ''رخ'' کا لفظ لکھا ہے

۱۵۶۔ (الف) چشمہ معرفت ص ۲۸۶، رخ ۲۳/ ۲۹۹ (ب) ازالۂ اوہام ص ۳۴ حاشیہ، رخ ۳/ ۱۴۰ حاشیہ (ج) الانعام۔۲۱۔

۱۵۷۔ (الف) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۹، رخ ۲۱/ ۳۶۱ (ب) ضمیمہ چشمۂ معرفت ص ۱۰، رخ ۲۳/ ۳۸۶ (ج) اربعین ۳ ص ۱۷، رخ ۱۷/ ۴۰۴

۱۵۸۔ (الف) تریاق القلوب ص ۴۱، رخ ۱۵/ ۲۱۸ (ب) شھادۃ القرآن دررخ ۶/ ۲۳۷۔

(ج) آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۹۳۔۹۴، رخ ۵/ ۹۳۔۹۴

۱۵۹۔ براہین احمدیہ دررخ ۱/ ۱۶ (ب) کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۴۸۔۱۵۰، رخ ۱۳/ ۱۷۹۔۱۸۱ حاشیہ (ج) سیر المصنفین مصنفہ محمد یحییٰ تنہا ۲/ ۱۱۹ مطبوعہ جامعہ ملّیہ، دہلی۔

۱۶۰۔ (الف) ردقادیانیت کے زریں اصول مئولفہ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ ادارہ مرکزیہ دعوت والا شاد چنیوٹ طبع اوّل جنوری ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۲، (مقدمہ علامہ خالد محمود) (ب) رخ ۲/ ۴۸، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۳۳ (ج) تبلیغ رسالت مولفہ میر قاسم علی قادیانی ۱/ ۴۷

۱۶۱۔ (الف) تبلیغ رسالت ۳/ ۳۴ (ب) براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، رخ ۲۱/ ۹ (ج) چشمۂ معرفت ص ۳۲۱۔ ۳۲۲، رخ ۲۳/ ۳۳۶۔۳۳۷۔

۱۶۲۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۳۰۳ (ب) سیرۃ المھدی مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی ۱/ ۱۳۷، روایت نمبر ۱۵۰ (ج) قادیانی اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء البدر ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۱۵۔

۱۶۳۔ (الف) مرزا قادیانی کے الہامات کا مجموعہ تذکرہ ص ۵۵۹ طبع سوم، الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ص ۱۰ کالم ۱۔۲ (ب) تذکرہ ص ۵۶۵۔۵۶۶، الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۱۲، کالم ۳۔۴۔ (ج) تذکرہ ص ۵۶۸، الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۴

۱۶۴۔ الف) ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ ص ۴ مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء، رخ ۱۵/ ۵۱۵ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۳۲۶، رخ ۲۲/ ۳۳۹ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، رخ ۱۱/ ۳۴۱۔

۱۶۵۔ الف) حقیقۃ الوحی ص ۲۶۲، تذکرۃ الشہادتین ص ۶۷، رخ ۲۰/ ۶۹ (ب) مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۲۶ (ج) مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۳۵۔

۱۶۶۔ (الف) ایضاً ۳/ ۵۳۸ (ب) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، رخ ۲۱/ ۲۵۸ (ج) ایضاً ص ۹۰، رخ ۲۱/ ۲۵۰

۱۶۷۔ (الف) اشتہار مرزا قادیانی ۲، مارچ ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۴۸ (ب) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ ص ۳۹۱، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان، طبع دوم جون ۲۰۰۱ء، بحوالہ

دعوۃ الامیر ص ۲۳۱۔۲۳۲ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود (ج) ایضاً بحوالہ قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء

۱۶۸۔ (الف) تذکرہ طبع سوم ص ۵۹۶ (ب) قادیانی مجلہ ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء ص ۳۴۷ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۲۹۶۔۲۹۹۔

۱۶۹۔ (الف) روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۱۱ء ص ۸ (ب) ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۳۴۹، مجموعہ اشتہارات ۳/۶۱۱ (ج) ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ۳/۶۱۹۔۶۲۰۔

۱۷۰۔ (الف) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۳ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۲۱۶ (ج) جنگ مقدس ص ۲۰۹۔۲۱۱۔ رخ ۶/۲۹۱۔۲۹۳۔

۱۷۱۔ (الف) انجام آتھم ص ۱ (ب) تریاق القلوب ص ۱۰۱، رخ ۱۵/۳۶۶ (ج) سیرۃ المہدی ۱/۱۵۹، روایت نمبر ۱۶۰

۱۷۲۔ (الف) اعجاز احمدی ص ۳، رخ ۱۹/۲۰۹ (ب) اخبار وفادار لاہور ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از کتاب راست بیانی پر شکست قادیانی مؤلفہ مولوی امام الدین گجراتیؒ ص ۵۶، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۳۹۷۔ (ج) کتاب البریۃ ص ۱۵۹، رخ ۱۳/۱۷۷

۱۷۳۔ (الف) مکتوب احمدیہ ۵/۲۶۔۲۷ حصہ اول مکتوب نمبر ۶۷ (ب) کشتی نوح ص ۶، رخ ۱۹/۶ (ج) انجام آتھم ص ۱۳، رخ ۱۱/۱۳۔

۱۷۴۔ (الف) سراج منیر ص ۱۵، رخ ۱۲/ ۱۷ (ب) سراج منیر ص ۵۲، رخ ۱۲/۵۴ (ج) المومن ۲۸۔ (د) کتاب یرمیاہ ۴: ۱۰۔

۱۷۵۔ (الف) ابراہیم۔ ۴۷۔ (ب) قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء (ج) براہین احمدیہ دررخ ۱/۵۹۳ حاشیہ۔

۱۷۶۔ (الف) چشمہ معرفت ص ۸۲۔۸۳۔ رخ ۲۳/ ۹۰۔۹۱۔ (ب) خطبہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۷ فروری و ۲ مارچ ۱۹۲۲ء (ج) الفضل ص ۷ مؤرخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء۔

۱۷۷۔ (الف) المومن۔ ۴۴ (ب) ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳، رخ ۱۱/ ۲۳۷۔ (ب) اربعین نمبر ۳۶، رخ ۱۷/۳۸۵۔

۱۷۸۔ (الف) فاطر۔ ۴۳ (ب) تریاق القلوب ص ۱۵۸۔۱۵۹، رخ ۱۵/۴۸۲۔۴۸۳ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۲۰۱، رخ ۲۲/ ۲۰۹۔

۱۷۹۔ (الف) انوار خلافت ص ۶۲ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود (ب) ملفوظ مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء (ج) ایک غلطی کا ازالہ دررخ ۱۸/ ۲۱۶۔

۱۸۰۔ (الف) الفضل (خاتم النبیین نمبر) ص ۱۵، مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء (ب) اربعین نمبر ۲ ص ۹، رخ ۱۷/۳۹۴ (ج) فتح رحمانی ص ۲۷ مؤلفہ مولوی غلام دستگیر قصوری، احتساب قادیانیت۔ ۸/ ۳۹۵۔۳۹۶ مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان، طبع اول اپریل ۲۰۰۳ء۔

۱۸۱۔ (الف) حقیقۃ الوحی نشان نمبر ۷۳، ۱۴۵ ص ۲۲۸، ۳۳۰ (ب) اشتہار ملحقہ تحفہ گولڑویہ ص ۷، رخ ۱۷/ ۴۸

(ج) نشان نمبر ۱۴۴ در حقیقۃ الوحی ص ۳۲۹۔

۱۸۲۔ احتساب قادیانیت ۵۶۰/۸ (ب) ازالۂ اوہام ص ۲۵۲، رخ ۲۲۷/۳ (ج) مسلم ۴۰۸/۱۔

۱۸۳۔ (الف) ایام الصلح ص ۱۶۹، رخ ۴۱۶/۱۴۔۴۱۷ (ب) حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۳۱۰۔ (ج) حمامۃ البشریٰ دررخ ۱۹۲/۷۔

۱۸۴۔ (الف) اشتہار مرزا قادیانی ۶ فروری ۱۸۹۸ء مجموعہ اشتہارات ۵/۳۔ (ب) الشعراء: ۲۲۱۔۲۲۳ (ج) الصافات: ۸۔۱۰۔

۱۸۵۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۴۸۔ (ب) تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲، رخ ۶۴/۲۰۔ (ب) اربعین ۴ ص ۱۳، رخ ۴۴۲/۱۷۔

۱۸۶۔ (الف) تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۶ ارخ ۲۹۲/۱۷ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹۔۲۰۰ (ج) توبہ نامہ مرزا قادیانی بہ عدالت جے۔ ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور بہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء۔

۱۸۷۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۹۶، رخ ۲۵۳/۱۷۔۲۵۴۔ (ب) اربعین ۴ ص ۷ ارخ ۴۴۵/۱۷۔۴۴۶۔ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶۔

۱۸۸۔ (الف) سیرۃ المہدی ۲۱۰/۳۔۲۱۳، الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء۔ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴ (ج) تذکرہ ص ۸۳۱۔

۱۸۹۔ (الف) اربعین ۴ ص ۲۵، رخ ۴۶۱/۱۷ (ب) چشمۂ معرفت ص ۱۱۳، رخ ۱۲۱/۲۳ (ج) الصافات: ۱۸۱۔۱۸۲

۱۹۰۔ (الف) اشتہار امرزا قادیانی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء (ب) انجام آتھم ص ۳۱، رخ ۳۱/۱۱ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، رخ ۳۳۸/۱۱۔

۱۹۱۔ (الف) الانعام۔۱۶۳ (ب) ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، رخ ۲۰۷/۱۸۔ (ج) تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، رخ ۵۰۳/۲۲۔

۱۹۲۔ (الف) النساء ۸۲ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۲۷، رخ ۲۹/۲۲۔۳۰ (ج) ایک غلطی کا ازالہ دررخ ۲۱۶/۱۸۔

۱۹۳۔ (الف) ایام الصلح دررخ ۲۶۵/۱۴ (ب) آئینہ کمالاتِ اسلام دررخ ۳۴۶/۵ (ج) شہادۃ القرآن ص ۵۹۔۶۰، رخ ۳۵۵/۶۔۳۵۶۔

۱۹۴۔ (الف) تریاق القلوب ص ۱۵، رخ ۱۵۵/۱۵۔۱۵۶ (ب) النساء۔۵۹۔ (ج) ضرورۃ الامام ص ۲۳، رخ ۴۹۳/۱۳۔

۱۹۵۔ (الف) ستارۂ قیصریہ ص ۹۔۱۰، رخ ۱۱۹/۱۵۔۱۲۰ (ب) ایضاً۔ ایضاً (ج) التوبۃ۔۲۳۔

۱۹۶۔ (الف) کشتی نوح دررخ ۵/۱۹ (ب) انجیل متیٰ ۲۴: ۳۔۷ (ج) ایضاً ۲۴: ۲۱۔۲۸۔

۱۹۷۔ (الف) ایضاً ۲۴: ۲۹۔۳۰ (ب) مکاشفہ ۲۲: ۸ (ج) انجیل متیٰ ۲۴: ۲۴

۱۹۸۔ (الف) ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۴، رخ ۲۸۸/۱۱ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۵۹۔۱۶۰۔ (ج) انجیل متی ۲۴: ۷

۱۹۹۔ (الف) النمل۔۸۲ (ب) نزول المسیح ص ۳۹، رخ ۴۱۶/۱۸ (ج) ایضاً ص ۴۰، رخ ۴۱۸/۱۸۔

۲۰۰۔ (الف) ازالۂ اوہام حصہ دوم در رخ ۳/ ۳۷۰ (ب) حمامۃ البشریٰ در رخ ۷/ ۳۰۸۔ (ج) ازالۂ اوہام حصہ دوم در رخ ۳/ ۳۷۳۔

۲۰۱۔ (الف) جنگ مقدس طبع دوم ص ۱۷۶، الفضل مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء (ب) ازالۂ اوہام طبع اول ص ۳۷۷، ۷۰۹، الفضل مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء (ج) ازالۂ اوہام ص ۶۷۵، الفضل ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء۔

۲۰۲۔ (الف) آئینہ کمالاتِ اسلام بحوالہ الفضل مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۱ء (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴۔ (ج) الفضل مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء۔

۲۰۳۔ (الف) اربعین ۲ ص ۲۳، رخ ۱۷/ ۳۷۱ (ب) ردِ قادیانیت کے زریں اصول حاشیہ۔ ص ۲۷ (ج) براہین احمدیہ پہلی فصل حاشیہ در حاشیہ رخ ۱/ ۵۳۷۔

۲۰۴۔ (الف) نور الحق ص ۲۷ حصہ دوم (ب) حمامۃ البشریٰ ص ۱۰، رخ ۷/ ۱۸۶۔ (ج) مواہب الرحمان ص ۳، رخ ۱۹/ ۲۲۱۔

۲۰۵۔ (الف) آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۹۳۔۹۴، رخ ۵/ ۹۳۔۹۴ (ب) نزول المسیح ص ۵۶، رخ ۱۸/ ۴۳۴ (ج) انجام آتھم ص ۲۴۱ ترجمہ از عربی ملخصاً، الفضل مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء

۲۰۶۔ (الف) کرامات الصادقین ص ۵ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ رخ ۲۲/ ۱۹۱ (ج) قادیانی اخبار البدر ص ۷ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۱ء، انوار العلوم ۷/ ۱۲۳ (د) ایام الصلح ص ۴۷، رخ ۱۴/ ۳۹۴۔

۲۰۷۔ (الف) کتاب البریۃ ص ۱۶۲، رخ ۱۳/ ۱۸۰ (ب) حمامۃ البشریٰ در رخ ۷/ ۱۹۲ (ج) کتاب البریۃ حاشیہ ص ۱۴۸۔۱۵۰، رخ ۱۳/ ۱۷۹۔۱۸۱ حاشیہ۔

۲۰۸۔ (الف) براہین احمدیہ در رخ ۱/ ۱۶ (ب) ایام الصلح ص ۱۴۷، رخ ۱۴/ ۳۹۴۔ (ج) آل عمران۔ ۴۸۔

۲۰۹۔ (الف) المائدہ۔ ۱۱۰ (ب) درخواست مرزا قادیانی بنام نواب لیفٹیننٹ گورنر مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء، تبلیغ رسالت ۷/ ۱۹۔۲۰، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۲۰۔۲۲ (ج) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸، رخ ۲۲/ ۵۰۳۔

۲۱۰۔ (الف) ستارۂ قیصریہ ص ۹۔۱۰، رخ ۱۵/ ۱۱۹۔۱۲۰ (ب) لیکچر سیالکوٹ در رخ ۲۰/ ۲۰۷ (ج) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۷، رخ ۲۱/ ۳۵۹۔

۲۱۱۔ (الف) لیکچر سیالکوٹ ص ۶۔۷، رخ ۲۰/ ۲۰۷۔۲۰۸۔ (ب) ازالۂ اوہام ص ۳۱۱۔۳۱۳، رخ ۳/ ۲۵۸۔ ۲۵۹ (ج) تحفہ گولڑویہ ص ۹۵ حاشیہ رخ ۱۷/ ۲۵۲۔

۲۱۲۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۹۲ حاشیہ، رخ ۱۷/ ۲۴۷ حاشیہ (ب) تحفہ گولڑویہ ص ۹۴ طبع اول (ج) تریاق القلوب در رخ ۱۵/ ۲۸۳۔

۲۱۳۔ (الف) لیکچر سیالکوٹ ص ۸، رخ ۲۰/ ۲۰۹ (ب) تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۱۷، رخ ۱۷/ ۲۹۲ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹۔۲۰۰، رخ ۲۲/ ۲۰۸

۲۱۴۔ (الف) ازالۂ اوہام در رخ ۳/ ۴۵۵ (ب) اعجاز احمدی ص ۳، رخ ۱۹/ ۲۰۹۔ (ج) یہ مطابق حاشیہ نمبر ۲۱۷ (ب)

۲۱۵۔ (الف) انجام آتھم ص ۱ (ب) تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷، رخ ۱۷/ ۳۱۱ (ج) نشان آسمانی ص ۱۳ طبع چہارم اگست ۱۹۳۴ء

۲۱۶۔(الف) کتاب البریۃ ص ۱۵۹ حاشیہ، رخ ۱۳/ ۱۷۷ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹۔۲۰۰، رخ ۲۲/ ۲۰۸ (ج) آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲، رخ ۵/۴۲

۲۱۷۔(الف) عربی رسالہ الفرق بین آدم والمسیح الموعود، خطبۂ الہامیہ ص ۳۱۰، رخ ۱۶/ ۳۱۰۔(ب) خطبہ الہامیہ ص ۲۷۱، رخ ۱۶/ ۲۷۱ (ج) تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۹۵، رخ ۱۷/ ۲۵۲۔

۲۱۸۔(الف) تریاق القلوب ص ۱۶، رخ ۱۵/ ۱۵۸ (ب) لیکچر سیالکوٹ ص ۸، رخ ۲۰/ ۲۰۹۔(ج) ازالۂ اوہام ص ۶۹۳۔۶۹۵، رخ ۳/ ۴۷۴۔۴۷۵۔

۲۱۹۔(الف) تحفہ گولڑویہ ص ۱۹، رخ ۱۷/ ۲۴۵ (ب) مقدمہ چشمہ مسیحی ص ب، رخ ۲۰/ ۳۳۶ (ج) چشمہ گولڑویہ ص ۹۱، رخ ۱۷/ ۲۴۵ (ب) مقدمہ چشمہ مسیحی ص ب، رخ ۲۰/ ۳۳۶۔(ج) چشمۂ معرفت میں ۳۱۷، رخ ۲۳/ ۳۳۲۔

۲۲۰۔(الف) کشتی نوح ص ۱۳، رخ ۱۹/ ۱۴ (ب) ایام الصلح ص ۵۲، رخ ۱۴/ ۲۸۴۔(ج) تحفہ گولڑویہ ص ۷۱، رخ ۱۷/ ۲۰۹۔

۲۲۱۔(الف) فتح اسلام حاشیہ ص ۱۴، رخ ۳/ ۱۰ (ب) شھادۃ القرآن ص ۶۹، رخ ۶/ ۳۶۵۔(ج) ازالۂ اوہام طبع اول ص ۲۹۲۔۲۹۳، رخ ۳/ ۲۷۳۔

۲۲۲۔(الف) ازالۂ اوہام طبع اول ص ۲۷۸، رخ ۳/ ۲۴۱ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲، رخ ۵/ ۴۲ (ج) تذکرۃ الشھادتین ص ۲۷، رخ ۲۰/ ۲۹۔

۲۲۳۔(الف) راز حقیقت ص ۲۔۳ حاشیہ، رخ ۱۴/ ۱۵۴۔۱۵۵ حاشیہ (ب) تبلیغ رسالت ۸/ ۶، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۱۴۹ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۶۷، رخ ۲۲/ ۷۰ (د) تحفہ گولڑویہ ص ۶۳، رخ ۱۷/ ۱۵۳۔

۲۲۴۔(الف) چشمۂ معرفت ص ۳۱۷، رخ ۲۳/ ۳۳۲ (ب) تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۲، رخ ۱۷/ ۲۶۴، (ج) آل عمران: ۶۵

۲۲۵۔(الف) آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، رخ ۵/ ۲۱ (ب) سیرۃ المھدی ۱/ ۱۳۸، روایت نمبر ۱۵۰ (ج) بنی اسرائیل ۴۳

۲۲۶۔(الف) نزول المسیح ص ۱۰۰، رخ ۱۸/ ۴۷۷۔۴۷۸ (ب) البشریٰ (مجموعہ الہامات مرزا) ۲/ ۷۹ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۸۶، رخ ۲۲/ ۸۹۔

۲۲۷۔(الف) ایضاً ص ۷۴، رخ ۲۲/ ۷۷ (ب) انجام آتھم ص ۵۵، رخ ۱۱/ ۵۵ (ج) دافع البلاء ص ۸، رخ ۱۸/ ۲۲۸۔

۲۲۸۔(الف) ٹریکٹ نمبر ۳۴ اسلامی قربانی ص ۱۲ مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض الھند پریس۔ امرتسر (ب) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳، رخ ۲۲/ ۵۸۱ (ج) تذکرہ ص ۲۰۳، براہین احمدیہ حصہ پنجم در رخ ۲۱/ ۱۲۴۔

۲۲۹۔(الف) خطبہ الہامیہ ص ۵۶، رخ ۱۶/ ۵۶ (ب) براہین احمدیہ حصہ پنجم در رخ ۲۱/ ۱۲۷ (ج) خطبہ الہامیہ ص ۳۲۰، رخ ۱۶/ ۳۲۰۔

۲۳۰۔(الف) حقیقۃ الوحی ص ۸۹، رخ ۲۲/ ۹۲ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴۔۵۶۵، اخبار البدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء (ج) حقیقۃ الوحی نشان نمبر ۱۵۲ ص ۳۴۰۔

۲۳۱۔(الف) النساء۔ ۱۲۰۔ (ب) کانا دجال ص ۵۰ مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم (ج) تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۹۱۔

۲۳۲۔(الف) اشتہار مرزا قادیانی ۵ اپریل ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ (ب) مواہب الرحمٰن در رخ ۱۹/ ۲۳۶ (ج) اربعین ۳ ص ۳۶، رخ ۱۷/ ۴۲۶۔

۲۳۳۔(الف) ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷، ۴۸، رخ ۱۱/ ۳۳۱ (ب) انجام آتھم ص ۱۹۔ ۲۰ رخ ۱۱/ ۲۱ (ج) انجام آتھم ص ۲۸۲۔

۲۳۴۔(الف) تتمہ حقیقۃ الوحی در رخ ۲۲/ ۴۴۵۔ ۴۴۶ (ب) نور الحق حصہ اول ص ۱۲۳، رخ ۸/ ۱۶۳ (ج) حجۃ اللہ عربی ص ۸۷، رخ ۱۲/ ۲۳۵۔

۲۳۵۔(الف) الھدیٰ و التبصرۃ لمن یریٰ ص ۴۷، رخ ۱۸/ ۲۹۱ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، رخ ۵/ ۵۴۷۔ ۵۴۸ (ج) نجم الھدیٰ در رخ ۱۴/ ۵۳۔

۲۳۶۔(الف) انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ (ب) ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵۔ ۴۶، ۴۹۔ ۵۰ (ج) نزول المسیح ص ۷۵

۲۳۷۔(الف) چشمۂ معرفت ص ۱۱۳، رخ ۲۳/ ۱۲۱ (ب) آریہ دھرم در رخ ۱۰/ ۳۳ (ج) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء۔

۲۳۸۔(الف) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، رخ ۱۱/ ۳۳۷ (ب) انجام آتھم ص ۳۱، رخ ۱۱/ ۳۱ حاشیہ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، رخ ۱۱/ ۳۳۸۔

۲۳۹۔(الف) اشتہار مرزا قادیانی ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات ۲/ ۱۱۵، تبلیغ رسالت ۳/ ۱۸۶۔ (ب) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم در رخ ۲۱/ ۲۹۲ (ج) تحفۂ حق در رخ ۲/ ۳۸۶۔

۲۴۰۔(الف) ابراہیم۔ ۴۷ (ب) اشتہار مرزا قادیانی موسومہ ''خدا سچے کا حامی ہو'' مورخہ ۱۶/ اگست ۱۹۰۶ء، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۱۳۔ ۱۱۶۔ مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۵۷۔ ۵۶۰ (ج) چشمۂ معرفت ص ۳۲۱۔ ۳۲۲، رخ ۲۳/ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔

۲۴۱۔(الف) اشتہار مرزا قادیانی ۵ اپریل ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۷۸۔ ۵۷۹، (ب) قادیانی اخبار البدر مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء (ج) قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء۔

۲۴۲۔(الف) مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر کے خود نوشتہ حالات ''حیاتِ ناصر'' ص ۱۴، مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی (ب) پیغام صلح ص ۱۵، رخ ۲۳/ ۳۸۶۔ ۳۸۷ (ج) ضرورۃ الامام ص ۸، رخ ۱۳/ ۴۷۸۔

۲۴۳۔(الف) ضمیمہ اربعین ۴ ص ۵، رخ ۱۷/ ۴۷۱ (ب) کشتی نوح ص ۱۱، رخ ۱۹/ ۱۱۔ (ج) براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۴، رخ ۲۱/ ۱۴۴۔

۲۴۴۔(الف) سیرۃ المہدی ۳/ ۲۱۰ (ب) ایضاً ۳/ ۲۷۳ (ج) اخبار الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء۔

۲۴۵۔(الف) سیرۃ المہدی ۱/ ۲۵۹ (ب) ایضاً ۳/ ۲۱۳ (ج) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴۔

۲۴۶۔(الف) تذکرہ ص ۸۳۱ (ب) اخبار الفضل مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء (ج) سیرۃ المہدی ۱/ ۲۷۶۔

۲۴۷۔(الف) سیرۃ المہدی ۱/۴۳ (ب) تتمہ حقیقۃ الوحی در رخ ۲۲/۴۶۰ (ج) سیرۃ المہدی ۲/۶۳۔

۲۴۸۔(الف) النساء۔۱۹۔(ب) تبلیغ رسالت ۳/۳۴ (ج) براہین، احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، رخ ۲۱/۹

۲۴۹۔(الف) تبلیغ رسالت ۱/۴۷، ۹۱ (ب) اربعین ۴ ص ۲۵، رخ ۱۷/۴۶۱۔ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ، رخ ۱۱/۳۳۷ حاشیہ۔

۲۵۰۔(الف) البشریٰ ۲/۱۳۶، اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ۱۰/۱۲۷، مجموعہ اشتہارات ۳/۵۸۷ (ب) مجموعہ اشتہارات ۳/۴۶۸۔۴۶۹ (ج) سیرۃ المہدی ۱/۲۶۱، روایت نمبر ۲۷۲۔

۲۵۱۔(الف) الفضل مؤرخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء (ب) حقیقۃ الوحی ص ۳۳۳ (ج) نقل بیان مرزا قادیانی مؤرخہ ۲۱ اگست ۱۹۹۳ء بہ مقدمہ انکم ٹیکس، ضرورۃ الامام ص ۴۵، رخ ۱۳/۵۱۶

۲۵۲۔(الف) اظہار حقیقت ص ۱۳ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۳ء شائع کردہ قادیانی انجمن انصار اللہ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱۔۲۱۲، رخ ۲۲/۲۲۰/۲۲۱ (ج) مسیح دجال کا سربستہ راز ص ۲ مصنفہ حکیم مولوی نظیر احسن بہاری۔

۲۵۳۔(الف) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ۳/۵۵۷۔۵۶۰ (ب) تبلیغ رسالت ۳/۳۴ (ج) کشف الاختلاف ص ۱۳۔۱۴، مصنفہ محمد سرور شاہ قادیانی۔

۲۵۴۔(الف) مرزا بشیر الدین محمود کا خط بنام مولوی حکیم نور الدین خلیفۂ اول قادیان مندرجہ حقیقۃ الاختلاف مصنفہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ۔ لاہور ص ۵۰ (ب) خطبہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء ص ۷ (ج) اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۵ء ص ۵۔

۲۵۵۔(الف) خطوط امام بنام غلام ص ۵ مؤلفہ حکیم محمد حسین قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت۔ لاہور (ب) مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۹ اگست ۱۸۹۹ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ ص ۱۰۵۔ (ج) خطوط امام بنام غلام ص ۶ مؤلفہ حکیم محمد حسین قریشی قادیانی۔

۲۵۶۔(الف) مضمون مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء (ب) سیرۃ المہدی، ۲/۷۷، روایت نمبر ۴۰۳۔۴۰۴ (ج) صحیح بخاری ۲/۹۵۶۔

۲۵۷۔(الف) ایضاً۔ ایضاً۔(ب) الاحزاب: ۲۸۔۲۹ (ج) آئینہ کمالات اسلام در رخ ۵/۵۹۸۔

۲۵۸۔(الف) سیرۃ المہدی ۳/۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲ (ب) کشف الاختلاف ص ۱۵ (ج) سیرۃ المہدی ۲/۵۵، روایت نمبر ۳۶۹ (د) ملفوظ مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ تشحید الاذہان قادیان۔

۲۵۹۔(الف) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱، رخ ۲۱/۳۷۳ (ب) اربعین نمبر ۳۔۴ ص ۴، رخ ۱۷/۴۷۰۔۴۷۱۔ (ج) مکتوب احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ ص ۲۱۔

۲۶۰۔(الف) ملفوظات احمدیہ ۲/۳۷۶ (ب) سیرۃ المہدی ۱/۱۳، روایت نمبر ۱۹۔ (ج) ایضاً ۱/۲۲، روایت نمبر ۳۶

۲۶۱۔(الف) اکسیر اعظم ۱/۱۸۸ مؤلفہ حکیم محمد اعظم خان (ب) قادیانی مجلہ ریویو آف ریلیجنز ص ۶۔۷ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی) (ج) ایضاً ص ۱۰۔

۲۶۲۔(الف) سیرۃ المہدی ۱/۶۰۶، روایت نمبر ۲۱۲ (ب) اخبار الحکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۴

مصنفہ منظور الٰہی قادیانی۔ لاہور (ج) بیاض نورالدین جلد اول منقول از پیغام صلح لاہور مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء

۲۶۳۔ (الف) ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی۔ (ب) سیرۃ المہدی ۱/ ۶۷، روایت نمبر ۸۳ (ج) ایضاً ۲/ ۱۲۸۔۱۲۹ روایت نمبر ۴۴۴۔

۲۶۴۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱/ ۱۶۲ روایت نمبر ۱۶۵ (ب) یادِ ایام قاضی محمد ظہور الدین قادیانی مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء (ج) سیرۃ المہدی ۲/ ۱۲۶ روایت نمبر ۴۴۴۔

۲۶۵۔ (الف) ایضاً ۲/ ۱۲۸ روایت نمبر ۴۴۴ (ب) ایضاً ۲/ ۵۸ روایت نمبر ۳۷۵ (ج) ایضاً ۲/ ۱۳۱، خطبہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء۔

۲۶۶۔ (الف) بنی اسرائیل۔ ۴۴ (ب) مرزا قادیانی کے حالات مرتبہ معراج الدین قادیانی، تتمہ براہین احمدیہ ۱/ ۶۷ (ج) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ ص ۱۵۳۔

۲۶۷۔ (الف) قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء (ب) سیرۃ المہدی ۳/ ۲۷۔ (ج) ایضاً ۱/ ۴۵ روایت نمبر ۵۱۔

۲۶۸۔ (الف) ایضاً ۳/ ۲۵۹ (ب) ایضاً ۱/ ۲۲۶ روایت نمبر ۲۴۴ (ج) تقریر مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الفضل ص ۷ مؤرخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء۔

۲۶۹۔ (الف) سبا۔ ۴۶۔ (ب) الطور۔ ۲۹۔ (ج) التکویر۔ ۲۲۔

۲۷۰۔ (الف) الاعراف۔ ۱۸۴ (ب) المومنون۔ ۷۰ (ج) ملفوظات احمدیہ ۲/ ۳۷۶۔۳۷۷ طبع ربوہ

۲۷۱۔ (الف) نزول المسیح ص ۲۰۹، رخ ۱۸/ ۵۸۷ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ (ج) آل عمران ۴۵۔۴۹۔

۲۷۲۔ (الف) مریم: ۳۰۔۳۳ (ب) گڈ نیوز بائبل: عہد نامہ جدید، فہرست الفاظ ملحقہ ص ۳۲۸، یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز، طبع پنجم ۱۹۷۸ء (ج) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء

۲۷۳۔ (الف) براہین احمدیہ در رخ ۱/ ۴۳۱ حاشیہ در حاشیہ (ب) ایضاً ۱/ ۵۹۳ (ج) ایضاً ۱/ ۶۰۱۔۶۰۲

۲۷۴۔ (الف) آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، رخ ۵/ ۲۱ (ب) حمامۃ البشریٰ ص ۹۰، رخ ۵/ ۳۱۶ (ج) اعجاز احمدی ص ۲۱، رخ ۱۹/ ۱۲۹۔

۲۷۵۔ (الف) کشتی نوح ۱۶، رخ ۱۹/ ۱۸ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ (ج) ازالۂ اوہام حاشیہ ص ۷۷، در رخ ۳/ ۱۴۰۔

۲۷۶۔ (الف) چشمۂ معرفت ص ۲۵۵، رخ ۲۳/ ۲۶۶ (ب) ایضاً۔ ایضاً۔ (ج) ایضاً ص ۵۷، رخ ۲۳/ ۸۳۔

۲۷۷۔ (الف) کشتی نوح در رخ ۱۹/ ۵ (ب) ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، رخ ۱۱/ ۲۹۰ حاشیہ۔ (ج) ازالۂ اوہام در رخ ۳/ ۲۶۳۔

۲۷۸۔ (الف) ایضاً۔ ایضاً۔ (ب) ایضاً۔ ایضاً۔ (ج) سیرۃ المہدی ۲/ ۵۸، روایت نمبر ۳۷۵۔

۲۷۹۔ (الف) النساء۔ ۱۷۲ (ب) اربعین ۴ ص ۱۹، رخ ۱۷/ ۴۵۲ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۷۴، رخ ۲۲/ ۷۷۔

۲۸۰۔ (الف) قادیانی اخبار البدر قادیان مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء (ب) حمامۃ البشریٰ در رخ ۷/ ۱۹۲۔ (ج) اعجاز احمدی ص ۷۔۸۔ رخ ۱۹/ ۱۱۳۔۱۱۴

۲۸۱۔(الف) ایک غلطی کا ازالہ ص۲، رخ ۱۸/ ۲۰۷ (ب) رسالہ دلگداز لکھنو بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء (ج) الفضل ص۸ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء۔

۲۸۲۔(الف) سیرۃ المہدی ۳/ ۱۳۸ (ب) ایضاً ۳/ ۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲ (ج) صحیح بخاری ۱/ ۵۰۲۔

۲۸۳۔(الف) صحیح بخاری ۲/ ۵۹۶ (ب) مسند احمد ۶/ ۴۹، الرحیق المختوم اردو، ص ۶۲۸، صفی الدین مبارک پوریؒ۔ المکتبۃ السلفیہ۔ شیش محل روڈ۔ لاہور (ج) کشف الاختلاف ص ۱۵۔ مولفہ محمد سرور شاہ قادیانی۔

۲۸۴۔(الف) ایضاً ص ۱۳ (ب) سیرۃ المہدی ۱/ ۴۳، ایضاً ۱/ ۱۵۴۔ ۱۵۸ ملخصاً (ج) کتاب البریۃ حاشیہ ص ۱۴۶، رخ ۱۳/ ۱۷۷۔

۲۸۵۔(الف) سیرۃ المہدی ۱/ ۲۴۵ (ب) تتمہ حقیقۃ الوحی در رخ ۲۲/ ۴۶۰ (ج) ایام الصلح اردو ص ۷۲۔

۲۸۶۔(الف) قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء (ب) چشمۂ مسیحی ص ۱۸ (ج) کشتی نوح ص ۱۶، رخ ۱۹/ ۱۸۔

۲۸۷۔(الف) الحدید۔ ۲۷۔ (ب) نور الحق ص ۱۲۱۔ ۱۲۵ (ج) آئینہ صداقت ص ۱۳۵ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود

۲۸۸۔(الف) النساء ۱۵۶ (ب) اشتہار مرزا قادیانی ۵ اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ (ج) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات ۲/ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔

۲۸۹۔(الف) مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ فصل ثالث (ب) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، رخ ۱۱/ ۳۳۷ (ج) تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۷، رخ ۱۷/ ۲۹۲۔

۲۹۰۔(الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹۔ ۲۰۰ (ب) ازالۂ اوہام ص ۱۷۴، رخ ۳/ ۳۵۲ (ج) البشریٰ ص ۱۵۵، تذکرہ ص ۵۹۱ مطبوعہ ربوہ۔

۲۹۱۔(الف) کشتی نوح ص ۱۵ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۳۱۳ ملخصاً (ج) التوبۃ۔ ۸۴۔

۲۹۲۔(الف) بخاری ۱/ ۴۹۰، مسلم ۱/ ۸۷، مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۷۹ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۳۱۲ (ج) چشمہ معرفت ص ۸۲۔ ۸۳ رخ ۲۳/ ۹۰۔ ۹۱

۲۹۳۔(الف) حقیقۃ الوحی ص ۳۴ (ب) صحیح مسلم ۱/ ۴۰۸ (ج) حمامۃ البشریٰ در رخ ۷/ ۱۹۲۔

۲۹۴۔(الف) صحیح مسلم ۲/ ۴۰۱، ترمذی ۲/ ۴۷۔ ۴۸ (ب) سنن ابوداؤد ۲/ ۲۳۸ (ج) سیرۃ المہدی ۱/ ۱۹۸ روایت نمبر ۱۸۷۔

۲۹۵۔(الف) سیرۃ المہدی ۳/ ۷۷، روایت نمبر ۴۰۴ (ب) مشکوٰۃ المصابیح: باب العلامات بین یدی الساعۃ (ج) انجیل متی ۲۴: ۷ (د) ازالۂ اوہام ص ۲۲۰، رخ ۳/ ۲۰۹

۲۹۶۔(الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳ (ب) لیکچر سیالکوٹ در رخ ۲۰/ ۲۰۷ (ج) تریاق القلوب در رخ ۱۵/ ۲۸۳ (د) طٰہٰ ۱۵۔ (ھ) آل عمران ۳۶۔ ۳۷ (و) براہین احمدیہ در رخ ۱/ ۴۳۱، ۵۹۶، ۶۰۱، ۶۰۲، اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷، رخ ۱۹/ ۱۱۳، الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹، رخ ۲۲/ ۶۶۰ (ز) المائدہ۔ ۷۲